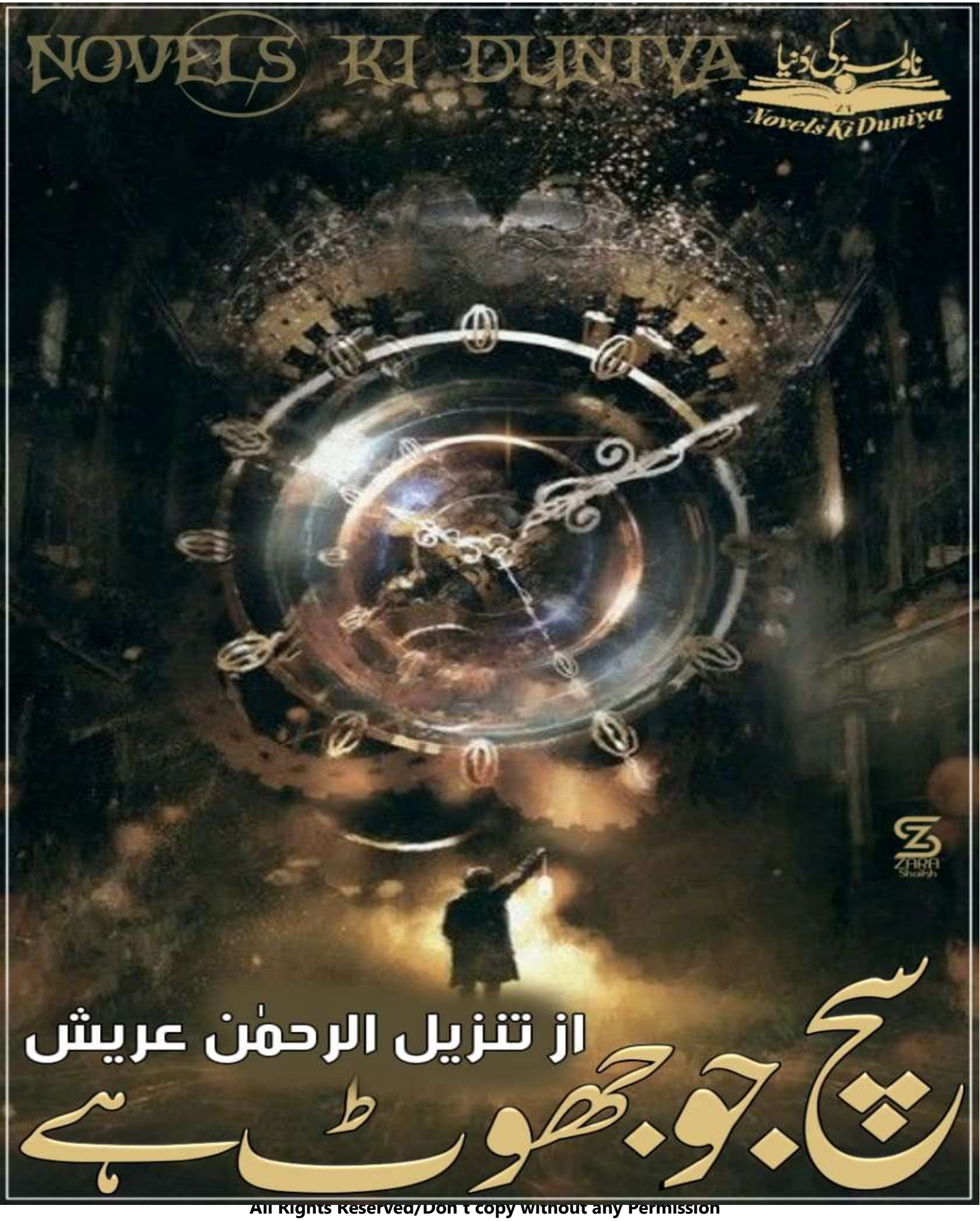

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سچ جو جھوٹ ہے

از قلم: تنزیل الرحمٰن عریش

اکثر چیمبرز کے دروازوں پر تالے لگے۔ خاکروب سڑکوں پر جھاڑو دینے میں مصروف تھے۔ ابھرتے سورج کی کرنوں میں، ایک چیمبر کی کھڑکی سے جھلکتی روشنی دھیرے دھیرے سورج کی کرنوں سے دبتی جا رہی تھی۔

چیمبر سے باہر ایک نوعمر لڑکا، منہ سکیڑے ایک پائپ سے باہر پانی کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔ پانی کے قطروں اور لہروں سے دبتی مٹی کا ہر ذرہ، مٹی میں دب کر بھی ہلکی، بھینی بھینی سے خوشبو پیدا کر کے اپنے اپنے وجود کا احساس کروا رہا تھا۔

چیمبر کے اندر ایک خاموش سی افراتفری کا سماں تھا۔ کوئی شخص ٹائپنگ کرنے میں مصروف تھا تو کوئی پیپرز کو فائل میں ترتیب سے رکھ رہا تھا۔

ٹیبل پر فائلوں کے پلندے کے پیچھے، کرسی پر موجود ادھیڑ عمر سنجیدہ سے شخص کا چہرہ، کنپٹیوں کے سفید بال، چشمے کے پیچھے سوچ میں ڈوبی آنکھیں اس بات کی گواہی دے رہیں تھیں کہ ایڈوکیٹ ملک عامر، ایک محنتی، ذہین اور قابل وکیل ہے۔

خاموش فضا میں ایک لینڈ کروزر کے ہارن اور بریکس کی وجہ سے ٹائروں کی چرچراہٹ سے فضا میں ہلچل مچی۔ ملک عامر چونک کر سیدھا ہوا۔

لینڈ کروز، پانی چھڑکتے نوعمر لڑکے کے اس قدر قریب آ کر رکی کہ بے اختیار اس لڑکے نے اچھل کر پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں لڑکھڑاتے ہوئے خود کو گرنے سے بچانے کی کوشش کرنے لگا اور خشمگیں نظروں سے گاڑی کی طرف دیکھ کر کچھ بڑبڑانے لگا۔

چیمبر کا دروازہ تیزی سے کھلا، ایک پینتالیس سالہ مرد، بکھرے بالوں، سرخ آنکھوں لیے، جیسے ساری رات سویا نہ ہو، چیمبر میں داخل ہوا۔

اس مرد کے پیچھے ایک سپاٹ سا چہرہ لیا، کشادہ پیشانی والا، آنکھوں میں تیز چمک لیے ایک چھبیس سالہ جوان تھا جس کے چہرے سے اس کے جذبات پڑھنے میں چہرہ شناس بھی مات کھا جاتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آئیں جی، ملک صاحب! ویلکم، ویلکم۔" ملک عامر نے اٹھ کر ملک وسیم جمال کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

ملک وسیم نے سر کی ہلکی سی جنبش سے جواب دیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس جوان نے بھی خاموشی سے ایک کرسی سنبھال لی۔

ملک وسیم نے سوالیہ نظروں سے اپنے وکیل کی طرف دیکھا۔

"سر! ساری تیاریاں مکمل ہیں لیکن آج پہلی پیشی ہے، آپ کو بھی پتہ ہے ایسے کیسز کے فیصلے جلدی نہیں ہوتے۔" ملک عامر نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیس ہائی لائٹ ہو چکا ہے ورنہ میں خود سزا دیتا، میں اُس لڑکی کو جلد سے جلد پھانسی پر لٹکتے دیکھنا چاہتا ہوں۔" انتہائی تنفر سے بھرے لہجے میں ملک وسیم نے کہا۔

سپاٹ سے چہرے والے جوان نے ایک نظر اٹھا کر ملک وسیم کو دیکھا۔

"سمیع! تم ایک ذہین انسان ہو، تمہاری ذہانت سے میں نے بہت بار فائدہ اٹھایا ہے، تم اس معاملے کو کیسے دیکھتے ہو؟" ملک وسیم نے دفعتاً سپاٹ سے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

سپاٹ سے چہرے والے سمیع نے جواب دینے کی بجائے اپنے موبائل میں ایک "سپیشل" نامی فولڈر کو کلک کر کے اوپن کیا۔ ایک محفوظ کیے گئے سکرین شاٹ کو اوپن کیا جس کے اوپر ایک نام "نحل" لکھا جگمگا رہا تھا۔ یہ کسی کے واٹس اپ سٹیٹس کا سکرین شاٹ تھا۔ جس میں دو تصاویر اوپر نیچے تھیں۔ اوپر والی میں ایک شہد کی مکھی گیندے کے پھول پر بیٹھی تھی، شہد کی مکھی کے سر پر اردو رسم الخط میں ایک فقرہ لکھا تھا، "میں نحل ہوں۔"

نیچے والی تصویر میں ایک مکڑی کا ٹوٹا ہوا جالا تھا، مکڑی اس ٹوٹے جالے میں لٹکی عجیب سا منظر پیش کر رہی تھی۔ شہد کی مکھی کی طرح اس مکڑی کے سر کے اوپر ایک فقرہ لکھا تھا،

"سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر، مکڑی کا گھر ہوتا ہے"۔ (عنکبوت، 41)

"شہد کی مکھی عموماً کسی کو ڈنگ نہیں مارتی، لیکن جب کسی کو ڈنگ مارتی ہے تو ساتھ ہی خودکشی کر لیتی ہے، یہ خودکشی اس طرح ہوتی ہے کہ ڈنگ مارتے ہوا وہ اپنا ڈنگ والا زیادہ حصہ انسانی جسم میں ہی چھوڑ جاتی ہے، ادھورے وجود کے ساتھ وہ کچھ ہی دیر زندہ رہ پاتی ہے اور مر جاتی ہے۔" سمیع تصویر کو گھورتے ہوئے سوچ میں ڈوب کر ایسے بڑبڑا رہا تھا جیسے خود سے باتیں کر رہا ہو لیکن اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی تھی، ملک وسیم بھی آسانی سے سن رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"مکڑی کا گھر؟" یہ کہتے ہوئے پہلی بار سمیع کے سپاٹ چہرے پر ایک الجھن کی لہر ابھری، ایک پل کے لیے وہ تصویر کو گھورتا رہا پھر اچانک نظریں اٹھا کر ملک وسیم کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ کھوجتی نظروں سے ملک وسیم کے چہرے کو دیکھتے وقت سمیع نے آنکھیں سکیڑیں، جیسے کسی پہیلی کا جواب اسے ملک وسیم کے چہرے پر لکھا ملے گا۔

چند لمحوں کے بعد سمیع کہنے لگا، "اسے پھانسی کی سزا سنادی جائے گی بہت جلد، اتنا مجھے پتہ ہے، اس لڑکی کو میں سمجھ نہیں سکتا، ایسا لگتا ہے وہ تو ہو جائے گا جو ہم چاہتے ہیں لیکن اس کے بعد بہت کچھ ہماری توقعات کے خلاف ہو گا۔"

"ایسا تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" عامر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"وہ لڑکی ایک پہیلی در پہیلی ہے، ایک پہیلی کا جواب معلوم ہوتا ہے تو ایک نئی پہیلی کی شکل میں سامنے آجاتی ہے۔" سمیع نے موبائل میں نحل نام کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اس نے میرے اکلوتے بیٹے کے چہروں کو ایسے چھلنی کیا، ایک باپ اپنے بیٹے کا آخری دیدار بھی نہ کر سکا، میرا بس چلے، اسے ایسی موت دوں وہ سسک سسک کر موت کی بھیک مانگے۔" ملک وسیم نے سرخ، نم آنکھوں سے غصے اور نفرت سے بلند آواز میں کہا۔ اتنی بلند آواز سے بوکھلا کر دفتر کا سارا عملا اپنا کام چھوڑ کر ملک وسیم کی طرف دیکھنے لگا جو کرسی پر بیٹھا اپنی مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔

ملک عامر کے موبائل فون کی گھنٹی بجی۔ ملک عامر نے فون کان سے لگایا، نہ جانے دوسری طرف کون تھا اور اس نے کیا کہا لیکن ملک عامر کے چہرے کا زرد رنگ تیزی سی سرخی میں بدلا۔

"جج صاحب دو دن کی چھٹی پر چلے گئے ہیں اب اس کیس کی سنوائی دو دن بعد ہو گی۔" ملک عامر نے دل برداشتہ لہجے میں کہا۔

یہ بات سن کر ملک وسیم کا کے سرخ چہرے میں مزید سرخی کا اضافہ ہوا۔ وہ بے اختیار کھڑا ہوا۔ کھولتی بند ہوتی مٹھیوں سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا، ملک وسیم اندر کے ابال کو دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"ڈیم اٹ۔" کہہ کر ملک وسیم نے باہر کا رخ کیا۔

سمیع بھی وسیم کے پیچھے چل پڑا۔

"آپ جائیں، میں بعد میں آجاؤں گا۔" سمیع نے گاڑی میں بیٹھتے وسیم سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وسیم نے ایک پل کے لیے سمیع کی طرف دیکھا اور "ہمم۔" کہہ کر دروازہ زور سے بند کر دیا۔

سمیع نے چلتی گاڑی کے پیچھے پیچھے اپنے قدم بڑھائے۔

روڈ پر نکل کر اس نے اپنا رخ قریب ہی موجود ڈسٹرکٹ جیل کی طرف کیا۔

"میں نحل نامی ملزمہ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں مگر اسے پتہ نہ چلے کہ کون آیا ہے ملنے۔" سمیع نے جیل وارڈن کے دفتر میں پہنچتے ہی جیل وارڈن سے کہا۔

"جیل وارڈن جو سمیع کو دیکھتے ہی اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا، یہ الفاظ سن کر حیرت سے سمیع کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگا، "مگر آپ۔۔۔

"اگر مگر کچھ نہیں، میں صرف کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اور کر کے چلا جاؤں گا۔" سپاٹ سے چہرے سے سمیع نے کہا۔

عموماً سمیع کا لہجہ بھی سمیع کی طرح سپاٹ ہی ہوتا تھا۔

جیل وارڈن جانتا تھا، سمیع کا تعلق کس سے ہے اور اس کی پہنچ کہاں تک ہے؟

وارڈن بنا کچھ کہے باہر نکلا۔

سمیع بھی خاموشی سے ملاقات والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس جیل کے چپے چپے سے واقف تھا۔

ملاقات کے لیے مخصوص کمرے کا دروازہ کھلا۔ ایک بائیس سالہ لڑکی، سیاہ چادر لپیٹے، کمرے میں داخل ہوئی۔

لڑکی کے پیچھے کمرے کا دروازہ بند ہوا اور لاک گھومنے کی آواز گونجی۔

لڑکی نے تجسس بھرے انداز میں سلاخوں کے پار جھانکا مگر سمیع کے چہرے پر نظر پڑتے ہی قدم بڑھاتی نحل اپنی جگہ سکتے کے عالم میں رک گئی۔ ہلکی بھوری آنکھوں میں بے یقینی ابھری، کھلتے چہرے پر شاک کے تاثرات جم گئے۔

سکتے کا یہ عالم چند لمحے برقرار رہا۔

بجلی کی تیزی سے وہ مڑی اور اپنے پیچھے موجود دروازہ کھولنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

"ویسے تو اتنی بہادر ہو لیکن صرف بات کرنے سے اتنا ڈر؟" سمیع نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اضطراری طور پر اچانک ملنے والے شاک کے رد عمل میں دروازے پر ہاتھ مارتی نحل رک گئی۔ اسے پتہ تھا، اسے سمیع کی باتیں سننی ہوں گی چاہے وہ چاہے یا نہ چاہے۔

وہ واپس مڑی۔ حیرت انگیز طور پر اس کے چہرے کے تاثرات بدل چکے تھے۔ تنفر بھری مسکان لیے، کبیدہ تاثرات کے ساتھ، اس چہرے کو دیکھ کر کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہی لڑکی چند لمحے پہلے شدید رد عمل میں دروازہ پیٹ رہی تھی۔

فوراً ابھرتے جذبات پر فوراً قابو پانے کی صلاحیت بہت کم لوگوں کے پاس ہوتی ہے۔

"کچھ چہروں سے اتنی نفرت ہوتی ہے کہ ان کے چہرے پر نظر پڑتے ہیں خون کی بوند بوند بھی نفرت بن کر دوڑتی اور پورا وجود، سراپا نفرت بن جاتا ہے۔" نحل کا لفظ لفظ سمیع کے لیے شدید نفرت کا اظہار تھا۔

سمیع کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثرات نہیں ابھرے۔

"نحل، شہد کی مکھی۔" سمیع بڑبڑانے کے انداز میں بولا۔

"ہوا کیا تھا؟ مجھے بس یہ جاننا ہے۔" سمیع نے کوئی جواب نہ ملنے پر سیدھا مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم جب جو چاہو میدان فتح کر سکتے ہو۔ ہر جگہ اپنا مطلب پورا کر سکتے ہو۔" نحل نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے اگر حقیقت معلوم ہو جائے تو میں تمہارے لیے کچھ کر سکوں۔" سمیع کا لہجہ ہنوز سپاٹ تھا۔

نحل نے سر پیچھے جھٹک کر ایک ہذیانی قہقہہ لگایا۔

نحل نے سر پیچھے جھٹکا تو سمیع کو نحل کی گردن ایک نیلگوں رگ واضح ابھرتی دکھائی دی اور ایک یاد کا جھماکہ اس کے ذہن میں ہوا اور پھر فوراً نحل کی آواز نے اس جھماکے کی روشنی پھیلنے سے پہلے ہی بجھا دیا۔

"مجھے تمہارا پتہ ہے، اور تمہیں بھی پتہ ہے کہ میں کسی کے احسان نہیں لیتی، جو لینا ہو اپنی ہمت سے لیتی ہوں۔"

نحل کے پیچھے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ ایک لیڈی کانسٹیبل نے اندر جھانک کر دیکھا۔

نحل واپس جانے کے لیے مڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایک مچھلی پورے تلاب کو گندہ کر دیتی ہے۔" سمیع نے کہا تو نحل ایک جھٹکے سے مڑی اور کہنے لگی، "آج کے تالاب، مچھلی کو گندہ کر رہے ہیں۔"

"شہد کی مکھی جب کسی کو ڈنک مارتی ہے تو ڈنک کے ساتھ ہی اپنا وجود کا کچھ حصہ بھی کھو بیٹھتی ہے اور سسک سسک کر خود بھی مر جاتی ہے۔ تم نحل ہو، ملک وسیم کو ڈنک مارا ہے، موت تمہارا مقدر بن چکی ہے۔" سمیع نے کہا اور پلٹ کر دروازے کی طرف چل پڑا۔

"تم بھول رہے ہو ملکہ نحل (شہد کی مکھیوں کی ملکہ) کے پاس یہ خوبی ہوتی ہے وہ ڈنک بھی مارتی ہے، اپنا وجود بھی برقرار رکھتی ہے اور زندہ بھی رہتی ہے۔" نحل نے کہا اور دروازے سے باہر نکل گئی۔

باہر نکلتا سمیع یہ سن کر تیزی سے پلٹا، پہلی بار اس کے سپاٹ چہرے پر شاک کی کیفیت واضح نظر آنے لگی۔

دونوں کا مقابلہ ہمیشہ سے ہی سخت رہا تھا۔ شاک دیا گیا تھا جواب میں شاک مل بھی گیا۔

دس بچے جن کی عمریں آٹھ سے تیرہ سال کے درمیان تھیں، کھیتوں سے واپس گھر کی جانب، جانے والے کچے راستے پر خراماں خراماں چل رہے تھے۔

دونوں اطراف میں درختوں کی قطاریں، درختوں کے پیچھے سبز رنگ کی فصلیں، ہلکی ہلکی ہوا سے جھوم رہی تھیں۔ کبھی کبھی فضا ان بچوں کی ہنسی اور قہقہوں سے گونج اٹھتی تھی۔

بچوں کے گروپ میں چھ لڑکیاں اور اور چار لڑکے شامل تھے۔ اچانک ایک لڑکے نے راستے کے کنارے سے بھر بھری مٹی دونوں ہاتھوں سے اٹھائی اور اپنے پیچھے آنے والی لڑکی کے منہ پر پھینک دی۔ مٹی پھینکنے والا بچہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا جس کا ساتھ سب بچوں نے دیا سوائے اس لڑکی اور ایک لڑکے نے جو سب سے پیچھے چل رہا تھا۔

لڑکی کا منہ اور بال مٹی سے بھر چکے تھے۔ وہ چلتی چلتی رکی، دوپٹے سے اپنا منہ اور بال صاف کرنے لگی۔ پیچھے چلنے والے لڑکے کے پر شدید غصے کے آثار نظر آنے لگے۔ ایک پل کے لیے تو وہ مٹھیاں بھینچے مٹی پھینکنے والے لڑکے کی طرف بڑھا مگر ایک سوچ نے اس کے بڑھتے قدم روک دیے۔

"ایشو بن جائے گا، سب خاندان والے باتیں بنائیں گے۔ ابو سے ڈانٹ اور مار پڑے گی۔"

ہنستے ہوئے پورے گروپ میں سے کسی نے اس لڑکے کی کیفیات کو نوٹ نہیں کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گھر پہنچنے کے بعد بھی وہ لڑکا سوچ میں ڈوبا رہا، "بدلہ لینا ہے اور لینا بھی سب کے سامنے ہے، لینا بھی ایسے ہے، کسی کو احساس بھی نہ ہو اور بدلہ بھی پورا ہو جائے، کیسے لوں؟"

سوچنے سے سوچ کے دروازے کھلتے ہیں، دروازے بھی ایسے جو نئی راہوں کے ہوتے ہیں۔

دانش کو بھی ایک نئی راہ کا دروازہ مل گیا۔

رات کو سب چھوٹے بڑے کزنز ایک کمرے میں جمع تھے۔

کمرے میں قالین بچھا تھا۔ سب کمرے کے دیواروں سے ٹیک لگائے گپ شپ لگانے میں مصروف تھے۔

اگلے دن ایک کزن کی مہندی تھی، کوئی ڈریسنگ کی باتیں کر رہا تھا تو کوئی فنکشن انجوئے کرنے کے نئے منصوبے بنا رہا تھا۔

نوعمر لڑکے کا پلان تیار تھا۔ وہ اٹھا اور ایک کزن کے پاس گیا اور کہنے لگا، "آؤ شہری یار! یسو پنجو کھیلتے ہیں۔"

شہری نے اپنے سے دو سال چھوٹے کزن کو دیکھا اور کہنے لگا، "نہیں دانش! موڈ نہیں ہے۔"

دانش نے اس کے ساتھ بیٹھے ایک اور کزن سے پوچھا۔ اس نے بھی نہ کر دی۔

دو چار سے پوچھنے کے بعد جب دانش، مٹی پھینکنے والے کزن وقاص کے پاس پہنچا تو کن اکھیوں سے وقاص کی طرف دیکھ کر بلند آواز سے کہنے لگا، "سارے ہی بزدل ہیں، اس کھیل میں تیزی، بہادری اور برداشت چاہیے، اسی لیے کوئی کھیل نہیں رہا۔"

سب دانش کی طرف دیکھنے لگے۔

"وقاص، تم کھیلو گے؟ یا تمہاری بھی نا ہے؟"

"نہیں یار چلو کھیلتے ہیں۔" وقاص نے تیزی سے کہا۔

دانش کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ اس کے چہرے پر دبی دبی سی مسکراہٹ اور فاتحانہ چمک تھی۔ ویسے تو قوی امید تھی وقاص بھی نہ کر دیتا مگر دانش کے بولے گئے فقرے نے اس کو جوش دلا دیا، یہی تو دانش چاہتا تھا۔

دونوں دیوار سے ہٹ کر قدرے درمیان میں آ گئے۔ کچھ ان کو دیکھنے لگے، باقی پھر سے اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کھیل شروع ہوا۔ پہلی باری دانش پر آئی۔

دانش نے ہاتھ جوڑ کر وقاص کے آگے کر دیے۔ وقاص نے ایک بار ایسے ظاہر کیا جیسے تھپڑ مارنے لگا ہو لیکن دانش نے ہاتھ ایسے ہی باندھ کر رکھے۔

ایک بھرپور طمانچہ دانش کے ہاتھوں کی پشت پر لگا۔

سب چونک کر ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ دوسرا تھپڑ پڑا مگر دانش کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، اس نے ایک بار بھی جھکانے کی کوشش نہیں کی۔

وقاص نے تیسرا، چوتھا، پانچواں تھپڑ لگاتار لگایا لیکن دانش نے مسکراتے ہوئے ہاتھ باندھ کر رکھے۔ ایک بار بھی جھکائی دینے کی کوشش نہیں کی۔

جیسے ہی وقاص نے چھٹا تھپڑ لگایا، دانش نے پہلی بار جھکائی دی، وقاص کا ہاتھ ہوا میں گھوم گیا۔ وقاص کی باری ختم ہوئی۔ ساتھ ہی کھیل دوبارہ شروع ہوا۔ یسو، پنجو، ہار، کبوتر، ڈولی، یسو، پنجو، ہار، کبوتر۔

اس کے ساتھ ہی مار کھانے کی باری وقاص پر آ گئی۔

سب دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

وقاص نے دونوں ہاتھ جوڑ کر دانش کے آگے کر دیے۔ دانش نے نظروں میں وقاص کو تولا۔

پوری زور سے دانش کا تھپڑ وقاص کے ہاتھوں کی پشت پر لگا۔

دانش کا تعلق گاؤں سے تھا جبکہ وقاص شہر کا رہنے والا، ناز و نعم میں پلا تھا۔ دانش اپنے والد کے ساتھ کھتی باڑی میں ساتھ بھی دیتا تھا۔ شہر کی نسبت گاؤں میں اس کھیل کا رجحان زیادہ ہوتا تھا۔ دانش کے ہاتھوں میں سختی تھی اور یہ سختی وقاص کو اچھی طرح پتہ چل گئی۔

دوسرا تھپڑ، تیسرا تھپڑ پڑا، اب تک تو وقاص، دانش کی طرح ہاتھ باندھ کر رکھے مگر تیسرے تھپڑ کے بعد ہی اس کی ہمت جواب دے گئی۔

دانش بھی اس کے ہاتھوں کی حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔ اس نے مارنے کا ارادہ ظاہر کیا، وقاص نے فوراً جھکائی دی لیکن دانش کا ہاتھ ہوا میں تھوڑا آگے آیا ضرور، مگر اس نے تھپڑ نہیں مارا۔

ابھی جھکائی دینے کے بعد وقاص نے صحیح سے ہاتھ جوڑے بھی نہ تھے کہ دانش کا ہوا میں رکا ہاتھ حرکت میں آیا اور پوری زور سے دانش کے بندھے ہاتھوں پر پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وقاص نے جھکائیاں دینی شروع کر دیں مگر دانش بھی تاک تاک کر کبھی دائیں، کبھی بائیں ہاتھ سے تھپڑوں کی برسات شروع کر دی۔ اس کھیل کے حوالے سے تمام تر فن بروئے کار لاتے ہوئے وہ سب کچھ بھول چکا تھا۔ اس کی نظریں صرف وقاص کے ہاتھوں پر تھی۔

نہ جانے کتنے تھپڑ پڑے، وقاص کے ہاتھوں کی پشت سرخ ہو چکی تھی۔ وقاص کے بندھے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہو چکی تھی۔ سب کزنز ہوٹنگ کر رہے تھے، ہنس رہے تھے، انجوئے کر رہے تھے۔ جھکائی کی ہر کوشش ناکام، مار اور ہزیمت کے احساس نے وقاص کی آنکھوں کو نم کر دیا۔

"بس کر، اب بچے کی جان لے گا کیا؟" ایک بڑی عمر کے کزن نے کہا تو دانش نے چونک کر وقاص کے چہرے کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں نمی اور ہاتھوں میں لرزش دیکھ کر دانش کو اپنے سے ڈیڑھ سال بڑے وقاص پر ترس آ گیا۔

دانش نے جان بوجھ کر ایسا ہاتھ گھمایا، جسے وقاص نے آسانی سے جھکائی دے کر اپنی باری کا اختتام کیا۔

"چلو بس کرتے ہیں، بہت ہو گیا۔" دانش نے وقاص کی خواہش کو اپنے الفاظ دیے۔ وقاص نے دل ہی دل میں شکر کا کلمہ پڑھا۔

دانش نے اس کزن کو دیکھا جس پر مٹی پھینکی گئی تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی اور اس کا چہرے نہ جانے کن رنگوں کے عکس سے چمک رہا تھا۔

دانش کو اپنی طرف دیکھتے پا کر اس کی مسکان اور گہری ہوئی اور اس نے سر کو جنبش دی جیسے دانش کا شکریہ ادا کر رہی ہو۔

دانش اٹھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ ایک ٹھنڈک سے اسے اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی۔ بدلہ پورا ہو چکا تھا، وہ بھی ایسے جیسے دانش چاہتا تھا۔
دانش کے لبوں پر مسکراہٹ خود بخود آ رہی تھی جسے وہ دبانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بے اختیار ہنسی آئی اور وہ اکیلا کھل کر ہنسنے لگا۔

غم جو تنہائی میں محسوس ہو اس سے بڑا غم کوئی نہیں ہوتا، خوشی جو تنہائی میں مسکان لے آئے، اس سے بڑی خوشی کوئی نہیں ہوتی۔

"میرے پاس سب کچھ ہے، ماں، باپ، بھائی، بہن سب رشتے ہیں، کھانے کو، پہننے کو اچھا ملتا ہے، پھر بھی پتہ نہیں کیسی بے سکونی ہے، تنہائی میں اداسی سی رہتی ہے، دل کرتا ہے مجھے توجہ ملے، کوئی میرے دل کی بات سنے، کوئی تو ہو جو بنا کہے میری باتیں سمجھے، میں اپنا اندر چھپا چھپا کر تھک چکی ہوں، بظاہر ہنستی بھی ہوں، باتیں بھی کرتی ہوں، پھر بھی ایک خلا سا ہے محسوس ہوتا ہے جو بھرتا ہی نہیں، میں کیا کروں؟ میں کہاں جاؤں؟ بے بسی ہے جو سوچتی ہوں وہ ہو نہیں پاتا نہ کر پاتی ہوں۔" پندرہ سالہ لڑکی مدیحہ نے میسج مکمل کیا اور سینڈ کے بٹن پر کلک کر دیا۔

میسج سینڈ کرنے کے بعد مدیحہ چیٹ کے اوپر لکھا نام پڑھنے لگی، "الروح"۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عجیب سانام ہے۔ پتہ نہیں کون ہے؟ لڑکی ہے یا لڑکا ہے؟

مگر اس کی باتیں روح میں اترتی محسوس ہوتی ہیں۔ مدیحہ نے سوچتے ہوئے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ وہ جانتی تھی اس میسج کا ریپلائی رات کو ہی آئے گا۔

سارا دن وہ انتظار کی کیفیت لیے روٹین کا کام کرتی رہی۔

اسے بے چینی سے رات کے دس بجے کا انتظار تھا۔

کھانا بھی وہ ٹھیک سے نہ کھا سکی۔ اللہ اللہ کر کے دس بجے۔

انتظار عذاب ہوتا ہے،

,وقت، یہ بھی عتاب ہوتا ہے

چہرا بھی تو کتاب ہوتا ہے،

پڑھ لے جو وہی مل مجھے جائے

سب کے دل کا نصاب ہوتا ہے۔

مدیحہ نے لیپ ٹاپ آن کیا تو الروح کا نیا سٹیٹس سامنے چمک رہا تھا۔ مدیحہ نے بے تابی سے آیا ہوا میسج اوپن کیا مگر میسج پڑھتے ہی مدیحہ کو اپنے ہوش گم ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور گہرے سانس لینے لگی۔ دل اتنا تیز دھڑکنے لگا تھا جیسے سینہ چیر کر باہر آ جائے گا۔

کمرے میں موجود نیم تاریکی سے اسے خوف محسوس ہونے لگا۔

"یہ کیسا جواب آیا الروح کی طرف سے۔" بار بار یہی سوچ اس کی سوچ کے دریچوں پر دستک دینے لگی۔

اس نے قدرے خوف سے لیپ ٹاپ کی طرف دیکھا جیسے ابھی لیپ ٹاپ سے کچھ نکل کر باہر آ جائے گا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سرگودھا شہر سے کافی دور، سبز لہلاتے کھیتوں کے درمیان، تھوڑے تھوڑے وقفے سے چار فٹ کی چار دیواری کے پانچ دو منزلہ عمارتیں ایک دوسرے کے پہلو میں کھڑی تھیں۔ ان عمارتوں کے ارد گرد کوئی اور اس طرز کی عمارت نہیں تھی۔ یہ یونیورسٹی آف سرگودھا کا کیمپس "ڈیپارٹمنٹ آف ایگری کلچر" تھا۔ کیمپس کی مغربی سمت والی چار دیواری کی دیوار کے ساتھ ہی ایک بڑی نہر تھی جو چند قدم آگے چل کر مزید تین چھوٹی نہروں میں تقسیم ہو رہی تھی۔ پر سکون سی فضا، دور دور تک سبزہ اور اس سبزے کو درمیان سے چیرتی ایک نہر، اور نہر سے نکلتی تین اور نہریں، ایک دلکش اور آنکھوں کے ذریعے دل میں اتر جانے والی دلکشی کا منظر پیش کر رہی تھی۔

دانش نے آٹو سے اتر کر حیرت سے چاروں طرف اس عجیب و غریب یونیورسٹی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں تو یونیورسٹی کا کچھ اور امیج تھا۔ شہر کے بیچوں بیچ، لہراتے رنگ برنگے آنچل، رجسٹر سنبھالے، آتے جاتے طلبا، اور نہ جانے کیا کچھ سوچ میں تھا مگر یہاں تو سب کچھ ہی توقعات کے برعکس تھا۔

رکشے والے نے آواز دی۔ دانش چونک کر مڑا اور معذرت کرتے ہوئے کرایہ ادا کیا۔

بیگ کے چھوٹے پہیوں کی اونچی نیچی سڑک پر رگڑ کھانے کی آواز سے گیٹ کی اندرونی طرف موجود چوکی کے گارڈز، دانش کی طرف متوجہ ہوئے۔ سر سے پاؤں تک دانش پر نظر ڈالنے کے بعد، دانش کے بیگ کو وہ اچنبھے سے دیکھنے لگے۔ ان کے دیکھنے کے انداز سے دانش نے گڑبڑا کر بے اختیار اپنے پیچھے بیگ کی طرف دیکھا لیکن اسے تھس کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آئی۔

"میں نیا سٹوڈنٹ ہوں۔" دانش نے ایک گارڈ کو مخاطب کر کے اپنا ایڈمیشن کنفرمیشن لیٹر دکھاتے ہوئے کہا۔

گارڈ نے سرسری نظر ڈالی اور کہنے لگا، "آگے چلے جاؤ، ویسے یہ بیگ کیوں لائے ہو؟"

دانش کو یہ سوال عجیب لگا۔ "دور سے آیا ہوں اس لیے یہاں ہاسٹل میں رہوں گا۔" دانش نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کیمپس میں صرف لڑکیوں کے ہاسٹل ہیں، لڑکوں کا نہیں ہے، اس کے لیے آپ کو مین کمپس میں جانا ہو گا، بہتر ہے یہ بیگ کہیں رکھ دو، یہاں پر مین یونی تک بسیں جاتی ہیں، ان میں کسی پر بیٹھ جانا اور وہاں شہر میں اپنے کے لیے کوئی جگہ تلاش کرنا۔"

دانش کا آج یونیورسٹی میں پہلا دن تھا۔ اس کا ایڈمیشن اس کے ابو کے کسی دوست نے کروایا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کلاس میں درمیان میں چلنے کا راستہ تھا۔ راستے کے دونوں اطراف کرسیاں لگی تھیں۔ بائیں طرف لگی کرسیاں آدھے سے زیادہ بھر چکی تھیں جہاں لڑکیاں سرگوشیاں میں ایک دوسرے سے خود کو متعارف کروا رہیں تھیں۔ دانش کے اندر داخل ہوتے ہی ایک بار سب نے متجسس نگاہوں سے دانش کو دیکھا۔ ایک پل کی خاموشی چھائی۔ دانش سب کی نظروں کو نظر انداز کرتا دائیں طرف والی کرسیوں کے درمیان، ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کلاس میں داخل ہو کر دانش ایک طرف کرسی سنبھال کر بیٹھ گیا۔

بیٹھتے وقت دانش کی نظر ایک کونے میں آخری کرسی پر بیٹھے ایک لڑکے پر پڑی جو سر پر ہڈ ڈالے، سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"السلام علیکم!" دانش کے ساتھ بیٹھے لڑکے نے دانش کے آگے ہاتھ بڑھا کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام!" دانش نے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام کر جواب دیا۔

"میرا نام سمیع اللہ ہے اور لاہور سے ہوں اور تم؟" لڑکے نے تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

"میرا نام محمد دانش ہے، گوجرانولہ سے ہوں۔" دانش نے بھی جوابی تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

دھیرے دھیرے کلاس کی کرسیاں بھرتی گئیں۔ چند کرسیاں خالی پڑی تھیں۔

کلاس میں بیالیس سالہ ایک بارعب سی شخصیت داخل ہوئی تو پوری کلاس بے اختیار اپنی کرسیوں سے کھڑی ہو گئی۔ ایک نرم سے مسکراہٹ ان کے چہرے پر ابھری، ایک بھاری مگر ملائمت لیے آواز کمرے میں پھیلی، "پلیز تشریف رکھیے۔"

پوری جماعت میں خاموشی چھا گئی۔ ڈائس پر پہنچ کر انہوں نے ایک طائرانہ نظر پوری جماعت پر ڈالی۔

"میرا نام محمد اسماعیل ہے، میں اس یونیورسٹی میں انٹمالوجی

(Entomology)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کا اسسٹنٹ پروفیسر ہوں، میرا تعلق اسی شہر سے ہے۔ آپ لوگ بھی ایک ایک کر کے اپنا مختصر تعارف کروا دیں۔" سر نے دھیمے اور پر وقار لہجے میں کہا۔ ان کی شخصیت اور لہجہ ایک نرم دل شخصیت کا تاثر ڈال رہا تھا، آواز کا بھاری پن اور چہرے کے عضلات اس چیز کو بھی ظاہر کر رہے تھے کہ وہ نظم وضبط قائم کرنا اور کروانا جانتے ہیں۔

ایک ایک کر کے سب نے اپنا تعارف کروانا شروع کیا۔

"میرا نام نحل عثمان ہے، ایف ایس سی پری انجینئرنگ کی ہے اور میرا تعلق لاہور کے ایک نواحی گاؤں سے ہے۔" ہلکے نیلے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، سرمئی رنگ پر ابھرتی نیلے رنگ کی لہروں والی چادر لپیٹے ایک لڑکی نے کھڑے ہو کر اپنا تعارف کروایا۔

یہ کلاس کی سب سے خوبصورت لڑکی ہے۔ دانش نے دل ہی دل میں کہا۔

سب سے آخر میں اس ہڈ والے لڑکے کی باری آئی۔ ہڈ اتارے بغیر وہ لڑکا خاموشی سے کھڑا ہوا۔ چہرے پر ہلکی سی زردی چھائی تھی جیسے کئی دنوں سے ٹھیک سے کھانا نہ کھایا ہو، البتہ اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک تیز چمک تھی۔ "میرا نام حمید ہے، ایف ایس سی پری میڈیکل، تعلق اسی شہر کے ایک نواحی گاؤں سے ہے۔" یہ کہہ کر وہ لڑکا بیٹھ گیا۔ صرف دانش ہی نہیں وہاں موجود ہر شخص نے محسوس کیا، اس لڑکے کی آواز سب لڑکوں سے بہت الگ تھی، سرسراتی ہوئی اور پر سکون سمندر کے ٹھہراؤ جیسی، ایک پر اسراریت سی چھپی تھی اس کی آواز میں۔

"باقی ان شاء اللہ، وقت کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کا علم ہو تا جائے گا۔ اب کلاس کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ آپ نے اس شعبے کا انتخاب کیوں کیا؟ آپ ڈگری حاصل کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ اس کا جواب مجھے پتہ ہے، اکثریت کا مقصد اچھی ڈگری لے کر اچھی جاب حاصل کرنا ہوتا ہے، کچھ کا مقصود صرف ڈگری لے کر اپنی اعلیٰ تعلیم کا سٹیٹس بنانا ہوتا ہے اور بہت کم ہوتے ہیں جن کو پڑھنے کا شوق ہوتا ہے۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں؟" سر اسماعیل نے اپنی بات کی تائید چاہی۔ سب ہی طلبا نے بیک وقت کہا،

"یس سر۔"

سمیع نے ہاتھ کھڑا کیا۔

"جی مسٹر سمیع؟" سر اسماعیل نے سمیع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کی یادداشت یقیناً تیز تھا جو سمیع کا نام یاد تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"سر! کچھ کو گھر والے زبردستی بھی یہاں بھیج دیتے ہیں حالانکہ وہ آپ کی بتائی گئی خواہشات میں سے کوئی بھی نہ رکھتے۔ بس زبردستی پڑھنا پڑتا ہے۔" سمیع کی بات سن کر کلاس روم میں جیسے پھلجھڑی سی چل گئی ہو۔ سر کے لبوں پر بھی ہلکی سی مسکان نمودار ہوئی۔

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور لگتا ہے آپ اس زبردستی کے زبردست شکار ہیں۔" سر کی بات نے کلاس میں مزید مسکراہٹوں کے رنگ بکھیر دیے۔

"یس سر!" سمیع نے بھی سینہ پھلا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"باقاعدہ آغاز کرتے ہیں تلاوت قرآن پاک سے۔" یہ کہہ کر سر نے خود ہی سورت الملک کی ابتدائی آیات کی پرنم آواز میں تلاوت کی۔ آواز کا ردھم، کسی لفظ پر ایسا ٹھہراؤ جیسا کائنات کا نظام ہی رک گیا ہو، کسی لفظ پر ایسی اٹھان جیسے سمندر میں شدید طغیانی میں سب سے بلند لہر اٹھ رہی ہو۔ سر قاری بھی ہیں، سب کے دل میں اس خیال نے حقیقت کا رنگ جما دیا۔

تلاوت کے بعد سر نے وائٹ بورڈ پر ایک لفظ لکھا، "آغاز۔"

"کسی بھی کام کے آغاز کے لیے سب سے بنیادی چیز کیا ہوتی ہے؟" سر نے پوچھا۔

"اس کام کا مقصد کیا ہے؟" نحل کا کھنکھناتی آواز میں جواب آیا۔

"لیکن میرا پوچھنے کا مقصد ہے کہ ابتدا سب سے پہلے کس چیز سے کی جاتی ہے؟" سر نے دوبارہ سوال کیا۔

"پلاننگ، سب سے پہلے پلاننگ کی جاتی ہے۔" اس بار دانش نے جواب دیا۔

"کسی حد تک ٹھیک ہے لیکن پلاننگ سے پہلے بھی ایک کام کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہیے، کوئی بتا سکتا ہے وہ کیا ہے؟"

اس بار پوری کلاس میں خاموشی چھائی رہی۔

"سر نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور دوبارہ وائٹ بورڈ پر آغاز کے اوپر ایک لفظ لکھ دیا، "نیت۔

"آپ ایک لاکھ سنتیں بھی پڑھ لیں، ایک کروڑ نفل بھی پڑھ لیں لیکن یہ سنتیں، نوافل فرض کے برابر نہیں ہو سکتے۔ فرق کیا ہے؟ فرق ہے تو "نیت" کا، یہ نیت ہی ہوتی ہے جو فرض کو فرض بنا دیتی ہے۔" سر نے دھیمے لہجے میں مبہوت کلاس کی طرف دیکھ کر کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سر کے خاموش ہونے کے بعد بھی ایسا لگ رہا تھا جیسے خاموشی بھی بول رہی ہو اور دل سن رہا ہو۔

"سب سے خاص چیز، سب سے پہلا قدم، سب سے پہلی بنیاد نیت ہوتی ہے جو کسی بھی عمل کو عرش تک بھی پہنچا سکتی ہے اور پاتال میں بھی دھکیل سکتی ہے۔" سر یہ کہہ کر ایک بار پھر چپ ہوئے۔

"مقام افسوس یہ ہے اتنی اہم اور بنیادی چیز کو ہم نہ ہی خاص کاموں میں مد نظر رکھتے ہیں، نہ ہی عام کاموں میں۔ کبھی کسی نے سوچا کھانا کھانا ہے نیت کیا رکھوں؟ چلنا ہے نیت کیا کروں؟ سفر کرنا ہے نیت کیا ہو؟ ہم روز مرہ کی زندگی میں نہ جانے کتنے افعال سر انجام دیتے ہیں مگر کبھی غور کیا کہ ہم نیت کو کتنے کاموں میں سامنے رکھتے ہیں؟" سر تو سوال کر کے خاموش ہو گئے لیکن پوری کلاس میں کوئی جواب نہ دے سکا۔

"آپ کھانا کھانے لگے ہیں، نیت کر لیں اس کھانے کو طاقت اور انرجی بحال رکھنے کے لیے کھا رہا ہوں، اور یہ طاقت میں دوسروں کی مدد اور نیک اعمال میں خرچ کروں گا، بس اس نیت نے آپ کے کھانے کی قیمت بلند کر دی۔ آپ یونیورسٹی جاتے ہیں سائنس پڑھیں، نیت کریں کہ سائنس پڑھ کر اللہ کی قدرت کو سمجھیں گے، کائنات میں غور و فکر کریں گے، اس نیت نے آپ کے یونیورسٹی آنے، بیٹھنے اور دنیاوی تعلیم کی بھی دینی لحاظ سے قیمتی بنا دیا، آپ انگلش پڑھ رہے ہیں، نیت کریں کہ یہ سیکھ کر انگلش بولنے، سمجھنے والوں کو حق کا راستہ بتانے کی کوشش کریں گے۔ اس کی بھی قیمت لگے گی۔ تو سب سے پہلے آپ نیت کر لیں کہ ہم یہ نیت کرتے ہیں اور پھر آغاز کرتے ہیں۔" سر نے یہ کہہ کر کچھ دیر کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

کلاس میں کئی لڑکے لڑکیوں کے ہونٹ ہلتے نظر آ رہے تھے مگر ہر سو خاموشی تھی۔

خاموشی بھی بولتی ہے، بس سن وہ سکتے ہیں جو خاموشی کو سمجھ جائیں، خاموشی ہے کیوں، یہ خاموشی چاہتی کیا ہے؟

"اسلام کوئی مشکل مذہب نہیں ہے، بس تھوڑا سا سمجھنے کی ضرورت ہے، آپ کہیں جا رہے ہیں تو راستے کے دائیں طرف چلیں، نظریں جھکا لیں، چھوٹے قدم مگر تیزی سے رکھیں، چلنا تو ویسا ہی ہے لیکن ایسے چل لیں، کئی سنتیں پوری ہو گئیں آپ کا کام بھی ہو گیا۔" سر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ ایک اونچے پہاڑ کی طرح نظر آ رہے تھے جس کے سامنے سب ہی خود کو چیونٹی کی طرح محسوس کر رہے تھے۔

رمزیں بہت آسان ہو جاتی ہیں جب سمجھ آتی ہیں۔ بس خوش قسمتی ہوتی ہے کوئی خود سمجھ جاتا ہے کچھ کو ایسے رہبر مل جاتے ہیں جو سمجھا دیتے ہیں۔ سر اسماعیل بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ جو دنیاوی تعلیم، دینی علوم کے ساتھ تربیت کا پہلو بھی مد نظر رکھتے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"انٹومولوجی بنیادی طور پر کیڑوں مکوڑوں کی سائنس ہے جس میں ہم ان کو تفصیل سے پڑھتے ہیں، ان کا خاندان، ان کی خصوصیات، ان کے بارے میں حیرت انگیز اور دلچسپ معلومات حاصل کرتے ہیں۔" سر نے وائٹ بورڈ پر پوائنٹس لکھنا شروع کیے، سب نے رجسٹر نکال کر پوائنٹس نوٹ کرنا شروع کر دیے۔

دین و دنیا کو سموئے ایک لیکچر شروع ہو چکا تھا۔

سیشن عدالت کا احاطہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کئی رپورٹرز کیمروں کے ساتھ ادھر ادھر پھیلے نظر آ رہے تھے۔ ایک عجیب سی افراتفری کا سماں تھا۔ عدالت کے اندر بھی ایک اضطراب بھری خاموشی طاری تھی۔ جج صاحب نے ابھی ابھی آ کر اپنی کرسی سنبھالی تھی۔ جج صاحب میڈیا پر تو بہت کچھ دیکھ سن چکے تھے لیکن پھر بھی ان کی تجسس اور دکھ کے تاثرات سے ملی جلی نظر کٹہرے میں کھڑی لڑکی "نحل" کی طرف گئی۔

ایک سیاہ چادر اوڑھے اس لڑکی کے چہرے پر جتنا سکون تھا اتنا پوری عدالت میں کسی شخص کے چہرے پر نہیں تھا۔ وہ ایسے اطمینان سے کھڑی تھی جیسے کسی پکنک پر جھیل کے کنارے پانی کو دیکھ کر آسودگی سی چہرے پر اتر آئے۔

مختلف چہروں پر مختلف تاثرات واضح نظر آ رہے تھے۔

کسی کے چہرے پر تجسس، کسی پر دکھ، کسی پر نفرت، کوئی چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا تو کسی چہرے پر موجود سرخ آنکھوں سے نفرت پھوٹ رہی تھی۔ ایک چہرہ تھا جو بالکل سپاٹ تھا۔ کسی بھی قسم کے تاثر سے عاری چہرہ سمیع کا تھا جو ملک وسیم کے ساتھ دوسری قطار میں بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں بار بار اٹھتیں، نحل پر پڑتیں اور جھک جاتی۔

اندر کے احساسات و جذبات باہر بھی وہی فضا پیدا کر دیتے ہیں۔

سب کے اندر اضطراب تھا تو ایسا لگ رہا تھا جیسے عدالت کے اس کمرے میں بھی ہر سو اضطراب ہی پھیلا ہو۔ بے چین کر دینے والی خاموشی چھائی تھی۔

عدالت کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

الزام پڑھ کر سنایا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ملک وسیم سے آگے والی قطار میں بیٹھا ایڈوکیٹ ملک عامر اٹھا اور کٹہرے کے پاس کھڑے ہو کر جج کی طرف منہ کر کے کہنے لگا، "جناب والا! یہ معصوم اور نیک پروین دکھنے والی ملزمہ، مجرم ہے، اس نے انتہائی سنگ دلی سے میرے کلائنٹ ملک وسیم کے بیٹے ملک قیصر کو اتنے وحشیانہ طریقے سے قتل کیا جس سے شاید بھیڑیا بھی شرما جائے، یہ پوسٹ مارٹم اور اس سے متعلقہ رپورٹس ہیں،" ملک عامر نے ایک فائل جج کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

ملک وسیم کے چہرے پر تناؤ بڑھ رہا ہے جس کی جھلک اس کے چہرے پر ابھرتی رگیں سے واضح ہو رہی تھی۔

اس نے تنفر بھری سرخ آنکھوں سے نحل کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ہلکی سی مسکان تھی۔

نحل کی نگاہ اٹھی اور ملک وسیم پر پڑی، ساتھ ہی اس کی مسکان ایک گہری مسکراہٹ میں بدل گئی۔ اس مسکراہٹ میں نہ جانے کیا کچھ چھپا تھا، طنز، احساس فتح، پراسراریت۔

ملک وسیم نے نفرت اور غصے سے نظریں پھیر لیں اور اس کے ہونٹ زیر لب صلواتیں سنانے لگے۔

نحل کی نظر ملک وسیم کے ساتھ بیٹھے سمیع پر پڑیں، مسکراہٹ مدہم ہوئی اور ایک رنگ کی لہر اس کے چہرے سے گزر گئی۔ اس بار سمیع نے نہیں، نحل نے نظریں ہٹائیں اور جج کی طرف دیکھا جو رپورٹس پر جھکا اسے بغور پڑھنے میں مصروف تھا۔

جج صاحب نے رپورٹس پڑھ کر نظریں اٹھائیں ہی تھیں،

وکیل صفائی اٹھا اور ملک عامر کے مدمقابل آ کر کھڑا ہوا۔

"جناب والا! عدالت الفاظ کے اچھے استعمال کو نہیں مانتی، یہاں گواہ اور ثبوت کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ بے شک پوسٹ مارٹم کی رپورٹس وہی کچھ بیان کرتی ہوں گی جو میرے معزز بھائی نے کہا مگر اصل بات یہ ہے گواہان اور ثبوت بھی تو ہوں جن کی بنیاد پر اس جرم کو ثابت کیا جا سکے، یہ جرم میری ہی کلائنٹ مس نحل نے کیا ہے۔" پچاس سالہ، کھچڑی داڑھی والے وکیل صفائی ذیشان نے اطمینان سے کہا۔

"ہمارے پاس گواہان بھی ہیں اور ثبوت بھی، میں آپ سے اجازت طلب کرتا ہوں، مجھے اس کیس کے ایک اہم، ایماندار چشم دید گواہ کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔" ملک عامر نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"پرمیشن گرانٹڈ۔" جج صاحب نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"گواہ کتنا ایماندار ہے یہ تو جراح میں پتا چل جائے گا۔" جج صاحب سے زیادہ ذیشان نے ملک عامر کو سنانے کے لیے کہا۔

اس سے پہلے ملک عامر اس کا کوئی جواب دیتا یا گواہ کا نام لے کر اسے پکارتا، عدالت میں نحل کی باوقار کھنکھناتی آواز گونجنے لگی، "یہاں موجود سب ہی افراد معزز ہیں، آپ سب کا وقت یقیناً بہت قیمتی ہو گا اس لیے میں کسی کا بھی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی، مہینوں، سالوں پر محیط اس کیس کی شنوائی ہو گی۔ اس لیے جج صاحب! میں اقرار کرتی ہوں، میں نے ملک وسیم کے بیٹے کو ملک قیصر کو موت کے گھاٹ اتارا ہے، آپ سزا سنائیں جو سنانی ہو، اس کیس کو پہلی ہی پیشی میں ختم کریں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی محل کے ہونٹوں پر ایک پرسکون سی مسکراہٹ پھیلی۔

مگر یہ الفاظ سن کر عدالت میں موجود ہر شخص کو جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

جج نے حیرت سے نحل کی طرف دیکھا۔

"نو! نہیں! نحل، یہ کیا کر رہی ہو؟" لرزتے الفاظ کمرے میں بیٹھی ایک لڑکی کے لرزتے لبوں سے نکلا۔

نحل نے آنسوؤں سے بھیگے اس لڑکی کی طرف دیکھا۔

پہلی بار نحل کے چہرے پر دکھ کے اثرات ابھرے۔

یہ ایسا شاک تھا، ملک وسیم کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

سمیع کا سپاٹ چہرہ، سپاٹ نہ رہ سکا۔ بے یقینی، دکھ اور تکلیف اس کے چہرے سے جھلکنے لگی۔

عدالت میں موجود ہر شخص جیسے سانس لینا ہی بھول گیا ہو۔

"الروح" کون ہے؟ بار بار یہی سوچ مدیحہ کی سوچوں پر حاوی تھی۔ اسے ہمیشہ ہی الروح سے اپنے سوالوں کا بہترین اور دل میں اتر جانے والا جواب ملا تھا۔ آج پہلا موقع تھا جب اسے الروح سے خوف محسوس ہوا۔

اس نے ایک بار پھر کانپتے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ کھولا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

الروح کے بھیجے گئے میسجز سکرین پر جگمگانے لگے۔

مدیحہ کی ایک تصویر تھی جو کسی شادی کے فنکشن کی تھی اور نیچے لکھا تھا۔

"آپ کے مسائل کے حل کے لیے الروح کو آپ کے اندر اتر کر آپ کی روح کو باہر نکالنا ہو گا۔ کیا آپ الروح کو اپنے اندر اترنے کی اجازت دیتے ہو؟"

نیچے ایک مسکرانے کا ایموجی تھا جیسے مدیحہ پر طنزیہ انداز میں مسکرا رہا ہو۔ مدیحہ کو یہی لگا۔

یہ کون ہے؟ اس کے پاس میری تصویر کیسے پہنچی؟ وہ میرے بارے میں کیا کچھ جانتا ہے؟ اس طرح کے لاتعداد سوال تھے جو مدیحہ کے دماغ میں ڈنک مار رہے تھے۔

خوفزدہ نظروں سے الروح کے نام کو دیکھتے ہوئے اس نے بڑی مشکل سے ایک فقرہ لکھا، "تم کون ہو؟" اور سینڈ کے بٹن کو دبا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جوابی میسج آیا، "میں الروح ہوں۔"

"تمہیں میری پک کہاں سے ملی؟" مدیحہ نے ایک اور میسج کیا۔ شاک گزر چکا تھا۔ دھیرے دھیرے مدیحہ کا اعتماد واپس لوٹ رہا تھا۔

مگر اگلے جواب نے مدیحہ کے ہوش پھر سے اڑا دیے۔

"میں تو تمہیں اب بھی دیکھ رہا ہوں، لائیو۔"

مدیحہ نے آس پاس اپنی نظروں اپنے خالی کمرے میں دوڑائی لیکن اسے کوئی نظر نہ آیا۔

کوئی کھڑکی بھی نہیں تھی جہاں سے کوئی جھانک سکتا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو۔" مدیحہ نے اپنی تسلی کر کے جواب دیا۔"

"پہلے دوپٹہ جو سائیڈ پر رکھا ہے وہ ل سر پر لے لو پھر بتاتا ہوں۔" الروح کا میسج پڑھ کر مدیحہ کو زمین آسمان گھومتے محسوس ہوئے۔

اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کیا۔ ایک طرف پڑا دوپٹہ اٹھا کر خود لپیٹ لیا۔

خوفزدہ ہو کر وہ پیچھے ہٹنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اس نے پہلے اچھی طرح تسلی کر لی تھی لیکن کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ کوئی موجود نہ ہو کر بھی اسے ایسے کیسے دیکھ سکتا ہے؟

اس کا دل چاہا وہ بھاگ کر کمرے سے نکل جائے۔

پیچھے ہٹتے ہٹتے اسے اپنی کمر میں ایک چبھن کا احساس ہوا۔

بے اختیار اس کے منہ سے واشگاف چیخیں نکلنی لگیں۔

عدالت کے کمرے میں ایک ہو کا عالم چھا چکا تھا۔

سب کے چہروں پر مختلف کیفیات ثبت ہو چکی تھیں۔

وقت جیسے تھم چکا تھا۔

عدالت کے کمرے سے باہر سے آتا مدھم مدھم شور ایک ایسی جگہ کا منظر پیش کر رہا تھا جیسے یہ کمرا آبادی سے کہیں دور ہو۔

صرف ایک چہرہ تھا جس پر پر سکون سی مسکراہٹ تھی۔ وہ چہرہ نحل کا تھا۔

سمیع کے سپاٹ چہرے پر حیرانی کے ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا آپ ہوش و حواس میں یہ بیان دے رہی ہیں؟ آپ کو کسی بھی بنیاد پر مجبور تو نہیں کیا گیا؟"

جج کو نحل کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس بات کا یقین تھا، وہ اپنی خوشی سے اعتراف کر رہی ہے پھر بھی اس نے نحل سے یقین دہانی چاہی۔

"جی جج صاحب! میں کسی بھی دباؤ کے بغیر یہ بیان دے رہی ہوں۔"

جج صاحب نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور جھک کر اپنے سامنے موجود کاغذ پر کچھ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"آئی او بجیکٹ یور آنر، میری موکلہ اس وقت ہوش و حواس میں نہیں ہے یا کسی طریقے سے موکلہ پر دباؤ ڈالا گیا ہے۔ میری عدالت سے درخواست ہے کہ ابھی موکلہ کے بیان کو بنیاد بنا کر فیصلہ نہ کیا جائے، اس کاروائی کو ایک ہفتے کے لیے موخر کر دیا جائے، اس دوران میں اپنی موکلہ کے اس بیان

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے پیچھے چھپی مجبوری، وجہ یا بلیک میلنگ کو جاننے کی کوشش کروں گا۔ میری عدالت سے درخواست ہے ایک ہفتے بعد کی تاریخ دے دی جائے تاکہ اس معاملے کی جانچ ہو سکے۔" وکیل صفائی نے ٹوٹے لہجے میں جج صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔

"مجرمہ بقائم ہوش و حواس میں بیان دے رہی ہے اس لیے کسی قسم کا کوئی شک نہیں رہنا چاہیے۔ مجرم کو سزا ملنے میں دیری بھی ناانصافی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس لیے میری عدالت سے درخواست ہے ملزمہ کو بنا کوئی رعایت دیے فوری سزا سنائی جائے تاکہ انصاف کا بول بالا ہو سکے۔" ملک عامر نے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں جج صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"سب جانتے ہیں، جب کسی کو بلیک میل کیا جاتا ہے تو اسے اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے، اسے وہی کرنا پڑتا ہے جو کیا جاتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے ہر چیز کو مد نظر رکھا جائے۔" وکیل صفائی نے اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے کسی نے بلیک میل نہیں کیا اور نہ میں کسی دباؤ کے تحت یہ بیان دے رہی ہوں۔" نحل نے دونوں وکیلوں کے درمیان مخل ہو کر کہا۔

"بلیک میل ہونے والا شخص وہی کرنے اور اسی بات کی یقین دہانی کروانے کی کوشش کرتا ہے جو بلیک میلر چاہتا ہے۔" وکیل صفائی نے خشمگیں نظروں سے نحل کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بروقت فیصلہ کرنا، بروقت جرم کی سزا ملنا عین انصاف کا تقاضا ہے۔" جج صاحب نے گھمبیر لہجے میں اتنا کہا۔

وہاں موجود سب افراد میں سنسنی خیز لہر دوڑنے لگی۔

"مگر کہا جاتا جلد بازی شیطان کا کام ہے، یہ بھی عین انصاف کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا ہے، کسی بھی معاملے کو ہر پہلو سے دیکھنا چاہیے تاکہ پورا انصاف ہو سکے، اس لیے عدالت ایک ہفتہ تو نہیں صرف تین دن کی مہلت دیتی ہے۔ اس دوران وکیل صفائی اپنی جانب مکمل کر لے۔ اگلی سنوائی ان شاءاللہ تین دن بعد مورخہ پندرہ اپریل کو ہو گی۔" جج نے فیصلہ سنایا اور ایک کاغذ پر دستخط کر کے اٹھ گیا۔

سمیع کے چہرے پر بھی ایک سکون بھری لہر دوڑی مگر پھر فوراً ہی عام روٹین کی طرح سپاٹ ہو گیا۔

"چلیں۔" سمیع نے ملک وسیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو گم سم سا بیٹھا تھا۔ اچانک ایسا ہو گا ایسا تو اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

اسے نحل سے نفرت تھی انتہا کی، غصہ تھا مگر پھر بھی اس طرح اچانک اپنا جرم قبول کرنے سے ملک ندیم کو وہ خوشی نہیں ہوئی جو ہونی چاہیے تھی۔

اس طرح بھی ہوتا ہے اگر بدلے کی آگ بجھ جائے تو اس کی راکھ سے پچھتاوے کی آگ بھی ابھر سکتی ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نفرت بھی محبت کی طرح کا ایک تعلق ہوتا ہے۔ دونوں پوری ہو جائیں تو ان کی کشش مانند پڑ جاتی ہے۔

لاحاصل کی کشش، حاصل سے زیادہ ہوتی ہے۔

بدلہ بھی جب تک پورا نہ ہو ایک وجہ رہتی ہے نفرت کرنے کی، بدلہ پورا ہو جائے تو یہ وجہ ختم ہو کر ایک عجب سی بے سکونی کی وجہ بن جاتی ہے۔

ملک وسیم پر بھی کچھ ایسی ہی کیفیات چھائی تھیں۔

چند لمحوں پہلے جو بدلے اور نفرت کی آگ اندر بھڑک رہی تھی وہ سرد پڑ چکی تھی۔

ملک وسیم جانتا تھا اس کا بیٹا ایک ایلیٹ کلاس کا بگڑا ہوا لڑکا تھا۔ ہر برائی اس میں پائی جاتی تھی۔

یہ سوچ کر پہلی بار اس کے دل میں شدت سے خواہش ابھری۔ ایک بار نحل سے مخاطب ہونے کی۔ جاننے کی کہ نحل نے ایسا کیوں کیا؟ کیا واقعی نحل نے کیا؟

یہ سوچ آنے پر بے اختیار ملک وسیم کی نظریں نحل کے چہرے کی طرف مڑیں۔

ایک حجاب میں لپٹا بے نقاب چہرہ، جس پر ایک سکون سا تھا۔ دو لیڈی کانسٹیبل کے درمیان نحل کمرہ عدالت سے باہر نکل رہی تھی۔

"کیا قاتل کے چہرے ایسے ہوتے ہیں؟" ایک سوچ، سوچ کے دریچوں پر دستک دینے لگی۔

دل نے سارے دروازے توڑ کر گواہی دی، "نہیں! نہیں! قاتل کا چہرہ تو اتنا پر سکون نہیں ہو سکتا، ایسی زندگی کی چمک قاتل کے چہرے پر نہیں ہوتی۔"

"پھر وہ کیوں اعتراف کر رہی ہے کہ وہی قاتل ہے؟" ایک اور سوچ ابھری۔

"چلیں؟" کافی دیر جواب نہ ملنے پر سمیع نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ملک وسیم خاموشی سے کھڑا ہو گیا۔ وہ دونوں سب سے آخری تھے جو کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔

ایک کوریڈور مڑنے سے پہلے ہی ملک وسیم ٹھٹک کر رک گیا۔ اس سے پہلے سمیع کچھ کہتا، اسے ایک آواز سنائی دی، "اس سے پوچھو اس نے ایسا کیوں کیا۔" وکیل صفائی کی آواز سنائی دی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نحل! کیوں کیا ایسا؟ تمہیں ہمارا خیال بھی نہیں آیا۔" اسی لڑکی کی درد بھری آواز سنائی دی جو عدالت میں چیخ کر بولی تھی، "ایسا کیوں کر رہی ہو نحل؟"۔

"ارے تو کیا ہوا، جو سچ ہے وہ تو سچ ہے نا۔" نحل کی زندگی سے بھری آواز سنائی دی۔

"سچ کو جھوٹ، اور جھوٹ کو سچ بنانا آتا ہے ہمیں۔" وکیل نے تلخ لہجے میں کہا۔

"زندگی جھوٹ ہے اس جھوٹ کے اندر ہر چیز جھوٹ ہے، یہ جو آسمان کا رنگ نیلا نظر آرہا یہ جھوٹ ہے، ہر رشتہ جھوٹ ہے، جتنا بھی سچا رشتہ ہو دفنانے تک محدود ہے، موت سچ ہے، اس سچ کے اندر، اس سچ کے بعد، ہر ہر چیز سچ اور مستقل ہے، اس زندگی کے جھوٹ کے پیچھے ہم موت کے سچ کو بھول جاتے ہیں۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے جب تک اس چیز کا احساس ہوتا ہے تب تک سچ کی گھاٹی میں منہ کے بل گر چکے ہوتے ہیں۔ وکیل انکل! میں اس سچ کی گھاٹی میں پروں سے اڑتے ہوئے اترنا چاہتی ہوں، جو یہ سچ کی گھاٹی ہے دراصل ایک نئی حسین زندگی کا راستہ ہے۔" نحل نے کھوئی کھوئی آواز میں کہا۔

"پلیز نحل! اس کتابی دنیا کی باتوں سے باہر آؤ۔ ہمارا رشتہ اب عارضی ہو گیا؟ اگر ہمارا رشتہ عارضی ہے تو پھر کون سا رشتہ ہے جو مستقل ہے؟" لڑکی نے نحل کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"وکیل صاحب! ہم نے آپ کی وجہ سے اتنا وقت دے دیا، ہمیں جانے دیں، سب انسپکٹر صاحب انتظار کر رہے ہیں۔" ایک پختہ عمر کی عورت کی آواز سنائی دی، جو شاید لیڈی کانسٹیبل تھی۔

"کن فیکون والا رشتہ، سب سے پائیدار اور خوبصورت ہے۔ جو کن فیکون والی ذات سے رشتہ جوڑ لیتا ہے، پتہ ہے اسے کیا ملتا ہے؟" نحل نے سرگوشانہ لہجے میں سوال کر کے خود ہی جواب دیا، "اسے کن فیکون والی ہستی کن فیکون والی طاقت دے دیتا ہے، جنت میں یہ طاقت ہر جنتی کے پاس ہو گی، جو چاہے گا ہو جائے گا، لیکن یہ دنیا میں چند خاص لوگوں کو بھی دنیاوی حد تک دے دی جاتی ہے یہ الگ بات ہے وہ اس طاقت کے استعمال کے روادار نہیں ہوتے۔"

یہ کہتے ہوئے نحل لیڈی کانسٹیبلز کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

نحل کے پیچھے اس لڑکی کی بھی پکارنے کی آواز بھی سنائی دی لیکن وہ کہہ رہی تھا ملک وسیم سمجھ نہ پایا۔ فاضلہ زیادہ ہونے کے سبب آوازیں معدوم ہوتی چلی گئیں۔

سمیع کے سپاٹ چہرے پر کر بنظر آرہا تھا۔ سمیع نے ملک وسیم کی آنکھوں میں جھانکا جو نہ جانے کس غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھی۔

بادلوں کی گھن گرج کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھی۔ تیز آندھی کے ساتھ موسلا دھار بارش، ایک طوفان لگ رہی تھی۔ کلاس کی کھلی کھڑکی کے پاس بیٹھا آخری رو میں موجود حمید نامی لڑکا ہڈ سر پر ڈالے، کرسی کے ہتھے پر ہاتھ رکھ کر، ہاتھوں کی پشت پر ایک گال ٹکائے، باہر کی طرف رخ کیے، باہر طوفان سے ہلتے تیز درختوں اور کھڑی نازک فصلوں کو طوفان کی زد میں آکر زمین پر لیٹتے دیکھ رہا تھا۔

"پلیز! آپ کھڑکی بند کر دیں، اتنا شور اندر آرہا ہے۔" فرسٹ رو میں بیٹھی نحل نے اونچی آواز میں حمید کی طرف منہ کر کے کہا۔

حمید اتنا کھویا ہوا تھا اس نے سنا ہی نہیں۔

کچھ لڑکوں کی ہنسی نکلی۔

"حمید!" اب کی بار نحل نے قدرے بلند آواز سے کہا۔

حمید نے چونک کر نحل کی طرف دیکھا۔

"براہ کرم کھڑکی بند کر دیں، بہت شور آرہا ہے۔" نحل نے دوبارہ کہا۔

حمید چند لمحوں کے لیے تو خالی خالی نظروں سے نحل کو دیکھتا رہا پھر ہاتھ بڑھا کر خاموشی سے سلائیڈنگ ونڈو کو بند کر دیا۔

ایک دم کمرہ جماعت میں خاموشی سی چھا گئی۔

"چچ چچ! لڑکیوں کے دل بھی کتنے کمزور ہوتے ہیں، بادلوں کی گرج سے دہل جاتے ہیں۔" سمیع نے بلند آواز سے کہا۔

"کمزور نہیں، نرم دل ہوتے ہیں۔ صنف کرخت کی طرح کرخت نہیں ہوتے۔" نحل نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور نرم دل کے مالک کو اکثر رونا پڑتا ہے۔" نحل کے پیچھے بیٹھی ایک لڑکی شاہین نے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اور وہ ساری زندگی روتا ہی رہتا ہے۔" سمیع نے ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"جیسے شریف کو اگر بد معاش بننے پر مجبور کیا جائے اس سے بڑا بد معاش کوئی نہیں بن پاتا ایسے ہی اگر کسی نرم دل کو سخت دل بننے پر مجبور کر دیا جائے، اس سے زیادہ سخت دل پھر کسی کا نہیں ہوتا۔" پہلی بار کمرہ جماعت میں حمید کی سرسراتی بلند آواز گونجی۔

ساری کلاس میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ کئی گردنیں گھوم کر حمید کی طرف دیکھنے لگیں۔

حمید پھر ہاتھ کی پشت پر گال رکھے باہر طوفان کو دیکھ رہا تھا جیسے اس نے کچھ بولا ہی نہ ہو۔

کمرہ جماعت کا دروازہ کھلا۔

سر اسماعیل اندر داخل ہوئے اور سلام کیا۔

سب نے جواب دیا۔

سر نے ابھی مارکر کھول کر وائٹ بورڈ پر کچھ لکھنا ہی لگے تھے، سمیع بول اٹھا، "سر! آج پڑھائی رہنے دیں کچھ اور باتیں کرتے ہیں۔"

سر نے سوالیہ نظروں سے سمیع کی طرف دیکھا۔

ساری کلاس ہی سمیع کی ہاں میں ہاں ملانے میں مصروف ہو گئی۔

سر اسماعیل نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے مارکر کا ڈھکن لگایا اور کہنے لگے، "چلیں آج باتوں سے ہی کچھ سیکھنے سکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو چلیں! کریں باتیں۔"

"اسلام میں عورت کو طلاق کا حق کیوں نہیں حاصل۔ مرد جب چاہے طلاق دے کر عورت کو چھوڑ سکتا ہے۔ عورت کو یہ حق کیوں حاصل نہیں؟" نحل کے پاس بیٹھی قدرے ماڈرن دکھنے والی لڑکی تانیہ نے سوال کیا۔

"سر ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑے پھر کہنے لگے، "زیادہ کون روتا ہے مرد یا عورت؟

"سر! اکثر عورت ہی نرم دل ہوتی ہے وہ روتی ہے۔ مگر اس سوال کا میرے سوال سے کیا تعلق؟"

"اچھا! اکثریت کس کی جذباتی ہوتی ہے مرد یا عورت؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سر نے تانیہ کے سوال کا نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"عورت۔" تانیہ نے لاپرواہی سے کہا۔

"اسی لیے عورت کو یہ حق نہیں دیا گیا کیونکہ وہ جذباتی ہوتی ہے اور ان جذبات میں آکر زبان پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے۔"

"یہ بتاؤ کہ کوئی شخص ایک بس میں کہیں جانے کے لئے سوار ہوا، بس والے کو کرایہ دیا، ٹکٹ لی، سیٹ پر بیٹھا، سفر شروع ہوا۔

کیا بس والا منزل پر پہنچنے سے پہلے اسے کہیں راستے میں، کسی جنگل، کسی ویرانے میں اتارنے کا حق رکھتا ہے۔؟

"بالکل نہیں۔" تانیہ اب دلچسپی سے سر کو دیکھ رہی تھی۔

"ٹھیک! اب یہ بتاؤ کہ اگر وہ شخص راستے میں کہیں اترنا چاہے تو کیا اسے یہ حق حاصل ہے؟"

"بالکل ہے، وہ جہاں چاہے اتر سکتا ہے۔" تانیہ نے کہا۔

بالکل ٹھیک! اب ایک اور بات بتاؤ؟

کوئی شخص ایک مزدور کو لے کر آئے ایک دن کے کام کے لئے، اس نے کام شروع کیا، اینٹیں بھگوئیں، سیمنٹ بنایا، دیوار شروع کی، اور آٹھ دس اینٹیں لگا کر کام چھوڑ کر گھر کو چل دیا، اس شخص کا رد عمل کیا ہو گا؟

"وہ اسے نہیں جانے دے گا، کام پورا کرے گا تو ہی اسے چھٹی ملے گی۔" تانیہ قدرے حیران تھی، بات کیا کی اور جا کدھر رہی ہے۔

اچھا اور اگر وہ شخص مزدور کو کام کے درمیان میں فارغ کرنا چاہے تو؟ سر نے سوال پر سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"اس شخص کو مزدور کو اجرت دینی ہو گی، اجرت دینے کے بعد وہ مزدور کو کسی بھی وقت فارغ کر سکتا ہے۔" تانیہ گڑبڑانے لگی۔

"بالکل ٹھیک! اب اپنے سوال کا جواب سنو۔" سر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دنیا میں جس قدر بھی معاملات ہوتے ہیں ان میں ایک فریق رقم خرچ کرنے والا ہوتا ہے تو دوسرا اس رقم کے بدلے میں خدمت کرنے والا۔"

"دنیا کا اصول یہ ہے کہ ہمیشہ پیسہ خرچ کرنے والے کا اختیار دوسرے سے زیادہ ہوتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کوئی معاملہ طے ہونے کے وقت تو دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری ہے، لیکن معاملہ طے ہو جانے کے بعد رقم خرچ کرنے والا فرد تو واجبات کی ادائیگی کے بعد خدمت کرنے والے کو فارغ کر سکتا ہے، مگر خدمت فراہم کرنے والا فریق درمیان میں کام چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔"

"اگر رقم کے بدلے خدمت فراہم کرنے والے فریق کو اسطرح کا اختیار دے دیا جائے تو مزدور دوپہر کو ہی کام چھوڑ کر گھر چلے جائیں، ملازم عین ڈیوٹی کے درمیان غائب ہو جائیں، مالک مکان مہینے کے درمیان ہی کرائے دار کو گھر سے نکال دیں، درزی آپ کا سوٹ آدھا سلا اور آدھا کٹا ہوا آپ کے حوالے کر کے باقی کام کرنے سے انکار کر دے، نائی آپ کے آدھے سر کی ٹنڈ کر کے گاہک کو دوکان سے باہر نکال دے، دنیا کا سب نظام تتر بتر ہو جائے گا۔ کچھ سمجھی؟" سر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! سمجھ رہی ہوں مگر سر!، وہ طلاق والی بات؟"

تانیہ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو سر کہنے لگے، "وہی سمجھا رہا ہوں، ایک مرد اور ایک عورت میں جب نکاح کا پاکیزہ، محبت اور اعتماد والا رشتہ ہوتا ہے تو یہ کوئی کاروباری یا وقتی معاملہ نہیں ہوتا، یہ دلوں کا سودا، اور ساری زندگی کا سودا ہے، مگر اس میں بھی اسلام ہمیں کچھ اصول اور ضوابط دیتا ہے۔"

"اس معاملے اور معاہدے میں ایک فریق مرد ہے، اسلام اس کے اوپر اس کی بیوی کا سارا خرچ، کھانا پینا، رہن سہن، علاج معالجہ، کپڑا زیور، لین دین، اور زندگی کی ہر ضرورت کا بوجھ ڈالتا ہے۔"

". اب اس عورت کی ساری زندگی کی ہر ذمہ داری اس مرد پر ہے"

"یہی اس کی حفاظت اور عزت کا ذمہ دار ہے۔"

"یہی اس کی ہر ضرورت کا پورا کرنے والا ہے۔"

"یہاں تک کہ اس عورت کے مرنے کے بعد اس کے کفن دفن کا بندوبست بھی اسی مرد کو کرنا ہے اور مرد کے مرنے کی صورت میں اس مرد کی بہت سی وراثت بھی اسی عورت کو ملنی ہے۔"

"ان دونوں میاں بیوی سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ یوں تو دونوں ہی کے ہیں، مگر اسلام ان بچوں کی مکمل مالی ذمہ داری بھی صرف اور صرف مرد پر ڈالتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ان بچوں کی رہائش، کھانا پینا، کپڑے، علاج معالجہ، تعلیم اور کھیل کے تمام مالی اخراجات بھی مرد اور صرف مرد کے ذمہ ہیں۔"

"اسلام عورت کو ان تمام ذمہ داریوں سے مکمل طور پر آزاد رکھتا ہے۔ ان سب ذمہ داریوں سے پہلے، عقد نکاح کے وقت ہی مرد نے حق مہر کے عنوان سے ایک رقم بھی عورت کو ادا کرنی ہے۔"

"اس سب کے علاوہ اسلام مرد کو اس کی بیوی کے بارے میں حسن سلوک کی تلقین کرتا ہے، وہ اسے "من قتل دون عرضه فهو شهيد" کی خوش خبری سنا کر اپنی بیوی کی عزت کی حفاظت کے لئے جان تک دے دینے کی ترغیب دیتا ہے"

"اور "حتي اللقمة ترفعها الي في امرأتك" کہہ کر اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنے پر بھی ثواب کی نوید سناتا ہے۔

وہ اسے "اتقوا الله في النساء" کہہ کر بیوی کو تنگ کرنے، ستانے، بلاوجہ مارنے، دھمکانے اور پریشان کرنے پر اللہ کی ناراضگی اور عذاب کی وعید سناتا ہے تو "خيركم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلي" کہہ کر گھر والوں کو محبت، پیار، سکون دینے، ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنے اور انہیں جائز حد میں رہ کر خوش رکھنے پر اللہ کی رضا کی نوید سناتا اور ایسے لوگوں کو بہترین انسان قرار دیتا ہے۔۔"

"مرد پر اس قدر ذمہ داریاں عائد کرنے کے بعد اسلام بیوی پر صرف اپنے شوہر کی خدمت، اطاعت، اس کے ساتھ وفاداری، اس کے گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔"

"مرد اور عورت کے اس معاہدے میں عورت کی ساری زندگی کی ہر مالی ذمہ داری مرد پر ہے، تو تم خود بتاؤ کہ طلاق کا حق ان دونوں میں سے کس کے پاس ہونا چاہئے؟" سر نے استفسار کیا۔

"ویسے ہونا تو مرد کے پاس ہی چاہیئے لیکن، عورت کو بھی یہ حق دے دیا جائے تو آخر اس میں حرج کیا ہے؟" تانیہ نے اپنی ہی رٹ لگاتے ہوئے کہا۔

"فرض کرو کسی مرد نے خوبصورت لڑکی کا رشتہ پسند کیا، رشتہ بھیجا، بات چلی، رشتہ طے ہو گیا، انہوں نے ایک لاکھ مہر کا مطالبہ کیا، مرد نے منظور کیا، نکاح ہو گیا، مرد نے جونہی مہر اس کے حوالے کیا، لڑکی نے کہا "میں تمہیں طلاق دیتی ہوں۔"

"طلاق، طلاق، طلاق۔"

"پھر وہ کسی اور سے نکاح کرتی ہے۔ اس سے مہر وصول کر کے تیسرے، پھر چوتھے، تو مرد کے دل پر کیا بیتے گی؟" سر نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا ہر لڑکی تو نہیں کرے گی نا۔" تانیہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پوری کلاس اس مباحثے میں کھو کر تانیہ اور سر کی بحث غور سے سن رہے تھے۔

"آج بھی ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ لڑکی نے دولہے کو نشہ آور دودھ پلا کر زیورات اور نقدی لے کر غائب ہو گئی۔ ایسے کئی باقاعدہ گروہ پکڑے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ لالچی لوگوں کے لیے ایک کاروبار بن جاتا۔" سر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور پھر مزید کہنے لگے،

"صرف یہی نہیں بیٹا! اس سے آگے چلو، اب جو مرد کھلے دل سے بیوی پر اپنا مال جان دل سب کچھ لٹاتا ہے، اس کے نخرے اٹھاتا ہے، صرف اس لئے کہ وہ اسے ہمیشہ کے لئے اپنی سمجھتا ہے، اگر اسکے دل میں یہ خوف پیدا ہو جائے کہ یہ کسی بھی وقت اسے لات مار کر کسی دوسرے آشیانے کو روانہ ہو سکتی ہے تو وہ اسے گندم کا ایک دانہ بھی دیتے وقت سو مرتبہ سوچے گا، اور صرف اس مرد کی نہیں بلکہ اس عورت کی زندگی بھی ہمیشہ کے لئے جہنم بن جائے گی۔"

"ہر گھر میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے۔ پھر بیوی بات بات پر طلاق کی دھمکی دیتی۔ مرد کے دل میں بھی یہ بات رہتی کہ یہ کبھی بھی انتہائی قدم اٹھا سکتی ہے۔ اس طرح گھر، خاندان اور معاشرے کا شیرازہ ہی بکھر جاتا۔"

"تحفظ کا احساس رشتے کی بنیادوں کو مضبوط کرتا ہے، جس قدر تحفظ کا احساس ہو گا اس قدر ہی رشتہ مضبوط ہو گا۔ یہ احساس اگر کسی کے دل سے ختم ہو جائے گا تو وہ رشتہ نبھائے گا بھی تو اس کی بنیاد ہی کمزور ہو گی۔"

"سر! کچھ کچھ آگئی سمجھ۔" تانیہ نے مسکرا کہا۔

"شکر ہے۔" سمیع بڑبڑایا لیکن وہ الگ بات ہے یہ بڑبڑاہٹ پوری جماعت میں سنائی دی۔

کچھ پل کے لیے خاموشی چھائی، پھر ایک سرسراتی آواز نے خاموشی کا گلا گھونٹا۔

"ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت

احساسِ مروّت کو کُچل دیتے ہیں آلات

آثار تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آخر

تدبیر کو تقدیر کے شاطر نے کیا مات"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پوری کلاس مڑ کر مجید کی طرف دیکھا جو ہڈ اتارے سر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا مطلب ہوا اس کا حمید؟" سر نے پوچھا۔

"آج کل رشتے بھی مشینوں کی طرح ہو گئے ہیں۔ مطلب کے پرزے کا استعمال مطلب کے وقت ہی کیا جاتا ہے۔" حمید نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کہہ سکتے ہو۔" سر نے مبہم لہجے میں کہا۔

سر اسماعیل اپنے پیریڈ کا وقت پورا ہونے کے بعد کمرہ جماعت سے باہر جا چکے تھے۔ اگلا پیریڈ پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس کا تھا لیکن پروفیسر حسن علی چھٹی پر تھے، اس لیے سب خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔

باہر طوفان تھم چکا تھا۔ پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندیں، ہوا کے دوش پر پھسلتی ہوئی مشرق سے مغرب کی سمت میں گر رہی ہیں تھیں۔ بادل گرج برس کر مغرب کی طرف رواں تھے۔

"آج پھر گلیاں دریاؤں کا منظر پیش کریں گی اور نہ جانے کتنے پھسل کر ان دریاؤں میں غوطہ لگائیں گے۔" سمیع نے اونچی آواز سے کہا۔

"سمجھ نہیں آتی کب ہمارے ملک میں وہ خوشحالی آئے گی اور وہ معیار زندگی بنے گا جیسے ایک تہذیب یافتہ معاشرے میں ہونا چاہیے۔" دانش نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

"جب چھوٹے سے ادارے سے لے کر فوج تک، ہر ادارے میں نااہل، کرپٹ لوگ ہوں گے تو ترقی کیسے ہو سکتی ہے۔" تانیہ نے ناک سکیڑتے ہوئے لڑکیوں کی جانب سے اپنا حصہ ڈالا۔

"خیر پھر بھی سب سے قدرے شفاف ادارہ تو آرمی کا ہے اگر تجزیہ کیا جائے۔" دانش نے کہا تو شہزاد نامی لڑکے کا ایک بلند و آہنگ قہقہہ گونجا اور کہنے لگا، "صحیح جس آرمی نے مادر ملت کو غدار قرار دینے کی کوشش کی، متعدد بار مارشل لاء لگایا، مشرف نے ڈالروں کے بدلے اپنے لوگوں کو بیچا، وہ سب سے شفاف ادارہ ہو گیا۔"

"چند افراد کی وجہ سے آپ پورے ادارے کو بدنام نہیں کر سکتے۔ مانا کہ بہت سے لوگوں نے کرپشن کی، غلط اقدام اٹھائے مگر ان منفی پہلوؤں کی وجہ سے ہم مثبت پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔" دانش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کون سا معرکہ مارا ہے آج تک آرمی نے؟ جتنے بھی آرمی کے کارنامے ہمیں سنائے جاتے ہیں ان کو اعتراف ہمیں دنیا میں کہیں نہیں ملتا، صرف ہمارے ذہنوں میں بچپن سے ڈال دیا جاتا ہے کہ آرمی نے یہ کیا وہ کیا، درحقیقت، حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ کوئی ایسا مثبت پہلو ہے جس کا اعتراف پوری دنیا کرتی ہو؟ اور سچ وہی ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کرے۔ کوئی ایسا کارنامہ جس کو دیکھ کر لگتا ہو واقعی پاکستان آرمی انتہائی قابل." شہزاد نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"ملین ڈالر سپائی۔" کلاس میں ایک منفرد اور سرسراتی ہوئی آواز نے سب کو پیچھے مڑ کر دیکھنے پر مجبور کر دیا۔ ہڈ سر سے ہٹاتے ہوئے حمید اپنی سیٹ سے کھڑا ہو رہا تھا۔

"اس کا مطلب۔" شہزاد نے حمید کی طرف دیکھتے ہوئے ہو چھا۔

"ایک سچی اور حقیقی کہانی سناتا ہوں۔" حمید جماعت کے درمیان بنے راستے سے گزرتے کوئے، وائٹ بورڈ کے ساتھ پڑھے ڈائس کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

پوری کلاس میں خاموشی چھا گئی۔ وہ حمید کی طرف متوجہ ہو گئے۔ سب کے نزدیک یہ حیران کن تھا۔ حمید پوری کلاس میں سب سے کم گو تھا، سب سے الگ تھلگ۔ وہ واحد تھا جس کا ابھی تک کوئی دوست نہیں تھا۔ اس کا پسندیدہ کام ہڈ سر پر ڈال کر کھڑکی سے باہر دیکھتے رہنا تھا۔

ڈائس پر پہنچ کر حمید نے بااعتماد انداز کے ساتھ ہاتھ ڈائس پر رکھے اور کہنے لگا، "ایلی کوہن

(Eli cohen)

سولہ دسمبر 1924 کو سکندریہ (مصر) کے ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے ماں باپ شام سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ اس کا باپ سکندریہ کے بازاروں میں ریشمی ٹائیوں کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کے آٹھ بچے تھے۔ ایلی کوہن اور اس کے دوسرے بہن بھائیوں کی پرورش سخت مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔"

"سکول میں وہ ایک ذہین ترین طالب علم تھا۔ ریاضی اور غیر کی زبانوں میں وہ بے حد قابل تصور کیا جاتا تھا۔ اسے فرانسیسی اور عبرانی زبان پر کافی عبور حاصل تھا۔

میں اس نے قاہرہ کی کینگ فاروق یونیورسٹی کے شعبے الیکٹریکل انجینئرنگ میں داخلہ لیا۔ چودہ مئی 1948 کو جب ڈیوڈ بن گوریان نے تل ابیب کے میوزیم میں کھڑے ہو کر اسرائیل کے قیام کا اعلان کیا تو اس کے کچھ ہی دنوں بعد عرب اسرائیل جنگ چھڑ گئی۔ اس جنگ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے اثرات مصر کے یہودیوں پر بھی نمودار ہوئے۔ یہاں ان کی پکڑ دھکڑ کا وسیع سلسلہ شروع ہوا۔ ان کی جائیدادوں ضبط کیا گیا اور کاروباروں پر اضافی ٹیکس لاگو ہوئے۔ ان حالات میں ایلی کوہن کو یونیورسٹی چھوڑنی پڑی۔ جنگ میں عربوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے نتیجے

میں مصری یہودیوں کو ایک بار پھر تشدد کا نشانہ بننا پڑا۔ ہزاروں یہودی خاندان چوری چھپے اسرائیل فرار ہونے لگے۔ اسی دوران میں 1950ء میں ایلی کوہن کا خاندان بھی وہاں منتقل ہو گیا۔ ایلی کوہن نے ان کے سفر کا انتظام کیا مگر خود جانے سے انکار کیا۔ وہ اگلے چھ سال تک ان سے نہیں مل سکا۔

وہ یہودیوں کی ایک مقامی خفیہ تنظیم میں شامل ہو گیا۔ جو مصر سے یہودی خاندانوں کی اسرائیل منتقلی کیلئے کام کرتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اسرائیلی سیکرٹ سروس کے لیے بھی کام شروع کیا۔ وہ قاہرہ سے بذریعہ ریڈیو ٹرانسمیٹر تل ابیب پیغامات بھیجا کرتا۔ ایک دن اس نے اپنے خفیہ پیغامات کے سلسلے میں ایک ایسی خبر تل ابیب روانہ کی جس سے اسرائیلی ایوان اقتدار میں خوف وہراس کی لہر دوڑ گئی جسے ایک بار پھر ہٹلر نے زندہ ہو کر حکم دیا ہو کہ تمام یہودیوں کو اکٹھا کر کے آشوز کے گیس چیمبرز میں دھکیل کر ختم کر دو۔ خبر یہ تھی کہ صدر جمال عبدالناصر کی حکومت میں سابقہ نازیوں کا اثر ورسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے۔"

حمید نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر کہنے لگا، "ویسے مصر میں ہٹلر کے ان ساتھیوں کی موجودگی کی خبر تو اتنی بڑی نہیں تھی، کیونکہ جنگ کے بعد جرمن فوج کے ہزاروں افراد جن میں اعلیٰ افسر بھی تھے مصر میں پناہ لے چکے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں شاہ فاروق کی حکومت برطانیہ کے سخت خلاف تھی۔ ان نازیوں نے اپنی

شناخت چھپانے کیلئے اکثر عرب نام رکھ لئے تھے اور کچھ تو بظاہر مسلمان بھی ہو گئے تھے۔"

"ہٹلر کی سیکرٹ پولیس، گسٹاپو کے سابقہ افسر مصری انٹیلی جنس سروں کو ٹریننگ دے رہے تھے۔"

"اکتوبر 1956ء میں حالات اور بھی خراب ہو گئے جب نہر سویز کے مسئلے میں اسرائیل نے برطانیہ اور فرانس کے ساتھ مصر پر حملہ کر دیا۔ اس پر مصری حکومت نے انتقام لیتے ہوئے مقامی یہودی آبادی پر مزید سختی کرنے کا حکم دے دیا۔ انہیں بلکل جنگ عظیم دوم کی طرز پر علیحدہ شہری علاقوں

(Ghettoes)

میں منتقل کر دیا گیا۔ سینکڑوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ٹھونس دیا گیا۔ ان پر مختلف بہانوں کے تحت بھاری جرمانے عائد کئے گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسی پکڑ دھکڑ کے دوران ایک دن پولیس والوں نے ایلی کوہن کو بھی پکڑ لیا لیکن وہ پوچھ گچھ کے دوران پولیس کو اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ وہ یہودی تو ہے مگر کسی زیر زمین خفیہ یہودی تعلیم کے ساتھ منسلک نہیں ہے۔ چند روز بعد اسے رہا کر دیا گیا مگر ساتھ ہی اسے مصر سے نکل جانے کا حکم ملا۔ 20 دسمبر 1956 میں وہ اسرائیل روانہ ہوا اور بارہ فروری کو حیفہ کی بندر گاہ پر لنگر انداز ہوا۔ ہزاروں یہودیوں کی طرح اسے بھی جو کاغذات دیے گئے جس میں اسے اسرائیلی شہری قرار دیا گیا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کو ڈھونڈ کر ان کے ساتھ رہنے لگا۔"

1957ء"

کے آخر میں اسرائیلی وزارت دفاع میں سے ایک نوکری مل گئی۔ اچانک نوکری کا ملنا اتفاق نہیں تھا۔ اسرائیلی خفیہ ادارے ایلی کوہن کے قیام مصر کے دوران اس کی تمام زیر زمین سرگرمیوں سے واقف تھے۔ اسے شعبہ انسداد جاسوسی

(counter-inteligence)

میں رکھا گیا جہاں وہ عربی اخبارات کا مطالعہ کر کے ان میں سے کام کی خبروں کو عبرانی میں ترجمہ کرتا لیکن جلد

ہی وہ کام کی یکسانیت سے اکتا گیا۔ ایک دن اس نے اپنے افسر سے کہا کہ وہ ایک بار پھر ایکشن کی زندگی دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن حکام بالا نے انکار کر دیا۔"

حمید ڈائس سے ہٹ کر کلاس کے سامنے ٹہلنے لگا۔ ساری کلاس دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ حمید نے ایک نظر کلاس پر ڈالی اور پھر کہنے لگا، "حالانکہ ایلی کوہن میں ایک فرسٹ کلاس جاسوس کی تمام تر صلاحیتیں موجو تھیں لیکن موساد کی پالیسی تھی کہ وہ رضاکار

(Volunteers)

ہرگز قبول نہیں کرتی تھی۔ ایلی کوہن کو صاف جواب ملا،

"we dont want any adventurers."

ایلی کوہن کو اس رویے سے سخت مایوسی ہوئی۔

آخر دل برداشتہ ہو کر اس نے یہ نوکری چھوڑ دی۔ وہ کچھ عرصہ بعد ایک فوڈ سٹور میں کام کرنے لگا جہاں اسے خوب محنت کی۔"

1959"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کے شروع میں تل ابیب کے ایک کلب میں اس کی ایک عراقی لڑکی نادیہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ ایک ہسپتال میں نرس تھی۔ دراز قد، گہری نیلی آنکھوں والی، چند دنوں کی یہ ملاقاتیں بالآخر شادی تک لے آئیں۔"

"اب ایلی کوہن ایک نئی اور کامیاب زندگی گزار رہا تھا کمپنی اچھے خاصے پیسے ادا کرتی تھی۔

1960"

میں وہ ایک دن تل ابیب میں اپنے گھر کے قریب ایک گلی سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوئی جسے وہ وزارت دفاع کی نوکری کے زمانے سے جانتا تھا۔ وہ دونوں گپ شپ میں ٹہلتے ٹہلتے ساحل سمندر کی طرف نکل گئے۔ اس شخص نے اپنا نام

اسحاق زمان بنایا اور اپنی شناخت کرائی کہ وہ موساد کا ایک سنئیر افسر ہے۔ زمان نے ایلی کوہن کو بتایا جس دن سے وہ مصر سے اسرائیل آیا تھا موساد اسی دن سے اسکی ہر حرکت کو یغور نوٹ کرتی آرہی ہے۔ ہمیں سب کچھ پتہ ہے کہ تم مصر میں کیا کرتے رہے ہو۔ لیکن ہم نے تمہاری درخواست ایک خاص مصلحت کے تحت مسترد کی تھی جس سے تم ناراض بھی ہو گئے تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اب وقت آگیا ہے اگر تم ہمارے لئے کام کرنا چاہتے ہو تو

تمہاری درخواست پر غور کیا جا سکتا ہے۔"

حمید ایک پل کے لیے خاموش ہوا اور پھر کہنے لگا، "اس کا مطلب یہ ہے کہ موساد نے اپنے ایک نئے جاسوس کو سیلیکٹ کرنے کے لیے تقریباً چار سال اس کی عام زندگی پر نظر رکھی۔"

خیر ایلی کوہن نے کہا کہ وہ بالکل تیار ہے، وہ اسرائیل کیلئے کچھ کرنا چاہتا ہے۔ موساد مسلسل کئی مہینوں سے کوہن کے دوستوں اور فیملی کے متعلق معلومات اکٹھی کر رہی تھی۔ وہ اس کی خوش و خرم گھریلو زندگی سے بھی واقف تھے۔ اس کے علاوہ انہیں بھی پتا تھا کہ اس کے ہاں بہت جلد بچے کی پیدائش متوقع ہے۔ موساد کے ہیڈ کوارٹر میں ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کی ایک ٹیم نے اس کا طبی اور نفسیاتی معائنے کیلئے ٹیسٹ کیے تاکہ اگر اس

کی شخصیت میں معمولی سا بھی فرق ہو تو اسے مسترد کر دیا جائے۔ اس کی وجہ تھی کہ موساد ایسے شخص کو فیلڈ میں بھیج کر خطرہ مول لینا نہیں چاہتی تھی جس

کی دوہری شخصیت ہو یا وہ با آسانی کسی جھانسے میں آکر سب کچھ اگل دیتا ہو۔ کوہن نے امتحان کے تمام مراحل میں بہترین نمبر لئے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایک آفیسر نے اسے ملازمت کی شرائط وضوابط سمجھاتے ہوئے کہا، "ٹریننگ کی تکمیل کے بعد تمہیں اختیار حاصل ہو گا چاہے ہمارے ساتھ کام جاری رکھو یا واپس چلے جاؤ بلکہ ملازمت کے دوران بھی اگر کسی وقت جانا چاہو تو ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہمارا معیار تعلق

رومن کیتھولک میرج کی طرح نہیں ہو گا۔ طلاق کی گنجائش ہمیشہ برقرار رہے گی لیکن صرف ایک شرط ہو گی تمہیں کسی ذی روح کو نہیں بتانا ہو گا کہ تم موساد کیلئے کام کرتے تھے۔"

کوہن نے اپنی بیوی کو بس اتنا بتایا کہ اسے ایک کمپنی میں نئی جاب مل گئی ہے لیکن نادیہ کو پھر بھی شک تھا کہ کوہن اس سے کچھ چھپا رہا ہے۔ پھر جب اس نے کہا کہ وہ کچھ مہینوں کیلئے کسی خاص ڈیوٹی پر شہر سے باہر جا رہا ہے تو نادیہ کا شک یقین میں بدل گیا کہ اس کا شوہر سیکرٹ سروس میں ملازم ہو چکا ہے مگر اس نے دوباری کوئی سوال نہیں کیا، خاموش ہو گئی۔ نئی ملازمت کے

اسرار ورموز سیکھانے کیلئے انسٹیٹیوٹ نے اسے چھ مہینے کے کورس کیلئے بلایا، تربیت کے اس عرصے میں اسے موساد کے ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ اسے موساد کا تمام نصاب حرف بحرف پڑھایا گیا۔ تجربہ کار دہشت گردوں نے اسے انتہائی عام اور سادہ اجزاء سے دھماکہ خیز مواد اور بم بنانے کے طریقے سکھائے۔ اے آر ٹی کے مختلف کیمپوں میں لیجا کر دھماکہ خیز آلات کی مدد سے پلوں اور مختلف تنصیبات تباہ کرنے کے طریقے سکھائے گئے۔"

"اس نے کسی ملک کی فوجی طاقت کے متعلق اعداد و شمار جمع کرنا، مغربی اور روسی ہتھیاروں، جہازوں اور بحری جہازوں کو دیکھتے ہی فوراً پہچاننا سکھایا گیا۔ اس کے علاوہ خفیہ پیغامات بیچنے کیلئے اس کو مختلف کوڈز سکھائے گئے۔ تالے توڑ کر کی عمارت یا مکان میں نقب لگانا، لڑنے کے طریقے وغیرہ بھی تربیت میں شامل تھے۔ ٹریننگ کے دوران اس نے اپنی زبردست صلاحیتوں سے اپنے انسٹرکٹروں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ وہ اس کی بلا کی ذہانت سے بے حد متاثر ہو چکے تھے۔ 1960 میں اسے اسلام کے بارے میں تفصیلی کورسی کیلئے یروشلم یونیورسٹی بھیجا گیا۔ اس نے قرآن کریم کی بیشتر سورتیں زبانی یاد کیں، پانچ وقت نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا۔ وہ اسرائیل میں موجود مختلف مساجد میں جمعہ کی نمازوں میں شریک ہوتا۔ ایک دن ایک انسٹرکٹر کوہن کو شام کی سرحد پر لے گیا۔ وہاں اسے گولان کی پہاڑیوں پر فوجی چوکیاں دور سے دیکھائی گئی۔ گولان کی ان اونچائیوں سے اسرائیل کا بیشتر سرحدی علاقہ شامی توپ خانے کی زد میں تھا۔ انسٹرکٹر نے کہا کہ شام کے ساتھ اس سرحد پر بھاری کی جھڑپیں ہو چکی ہیں اور مستقبل میں بھی ہو گی۔ ہماری کامیابی کا انحصار اب تمہاری انٹیلی جنس رپورٹ پر ہو گا۔ تم دمشق میں ہمارے لیے کام کرو گے یہ کہتے ہی انسٹرکٹر نے ایلی کوہن کی طرف دیکھا جو شام کی سرحد کی طرف ٹکٹکی باندھے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شامی سرحد سے واپسی کے بعد کوہن کو شام کی تاریخ کے بارے میں، اقتصادی ترقی، حکومت، جغرافیہ اور معاشرے کے بارے میں ایک فریش کورس کرایا گیا۔ چونکہ شامی عربی کا لب ولہ مصری عربی سے بالکل الگ تھلگ ہے لہذا اسے عربی کا شامی لہجہ سیکھانے کیلئے ایک پروفیسر مقرر کیا گیا جو ہر روز اس کے گھر آکر اسے پڑھاتا تھا۔ تلفظ کی ادائیگی کیلئے وہ دن رات ریڈیو سنتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ موساد نے اس کے ایک کمرے میں پروجیکٹر لگایا جس پر اسے شام کی فوری تنصیبات کے متعلق فلمیں دیکھائی جاتی۔ کوہن کو شام کے علاوہ ارجنٹینا کے متعلق بھی اسی طرز کا کورس کرایا گیا۔

اسے ہسپانوی زبان سکھائی گئی وہ اس اضافی کورس سے خاصا پریشان بھی ہوا۔ آخر اسے ایک دن اپنے باس سے پوچھ ہی لیا کہ یہ کیا چکر ہے۔ اسے بتایا گیا کہ شام جانے سے پہلے وہ کچھ عرصہ ارجنٹائن میں گزارے گا لیکن کوہن کو منطق سمجھ ہی نہیں آئی کہ آخر اسے ارجنٹائن کیوں بھیجا جائے گا لیکنا سے خاموش رہنا پڑا کیونکہ موساد کے قانون میں از خود سوالات کرنے کی قطعی گنجائش نہیں تھی۔ وہ یکم مارچ 1961ء کی تاریخ تھی۔ زیورخ سے سوئس ائیر کی فلائٹ اپنے شیڈول کے عین مطابق بیونس آئرز (ارجنٹینا) کے عزیزہ

(Azeiza)

انٹرنیشنل ائرپورٹ پہنچی۔ مین ٹرمینل پر جب طیارہ رکا تو مسافر نیچے اترنے لگے۔ ان میں ایک خوش لباس اور سمارٹ بزنس مین بھی شامل تھا۔ جہاز کے فرسٹ کلاس کیبن میں وہ دوران پرواز زیادہ تر خاموشی کی ساتھ مختلف اخبارات میں تجارتی خبریں پڑھتا رہا تھا۔ اسے ملنے کوئی نہیں آیا تھا۔ امیگریشن اور کسٹم کے لوازمات پورے کرنے کے بعد وہ ائرپورٹ سے باہر آیا جہاں اس نے ایک ٹیکسی کی طرف اشارہ کیا۔"

" ٹیکسی نے اسے شہر کے ایک خوبصورت فائیو سٹار ہوں میں ڈراپ کیا۔ ہوٹل کے ریسیپشن پر اس نے رجسٹر میں اپنا نام کمال امین اور پیشہ ایکسپورٹر لکھوایا۔ اسکا پاسپورٹ اسے شامی ظاہر کر رہا تھا۔ اپنی آمد کے بعد چند ہفتے کوہن نے انتہائی مصروف گذارے۔ کاروبار کے سلسلے میں وہ بیونس آئرز کے تقریباً تمام مشہور پارٹیوں سے ملا۔ اس کے بعد ہوٹل سے وہ ایک خوبصورت کرائے کے مکان میں منتقل ہو گیا۔ جیسا کہ مسافر دیار غیر میں اپنے ہم وطنوں کی محفل تلاش کرتا رہتا ہے، کمال نے بھی وہ کیفے اور ریستوران دریافت کر لئے جہاں عرب باشندے گپ شپ کیلئے اکٹھے ہوتے تھے۔

اس زمانے میں تقریباً پانچ لاکھ عرب باشندے ارجنٹینا میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی غالب اکثریت دارلخلافہ یعنی بیونس آئرز میں تھی۔ یہ لوگ مقامی لوگوں کیساتھ بہت کم ملتے جلتے تھے۔ ان کی بس ایک الگ دنیا تھی۔ شہر کے ان ریستورانوں اور گلیوں میں اتوار کے دن رونق زیادہ ہوتی تھی، لبنان، شام اردن اور مشرق وسطی کے دیگر ملکوں کے سفارت کار اور ٹریڈ مشن کے اہل کار یہاں مختلف گیمز اور قہقہوں میں شام گذارتے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کمال بہت جلد ہی ان لوگوں میں گھل مل کر کلب کا ممبر بن گیا۔ عرب ویسے بھی بہت ملنسار اور مہمان نواز ہوتے ہیں۔ انہوں نے کمال کو فوراً دوست کی حیثیت سے قبول کر لیا۔ اس نے اپنا اور خاندانی پس منظر بیان کرتے ہوئے اپنے دوستوں کو کہا، "میرا باپ امین اور ماں سعیدہ غربت کی وجہ سے شام سے بیروت ہجرت کر گئے تھے۔ میں وہاں 1933ء میں پیدا ہوا تھا۔ میرے بعد ایک بہن بھی پیدا ہوئی تھی مگر وہ بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی۔ ہم کچھ سال بیروت میں رہے مگر ہمارے معاشی حالات بدستور خراب رہے۔ آخر ہم تنگ آ کر مصر آ گئے جہاں ہم نے سکندریہ ہی میں ایک بوسیدہ مکان میں رہائش اختیار کی۔ میرا سارا بچپن سکندریہ میں گذرا۔ میرے والد

کو مرتے دم تک اس بات پر فخر تھا کہ وہ شام کا رہنے والا ہے۔ میں نے اپنے والد کیساتھ وعدہ کیا تھا کہ ایک دن اپنے آبائی وطن ضرور جاؤں گا۔ میں 1947ء میں پہلی بار بیونس آئرز آیا تھا۔ یہاں میرے ایک چچا رہتے تھے جو بے حد مالدار تھے۔ ان کا کپڑے کا کاروبار تھا مگر کچھ

عرصہ بعد وہ کاروبار میں دیوالیہ ہو گئے۔ میرے والدین کو مرے ہوئے کافی عرصہ ہو چکا ہے اب میں ایکسپورٹ کا کاروبار کر رہا ہوں۔ بہت عرصہ یورپ میں کام کیا ہے اب قسمت آزمانے بیونس آئرز آیا ہوں۔ اپنے دوستوں کو اپنے خاندان کی تصویروں کا ایک البم بھی دیکھایا کلب کے سارے ممبروں نے اس کی بہت حوصلہ افزائی کی کہ وہ یہاں خوب کامیابی کیساتھ کاروبار کر سکے گا۔ ایلی کوہن کی اس کوور سٹوری

(cover story)

پر موساد نے بڑی

محنت کی تھی۔ تل ابیب میں انٹیلی جنس ایکسپرٹس کو پتہ تھا کہ عرب اتنی آسانی سے کسی کی داستان پر یقین نہیں کرتے لہذا اس کی

cover story

ایک حقیقی شخص جس کا نام کمال امین تھا، سے ماخوذ کی گئی۔"

شاید وقت کی کمی کا احساس تھا کہ حمید بولتا جا رہا تھا اور پوری کلاس خاموشی سے یہ دلچسپ کہانی جو دراصل حقیقت تھی، سن رہی تھی۔

"تجارتی اسرار و رموز سیکھنے کیلئے کہ کوہن کو بزنس سائنس کا بھی ایک کورس کرایا گیا تھا تاکہ وہ با آسانی تجارتی اصطلاحات میں گفتگو کر سکے۔ موساد کے آدمی نے اسے ایک سوئس بینک اکاؤنٹ کی چیک بک دی جہاں اسکے استعمال کیلئے وافر مقدار میں ڈالر جمع کر دیے گئے تھے۔ اس کے بعد اسے زیورخ کی مختلف گارمیٹ سٹورز سے قیمتی ملبوسات خرید کر دیے گئے جسے پہن کر وہ واقعی ایک خوشحال تاجر گے۔ اسے زیورخ کا ایک پوسٹ بکس نمبر بھی دیا گیا۔ اسے اپنی تمام خط و کتابت اسی نمبر سے کرنی تھی۔ یہاں کوہن کو موساد کا ایک اور ایجنٹ ابراہیم ملا۔ اس نے کوہان کو بزنس یہاں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سیٹ کرنے کیلئے کرائے کے دفاتر سٹیشنری اور دیگر ساز و سامان مہیا کیا۔ اس کے علاوہ شہر میں رہنے والے بااثر عرب سفارت کاروں کی ایک فہرست بھی فراہم کی۔"

بیونس آئرز میں آتے تی کوہن شامی تارکین وطن کی محفلوں میں شیر و شکر ہو گیا۔ وہ اپنے ان نئے دوستوں کو خوب کھلاتا پلاتا تھا۔ ان سے کہتا کہ اس کے دل میں برسوں سے ایک حسرت ہے کہ وہ اپنے آبائی وطن شام جائے۔ وہ ہر ایک کو اپنا فیملی البم دیکھاتا، جو موساد نے بڑی مہارت سے ترتیب دیا تھا۔ کوہن کو پتہ چل گیا تھا کہ کلب آف اسلام ریستوران میں عرب دنیا کی انتہائی اثر شخصیات گپ شپ کیلئے آتی رہتی ہیں، لہذا اس نے وہاں آنا جانا شروع کیا وہاں اکثر مشق اور قاہرہ کے اخبارات کا مطالعہ کرتا تھا۔ یہاں ایک روز اس کی ملاقات ایک شامی نژاد شخص عبد اللہ لطیف سے ہوئی۔ وہ ایک مقامی عربی اخبار کا ایڈیٹر تھا۔ کوہن نے اسے بھی اپنے دل کی بات بتائے ہوئے کہا کہ وہ کسی نہ کسی طرح دمشق جانا چاہتا ہے لیکن وہ وہاں کسی کو جانتا نہیں ہے۔ عبد اللطیف نے کوہن کو ئی اعلی عرب سفارت کاروں اور تاجروں سے ملوایا۔ ایک دن ایک کاک ٹیل پارٹی میں اس کی ملاقات میجر امین الحافظ سے ہوئی جو شام کے سفارت خانے میں ملٹری اتاشی تھا۔ حافظ بھی دوسرے عربوں کی طرح کوہن (کمال امین) کے جذبہ حب الوطنی سے بے حد متاثر ہوا۔ مجھے سیاسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے ایک سفارتی ڈنر کے کے موقع پر میجر حافظ نے کہا کہ کتنا اچھا ہو گا اگر تم ہماری ابعث سوشلسٹ پارٹی میں شمولیت اختیار کر کے ہمیں تقویت فراہم کرو، ویسے اس سال کے آخر

میں میرا یہاں ملازمت کا دورانیہ ختم ہونے والا ہے، کیوں نہ تم میرے ساتھی کی حیثیت سے دمشق چلو اور وہاں ایک ساتھ پارٹی کیلئے کام کریں۔ ہمیں تم جیسے اعلی

تعلیم یافتہ اور محب وطن نوجوانوں کی سخت ضرورت ہے۔ کوہن نے بڑی گرم جوشی کیساتھ اس کے ساتھ جانے کا وعدہ کیا۔ شامی سفارت خانے کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے فنکشن میں کوہن کو بطور خاص مدعو کیا جاتا تھا۔ میجر حافظ اور کوہان ایک ساتھ شراب پیتے اور قہقہے لگاتے نظر آتے تھے۔ اس سب کچھ کے باوجود شامی سیکرٹ سروس

(Deuxieme Bureau)

کو کوہن کے زبردست قومی نظریات سے تسلی نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

دی اور اس کے خاندانی پس منظر کامل تحقیقات کی لیکن انہوں نے خفیہ کوہن کے خاندانی پس منظر کی تحقیقات کی اور ہر ایک بات بالکل حقیقت ہی پایا۔ واقعی کمال امین نامی شخص جس کے والدین شام سے ہجرت کر کے لینان آئے تھے، بیروت میں پیدا ہوا بچپن سکندریہ میں گزارا اور پھر یورپ اور بیونس آئرز گیا۔"

"انکوائری کا سلسلہ یہاں ختم نہیں ہوا بلکہ وہ ایک دن اس کی غیر موجودگی میں اس کی گھر کی بھی تلاشی کر گئے۔ انہوں نے کوہن کے فیملی البم سے بھی چند تصاویر نکال کر اس کی کاپیاں بنائی۔ جب کوہن کو اس واقع کا علم ہوا تو اسے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ اس البم کو ضرور دیکھیں۔ آخر کار شامی سیکرٹ سروس اپنی زبردست تحقیقات مکمل کر کے اس نتیجے پر پہنچی کہ کمال الدین واقعی ایک جذباتی نیشنلسٹ نوجوان ہے جو دمشق میں پارٹی کیلئے ایک بہترین سرمایہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ادھر تک ابیب میں موساد کو جب اس کی اطلاع ملی وانہوں نے اطمینان کا سانس لیا کوہن نے یہ مشکل مرحلہ بھی باآسانی طے کر لیا ہے۔

مئی 1961ء میں کوہن نے اپنے تمام دوستوں کو اچانک آگاہ کیا کہ وہ باآخر اپنے باپ دادا کی سرزمین لوٹنے والا ہے۔ اس پر تمام احباب نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ہر ایک نے اسے دمشق میں بااثر سرکاری عہدیداروں، تاجروں اور ذاتی دوستوں کے ناتعارفی خط دیے۔ اسے خوب تسلیاں دیں کہ اسے دمشق میں کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ رخصت سے ایک رات قبل تمام دوستوں نے اسکے اعزاز میں ایک شاندار الوداعی پارٹی کا اہتمام کیا۔ بیونس آئرز سے دمشق روانگی کا یہ سگنل اسے چند دنوں پہلے تل ابیب سے موصول ہوا تھا۔ وہ سفر کے پہلے مرحلے میں میونخ سے ہوتا ہوا زیورخ (سوئزرلینڈ) پہنچا۔ یہاں موساد کا وہی افسر جس نے پہلی بار اسے یہاں سے ارجنٹینا رخصت کیا تھا اسے ملا۔"

"شہر کے وسط میں ہوٹل کے ایک کمرے میں وہ کمال امین کے بھیس سے نکل کر ایک بار پھر ایلی کوہن بن گیا۔ موساد کے آدمی نے اسے اسرائیلی پاسپورٹ دیا۔ کوہن نے اسے بیونس آئرز میں اپنی تمام کامیاب کاروائیوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ تل ابیب جانے سے پہلے اس نے اپنی بیوی اور بچوں کیلئے ڈھیر ساری شاپنگ کی۔"

اسرائیل پہنچتے ہی اسے ائرپورٹ پر موساد کا ایک افسر ملا جو اسے اپنی گاڑی میں بیٹھا کر اسے گھر تک چھوڑ آیا۔ کوہن نے بیوی کو کہا کہ وہ یورپ میں ڈیفنس منسٹری کے کام کرتا رہا تھا۔ بیوی نے بھی یقین کر لیا کیونکہ اسے برابر ہر مہینے یورپ کے مختلف ملکوں سے اس کے پوسٹ کارڈ ملتے رہے تھے۔ جنوبی امریکہ جانے سے قبل زیورخ میں کوہن نے یہ سارے پوسٹ کارڈ لکھ کر موساد کے ایجنٹ کے حوالے کر دیے تھے۔ اب اسے مزید تربیت کیلئے موساد نے اکیڈمی بلا لیا"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اس نے مسلسل کئی ہفتے ان ریڈیو آپریٹروں کے ساتھ مل کر کام کیا۔ جنہوں نے بعد میں اس کے دمشق سے نشر ہونے والے پیغامات موصول کرنے تھے کہ کوہن کو ایک مخصوص سپیڈ میں پیغامات بھیجنے کا طریقہ سکھایا گیا۔ ان کے درمیان یہ طے ہوا کہ اگر اس سپیڈ میں ذرا بھی فرق آیا تو تل ابیب میں بیٹھے آپریٹر سمجھ جائیں گے کہ وہ زیر حراست ہے۔ بالآخر دسمبع 1961ء میں اسے دمشق کیلئے روانہ کیا گیا۔ کوہن کے انسٹرکٹر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے چہرے پر بلا کا اطمینان تھا جیسے وہ چھٹیاں منانے جا رہا ہے حالانکہ وہ ایک ایسے ملک میں سرایت کرنے والا تھا جہاں اس کی زندگی ہر لمحہ خطرات سے دوچار ہونے والی تھی۔ وہ تل ابیب سے ایک اسرائیلی ائیر لائن کے ذریعے میونخ پہنچا۔ جہاں اسے موساد کا وہی پرانا ایجنٹ ملا۔ اس نے کوہن کے سامان میں قیمتی سوٹ اور گھریلو سامان کے علاوہ بھی کچھ چیزیں پیک کیں۔ وہ ایک انتہائی چھوٹا ریڈیو ٹرانسمیٹر تھا جیسے ایک فوڈ مکسر کے پیندے میں فکس کیا گیا تھا۔ کوہن کے الیکٹرک شیور کی تار نے بطور لانگ رینج انٹینے کا کام کرنا تھا۔"

"پوٹاشیم سائنائیڈ کی گولیاں، دشمن کو ختم کرنے یا بوقت ضرورت خودکشی کرنے کیلئے اسپرین کی گولیوں کے رنگ اور پیکنگ میں ساتھ رکھی گئی تھی۔ طاقتور دھماکہ خیز مواد بنانے کیلئے کیمیکل ٹوتھ پیسٹ کی ٹیوبوں اور شیونگ کریم کے ڈبوں میں چھپایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایک جدید جاپانی کیمرے کے پرزے بھی سامان میں شامل تھے۔ میونخ سے کوہن اٹلی روانہ ہوا جہاں سے وہ یکم جنوری کو ایک بار پھر کمال امین کا روپ دھار کر بیروت کیلئے ایک سمندری جہاز میں بیٹھا یوں وہ تنہا ایک خطرناک جاسوسی مہم پر روانہ ہوا۔"

"دوران سفر اس کی ملاقات ایک شامی شیخ کیساتھ ہوئی۔ دونوں میں اچھی خاصی دوستی بن گئی جس کا کوہن کو فائدہ ہوا کہ دمشق کی بندرگاہ کے پر کسٹم والوں نے شیخ کا دوست ہونے کی وجہ سے اس کے سامان کی تلاشی نہیں لی۔ دمشق پہنچنے کے بعد کوہن نے ابورومانہ ڈسٹرکٹ میں ایک چار منزلہ خوبصورت عمارت میں ایک فلیٹ کرایہ پر لیا، جو شامی ملٹری ہیڈ کوارٹر کے عین سامنے واقع تھی۔ رہن سہن کا بندوبست کرنے کے بعد سے اپنے امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس بھی شروع کیا۔ کاروبار یہاں بھی نہایت کامیابی کیساتھ چل پڑا۔ وہ انٹیک فرنیچر جیولری اور آرٹ کے شاہکار یورپ برآمد کرنے لگا۔ دمشق کے سپلائر اسے بہت پسند کرنے لگے وجہ تھی کہ وہ کسی کا بل ایک لمحے کیلئے بھی نہیں روکتا تھا۔ اس کاروباری طبقے کے ساتھ اس کی اچھی خاصی گپ شپ بن گئی۔ وہ لوگ اس کے ہاں کافی پینے آتے۔ ان کو نہیں پتہ تھا کہ ان کے فرنیچر کا خریدار خفیہ مائیکروفلمیں ان کرسیوں

اور میزوں کے اندرونی خانوں میں چھپا کر یورپ بھیج رہا ہے اور انہیں اس کا بھی علم نہیں تھا کہ بظاہر امیر ترین ایکسپورٹ نظر آنے والا کمال امین آدھی رات کو اپنے گھر کی تنہائی میں ہر روز ایک اسرائیلی جاسوس کا روپ دھار لیتا تھا۔ وہ اپنے مکان کے دروازے اچھی طرح لاک اور کھڑکیوں پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

پردے گرا کر اپنے ننھے منے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھتا جو چھت پر لٹکے ایک خوبصورت فانوس کے پیندے میں چھپا ہوتا تھا۔ وہ سب سے پہلے اپنا کوئی نیا پیغام

(message)

ایک کاغذ پر لکھتا پھر اسے اپنے مخصوص کوڈ

(code)

میں تبدیل کر کے ٹرانسمیٹر کے ذریعے تیزی کے ساتھ تل ابیب نشر کر دیتا تھا۔ اپنے مکان کی چھت پر جہاں پہلے ہی سے ہمسایوں کے ٹی وی انٹینے کی ایک کثیر تعداد لگی ہوئی تھی، اس نے اپنا بھی ایک ایئریل لگایا ہوا تھا جس کی ایک انتہائی باریک تار اس کے نشریاتی آلے کیساتھ جڑی ہوئی تھی۔ وہ پیغام کبھی بھی دوبار براڈکاسٹ نہیں کرتا تھا۔ اگر ایلی کوہن نے دن کے وقت کسی حساس مقام کی تصاویر نکالی ہوتیں تو رات کے وقت وہ

اپنے کمرے میں انہیں مائیکرو فلم میں تبدیل کرتا اور اسے فرنیچر یا کرسی میں خفیہ خانہ کھود کر کر اس میں چھپا دیتا تھا۔ زیورخ میں اس کا ایک آدمی ان برآمدات سے اپنی کام کی چیز نکال کر خفیہ ذرائع سے تل ابیب بھیج دیتا تھا۔ تل ابیب میں بیٹھے موساد کی اعلی قیادت کیلئے کوہن کی بھیجی ہوئی تصاویر اور پیغامات انتہائی اہمیت کی حامل ہوتے تھے۔ اپنے قیام کے مختصر عرصے میں ہی اس نے شام کی مسلح افواج کے اعلی ترین عہدیداروں کیساتھ قریبی روابط پیدا کر لئے تھے۔ اس کے حلقہ ارباب میں لیفٹیننٹ مواد ظہیر الدین (چیف آف سٹاف کا بھتیجا)، جارج سیف جو ریڈیو دمشق میں چیف پروپیگنڈا براڈکاسٹر تھا، اور کرنل سلیم حاتم (شام کی کریک پیراشوٹ رجمنٹ کا لیڈر) شامل تھے۔ اس کے علاوہ سرکاری افسروں اور وزیروں کیساتھ بھی وہ انتہائی فری ہو چکا تھا۔"

"اس کا فلیٹ ملٹری ہیڈ کوارٹر کے عین مقابل تھا۔ وہ روز اپنی کھڑکی سے اس کا نظارہ کرتا تھا۔ وہ اس ہیڈ کوارٹر میں شب کو جلنے والے بلبوں کی تعداد سے اندازہ لگا لیتا کہ شامی فوج کوئی آپریشن کرنے والی ہے۔ اکثر جب ہیڈ کوارٹر میں سٹاف کاروں اور جیپوں کی ٹریفک معمول سے

زیادہ ہو جاتی تو یہ واضح علامت ہوتی کہ شامی فوج اسرائیل کے خلاف کوئی آپریشن کرنے والی ہے۔"

"اس کا فلیٹ ایسے علاقے میں تھا جہاں چاروں طرف مختلف ممالک کے سفارت خانے اور یو این او کے امن مشن کے دفاتر تھے۔ جس کی وجہ سے فضا ہر وقت ریڈیائی ٹریفک سے بھری رہتی تھی اور کوہن کے پیغامات پکڑے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔"

"دو مہینے بعد اس نے تل ابیب کو ایک انتہائی اہم رپورٹ بھیجی،

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"For three nights in a row lights blazing until dawn at military HQ. No coupd'e expected. Likely cause of activity: action against Israeli forces. Press, radio, particularly anti-zionist Last few days. Heavy troop movements in streets."

(تین دنوں سے ملٹری ہیڈ کوارٹر کی لائٹس صبح تک جلتی رہتی ہیں، گلیوں میں مسلح دستوں کی آمدورفت بڑھ چکی ہے اس کی کوئی اور وجہ نظر نہیں آتی، اسرائیلی فوج کے خلاف کاروائی ہو سکتی ہے۔)

کوہن کی یہ اطلاع فور شام کی سرحد پر تعنیات تمام کمانڈ پوسٹوں کو کر دی گئی۔ انہوں نے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس اطلاع کی تصدیق کر دی۔ شامی فوج کا بھاری توپ خانہ اور انفنٹری کے دستے دمشق سے روانہ ہو چکے تھے۔ اسی دوران اسرائیلی ائیر فورس نے اچانک حملہ

کر کے ایک شامی ملٹری بیس کو تباہ کر دیا۔ جب شام کی فوجوں نے دیکھا کہ دشمن تو پہلے سے ہی تیار تھا لہذا وہ مجبوراً واپس چلی گئیں۔ ایک اسرائیلی روزنامے کے مطابق ایلی کوہن نے یہ ضرب مثل سچ کر دیکھائی۔

"A good agent is worth a division of men"

(ایک اچھا ایجنٹ پوری ڈویژن سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے)

اس نے اپنے قیام دمشق کے دوران تل ابیب کو سیاسی اور

عسکری انٹیلی جنس کی بیش قیمت اعداد و شمار اور اطلاعات فراہم کیں۔ دمشق میں کسی متوقع سیاسی تبدیلی سے متعلق اس کی رپورٹ اس قدر صحیح اور بروقت ہوتی تھی کہ موساد اسے موصول کرتے ہی چند گھنٹوں میں اسرائیلی وزیر اعظم کے بن گوریان تک پہنچا دیتی تھی۔ بن گوریان ان اطلاعات کو بنیاد بنا کر اہم پالیسی ساز فیصلے کرتا جنگ یا امن کا انتخاب۔"

"دمشق میں مسلسل چھ ماہ کام کرنے کے بعد جولائی 1962 میں اسے واپس اسرائیل بلایا گیا۔ چونکہ موساد چاہتی تھی دشمن ملک میں کام کرنے سے اس کے اعصابی نظام پر جو بے پناہ دباؤ پڑا تھا اسے کم کیا جائے۔ اس نے چند دن اپنی فیملی کیساتھ بڑے سکون سے گذارے۔"

"معمول کے مطابق اس مرتبہ بھی اس نے اپنی بیوی کو اپنی اصل مصروفیات کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"بریفنگ کے چند دنوں بعد وہ دوبارہ جاسوس کے روپ میں اپنے سفر پر روانہ ہوا تو اس کے افسروں نے تاکید کی کہ وہ وہاں کی غیر ضروری خطرات میں پڑنے کی کوشش نہ کرے۔ اسے اختیار دیا گیا کہ تل ابیب کی جانب سے کیے گئے کسی بھی مطالے کو مسترد کر سکتا ہے اگر اس کو معلومات حاصل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کسی کو پتہ نہیں چلے گا کہ میں اصل میں" کرنے سے اسے کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے لیکن ایلی کوہن نے ان کی وارننگز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا، کون ہوں اس کے افسروں کو بس یہی فکر لاحق تھی کہ ان کے اس مایہ ناز جاسوس میں حد سے زیادہ خود اعتمادی تھی۔"

"وہ ایک بار پھر یورپ سے ہوتا ہوا دمشق جا پہنچا۔ وہ حسب معمول اپنے دوستوں کیلئے زبردست تحائف ساتھ لایا تھا۔ شراب و کباب کی محفلوں میں وہ اکثر اسرائیل اور یہودیوں کے خلاف بولتا اور ہٹلر کی بے پناہ تعریفیں کرتا۔ اس کی اس جذباتی کیفیت کو دیکھتے ہوئے ایک دن شیخ مجید اسے ایک جرمن پناہ گزین کے گھر لے گیا

Franz Radmacher

سابقہ نازی افسر تھا۔ اس نے ہٹلر کے دست راست ایڈولف ایشین کے حکم پر بیلجیئم اور یوگوسلاویا کے لاکھوں یہودیوں کے قتل عام میں اہم رول ادا کیا تھا۔ جنگ کے خاتمے پر وہ فرار ہو کر شام پہنچ گیا تھا۔ یہاں اب وہ شامی سیکرٹ سروس میں بطور ایڈورٹائزر ملازم تھا۔"

"ایلی کوہن نے جونہی یہودیوں کے اس قاتل سے ہاتھ ملایا تو اس کے دل میں سے کسی طرح قتل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی، کیونکہ اسے اغوا کرنا ممکن نہیں تھا۔ واپس آتے ہی رات کو اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی۔

"سابقہ نازی افسر

Radmachar

سے ملا، اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔"

"اس اچانک دریافت سے موساد کی اعلی قیادت میں کھلبلی مچ گئی۔ کیونکہ جنگ کے بعد اتحادی ملکوں نے اور خود اسرائیل کی ایجنسیوں نے اس شخص کی کھوج میں دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا تھا لیکن وہ کوہن کے ذریعے اس نازی افسر کو مارنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ اپنی موجودہ حیثیت میں جس قدر اہم رول ادا کر رہا تھا وہی ان کیلئے کافی تھا۔ دوسری صورت میں وہ شامی سیکرٹ سروں کے ہتھے چڑھ سکتا تھا۔"

"اپنی دوسری تجویز میں کوہن نے کہا کہ براہ راست قتل کے بجائے وہ اس شخص کو پارسل بم بھیج سکتا ہے مگر اس بار بھی تل ابیب نے اسے منع کر دیا۔ بالآخر اسرائیلی سفارت کاروں نے جرمن حکام کو اطلاع کر دی کہ ان کا مفرور دمشق میں فلاں پتے پر رہ رہا ہے۔ یوں شام کی حکومت پر سفارتی دباؤ ڈال کر جرمنی نے اسے واپس حاصل کر لیا۔ اس پر بعد میں مقدمہ چلایا گیا۔ ایلی کوہن کا فلیٹ فوج اور سول محکموں کے بااثر افراد کیلئے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عیاشی کا اڈہ بن چکا تھا۔ ہر دوسرے تیسرے دن یہاں شراب و کباب کی محفلیں سجتیں۔ کوہن ان کیلئے اعلی ترین شمپین اور حشیش کا بندوبست کرتا۔ وہ بظاہر نشے میں ان کی ایسی باتیں نوٹ کر لیتا جو ملک کی سیکرٹ پالیسی کے متعلق ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ اکثر فوجی افسر بھی کبھی کبھار اپنی داشتاؤں کے ساتھ اسکے ہاں وارد ہو جاتے تھے۔ جارج سیف تو اکثر اپنی سیکرٹری ریتا الحلی کیساتھ شام منانے آتا تھا۔ اس کے بدلے میں اس نے کوہن کے لیے اپنے دفتر کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے۔"

"کوہن ایسے تمام بااثر افراد کے کالے کرتوتوں کا راز دین بن چکا تھا۔ سیف کا کام اسرائیل کے خلاف ریڈیو پروپیگنڈا کرنا تھا۔ اس کی میز پر اکثر حساس دستاویزات بھری ہوتی تھیں۔ وہ بڑے فخر سے کوہن کو سب کچھ دیکھا دیتا۔ جارج سیف کے آفس میں اس کا آنا جانا اس قدر زیادہ تھا کہ اب تو سیکورٹی گارڈ بھی اس سے مانوس ہو گئے تھے۔ ایک دو مرتبہ وہ سیف کی غیر موجودگی میں اس کے دفتر میں جا گھسا۔ اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی اہم دستاویزات کی تصاویر اتاریں۔ لیفٹیننٹ معاذ

(شامی آرمی چیف آف سٹاف کا بھتیجا) کوہن کے ساتھ بے حد کھلم کھلا گپ شپ لگاتا تھا۔ ایک دن کوہن نے اسے کہا، "شام کے پاس اتنا جدید اسلحہ بھی نہیں ہے پھر کیسے اس نے اسرائیل کیساتھ اپنی سرحد پر موثر مورچہ بندی کی ہے اور اکثر اسرائیل قصبات پر زبردست گولہ باری کرتا ہے۔ آخر اپنے دوست کی تسلی کیلئے معاذ نے ایک دن اسے سرحدی چوکیاں دیکھنے کی دعوت دی"

"گولان کی پہاڑیاں شام اور اسرائیل کے درمیان بین الاقوامی سرحد کا کام کرتی تھی۔ یہاں شام نے انتہائی جدید جنگی ساز و سامان جمع کر رکھا تھا۔ اس علاقے میں بغیر اجازت کوئی سول شخص قدم تک نہیں رکھ سکتا تھا۔ خلاف ورزی کرنے والے کو موقع پر ہی شوٹ کا حکم تھا۔ معاذ اسے اپنی جیپ میں یہاں لے آیا۔ بارڈر پولیس نے ان دونوں کا پرتپاک استقبال کیا۔ انہوں نے ایلی کوہن کو فل پروٹوکول اس وجہ سے دیا کہ وہ جنرل امین

الحافظ کا قریبی دوست بھی تھا۔ کمانڈنگ آفیسر نے اسے ہر وہ جگہ اور تنصیب دیکھائی جو کوہن دیکھنا چاہتا تھا۔ اس نے وہ گہرے بنکر بھی دیکھے جہاں شام

نے لانگ رینج توپیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک دوسرے مقام پر

122mm

کی روسی ساختہ مارٹر گنیں دیکھیں جو سو کے قریب تھیں۔ وہ دل ہی دل میں تمام تنصیبات کی جگہوں اور سمت کو نوٹ کرتا رہا۔ اس نے واپس آکر اپنے ریڈیائی پیغام میں گولان کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ تل ابیب بھیجی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"The Golan heights has been converted into 13-mile wide military out post with straight
points builts on ridges and mountain peaks. The area is Criss-Crossed with de
communication trenches screened from the view of local villages. Anti-tank bunk
heavy machin-gun posts are mingled with tanks and cannon dug into the black ea
Ammunation dumps are hidden deep under ground. The whole area is protected
mine fields and zones of barbed wire" over 200 T54 tanks recently arrived from
.Soviet Union

1962ء

اور 1963ء کے درمیان وہ لیفٹیننٹ معاذ کے ساتھ کئی بار یہاں آیا۔ شامی اس پر اس قدر اعتماد کرتے تھے۔ کہ وہ واحد سول ایسا شخص تھا جسے انتہائی خفیہ آلات اور ہتھیاروں کی تصاویر اتارنے کی اجازت تھی۔ انہی تصویروں کی مدد سے اسرائیلی فوج کو شامی توپ خانے کی جگہوں اور سمت کا پتہ چلا۔ ایک دو مرتبہ تو ایک فوجی افسر نے اسے باقاعدہ نقشے اور خاکوں کی مدد سے اپنی پوری ڈیفنس سسٹم کے بارے میں انکشافات کئے قنطیرہ شامی فوج کا انتہائی اہم ملٹری بیس تھا۔ یہاں بھی اس نے کئی دفعہ راتیں گزاریں۔ یہاں سے جدید ریڈار سٹیشن دیکھائے گئے۔ وہاں روسی افسروں نے دمشق سے آئے ہوئے اس اہم شخصیت کیساتھ فوٹو گرافی ک"

تل ابیب میں اس کے افسروں کو کوہن کی تنہائی اور فیملی سے جدائی کا احساس تھا لہذا انہوں نے ایک بار پھر سے چھٹی پر بلانے کا فیصلہ کیا۔ جون 1963 میں شام کے سیاسی حالات میں اچانک تبدیلی رونما ہوئی بعث پارٹی نے حکومت کا تخت الٹا کر اقتدار پر قبضہ کر لیا اور جنرل امین الحافظ جو کہ ایلی کوہن کا دیرینہ دوست تھا، اس کو ملک کا نیا صدر بنا دیا۔ صدر نے اس خوشی میں اپنی رہائش گاہ مہاجرین پیلس میں ایک رنگارنگ تقریب کا اہتمام کیا تو کوہن کو خصوصی طور پر مدعو کیا۔ وہ جب ملک کے نئے وزیر اطلاعات کے ہمراہ صدارتی محل پہنچا تو صدر مملکت نے آگے بڑھ کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ وہ بھی صدر سے بغل گیر ہوا تو فوٹو

گرافروں نے انکی لاتعداد تصویریں نکالیں پھر صدر نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا، "میری بیوی کو تمہارا بھیجا ہوا فر کوٹ بے حد پسند آیا ہے۔ ایک ہزار ڈالر مالیت کا یہ کوٹ موساد کے ایک ایجنٹ نے پیرس میں خریدا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایلی کوہن نے فوٹو گرافروں سے کہا کہ اسے ان تصویروں کی ایک کاپی ضرور مہیا کرنا، پھر صدر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ آپ کیساتھ نکالی گئی یہ تصاویر میرے لئے اعزاز سے کم نہیں ہیں۔ اسرائیل میں چند ہفتے قیام کے بعد جب وہ واپس دمشق پہنچا تو اس نے اپنے متعلق زبردست

قیاس آرائیاں سنی۔ لوگوں میں خبر گرم تھی کہ کمال امین کو جلد کوئی اہم سرکاری عہدہ ملنے والا ہے۔ کچھ روز بعد اس کا نام وزیر اطلاعات کے منصب کیلئے لیا جانے لگا لیکن صدر نے تجویز پیش کی کہ اسے وزارت دفاع کیلئے تیار کیا جائے۔ لیکن اس نے صدر سے کہا کہ فی الحال وہ اتنی بڑی ذمہ داری کیلئے تیار نہیں ہے، وہ پارٹی کیلئے کچھ کرنا چاہتا ہے۔ دراصل کوہن اتنی تیزی کیساتھ آگے بڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ ورنہ وزیر دفاع بن کر وہ انٹیلی جنس اداروں کی کڑی نگرانی میں اپنا کام اتنی سہولت

کیساتھ نہیں کر سکتا تھا جتنا وہاں کر رہا تھا۔ صدر نے اس کا تعارف اپنی تمام کابینہ کے ارکان کیساتھ کیا۔ اور اس کے جذبہ حب الوطنی کو سراہتے اس شخص نے ملک اور پارٹی کیلئے بیونس آئرز میں اپنا نام کاروبار چھوڑ کر دمشق میں رہنے کو ترجیح دی۔ کھانے کی میز پر کوہن نے صدر کو "ہوئے کہا، تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ پارٹی کی خاطر پروپیگنڈہ کیلئے بیونس آئرز کا دورہ کرنا چاہتا ہے، جہاں وہ مالدار شامی کمیونٹی میں اس کیلئے زبردست حمایت پیدا کرے گا۔ اس دورے کے سارے اخراجات وہ اپنے اکاؤنٹ سے پورا کرے گا۔ صدر اپنے دوست کے اس پر خلوص جذبے سے بے حد متاثر

ہوا۔ اس نے کوہن کو اجازت دی کہ وہ فوراً اپنے دورے پر روانہ ہو جائے۔"

"کوہن نے بیونس آئرز میں نہ صرف زبردست پروپیگنڈہ مہم چلائی بلکہ بعث سوشلسٹ پارٹی کیلئے نو ہزار ڈالر کا خطیر چندہ بھی جمع کیا۔ اس نے اپنی طرف سے بھی ایک ہزار ڈالر ڈال کر واپس آ کر تمام رقم صدر کو پیش کی۔ کوہن اب شام کے برسر اقتدار طبقے میں نمایاں شخصیت بن چکا تھا۔ وہ اکثر صدر کیساتھ ملاقاتیں کرتا۔ اس نے صدر کے کہنے پر اردن کا ایک خفیہ دورہ بھی کیا جہاں اسے صدر کے ایک سیاسی حریف کو وطن واپس آنے پر

راضی کیا۔ ایک روز اسے ریڈ دمشق نے اپنی بیرون ملک نشریات کے پروگرام میں مدعو کیا۔ جس میں کوہن نے جنوبی امریکہ میں مقیم شامیوں کو واپس آنے کی اپیل کی تاکہ وہ بعث پارٹی کی مدد کریں۔"

"موساد نے بھی یہ براڈکاسٹ بڑے غور سے سنیں، کیونکہ ان نشریات میں بھی کوہن نے انہیں کچھ پیغامات بھیجے جو کسی بھی شامی ریڈیو ایکسپرٹ نے محسوس نہیں کیا۔ چونکہ وہ مستقبل میں شام کا وزیر دفاع بننے والا تھا لہذا اسے فوجی معاملات سے باخبر رکھنا انتہائی ضروری تھا۔ اسے شام کی سرحدوں پر واقع متعدد حساس مقامات کا سرکاری دورہ کرایا گیا۔ 1964ء میں پورا سال ملٹری ہیڈ کوارٹر کے اہم اجلاسوں میں شریک ہوتا رہا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"یوں کہیے وہ بڑی کامیابی کیساتھ شام کے ارباب اقتدار کو بیوقوف بناتا رہا۔اس نے روسی ساختہ میگ 21 جو حال ہی میں شامی ائر فورس میں شامل کئے گئے تھے، کی انتہائی قریب سے لی گئی تصاویر اسرائیل بھیجی۔وہ انٹیک میزوں اور کرسیوں کے پایوں میں جگہ بنا کر ان میں فلموں کے رول رکھ کر بھیجتا رہا۔زیورخ میں موساد کی قائم کردہ ایک فرم ان فرنیچروں کی خریدار تھی۔

1964ء

کے موسم گرما میں تل ابیب نے کوہن کا ایک انتہائی اہم پیغام بھیجا۔اسرائیل میں پانی کے تقسیم کیلئے ایک مربوط پائپ لائن سسٹم ہے،اور یہ پانی بحیرہ گلیلی سے حاصل کیا جاتا ہے۔اس سمندر میں دریائے اردن گرتا ہے۔شام ان دریاؤں کا رخ موڑ کر اپنی بنجر زمینوں کو سیراب کرنے کا پلان تیار کر رہا تھا۔یوں اسرائیل کے

آب رسانی کا پورا نظام خطرے میں پڑ گیا تھا۔ایک عرب سربراہ کانفرنس میں اس پلان کی متفقہ منظوری دی گئی۔مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے تو شام پر زور دیا کہ فوراً اس منصوبے پر کام شروع کیا جائے۔بالآخر اس عظیم منصوبے کا ٹھیکہ ایک یوگوسلاوین فرم

(Energo-profekl)

کو دیا گیا۔فرم نے پوری زور و شور سے کام شروع کیا۔انہوں نے دریاؤں کا رخ موڑنے کیلئے متعدد نہریں کھودنا شروع

کیں۔منصوبہ اسرائیل کے لیے کسی بڑے حملے سے کم نہیں تھا۔موساد کے ہیڈ کوارٹر نے کوہان کو حکم دیا،

"We need full details of the project plans, diagrams, the type of equipmint being used

& precisely where it is located, This is absolutely top-priority"

کوہن نے انہیں بھی مایوس نہیں کیا تھا حسن اتفاق سے

اس پروجیکٹ کی حفاظت کیلئے جن دستوں کو تعینات کیا گیا تھا اس کا کمانڈر کوہن کا قریبی دوست کرنل حاتم تھا۔حاتم نے اسے منصوبے کے تعلق تمام کاغذی مواد اور معلومات فراہم کر دی۔اسے فرم کے ماہرین سے بھی ملوایا۔اس منصور کیا کی یہ بھی معلوم کی اس عظیم منصوبے کے تکمیل کی تاریخ بھی معلوم کی۔اس عظیم منصوبے پر کروڑوں ڈالر خرچ ہو رہے تھے۔سینکڑوں بل ڈوزر اور بھاری مشینری دن رات حرکت کر رہی تھی۔تین مہینوں کے اندر اندر اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کو پوری سکیم کے متعلق تفصیلات فراہم کر دی۔اسی سال نومبر میں کوہن یورپ کے ٹور کے بہانے خفیہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طور پر تیسری مرتبہ اسرائیل گیا تو اس کے ہاں پہلے بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس نے اس خوشی میں اپنے گھر میں ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں خاندان کے بھی افراد نے شرکت کی۔ وہ موساد کے لوگوں کو بھی مدعو کرنا چاہتا تھا مگر اسے منع کر دیا گیا کیونکہ اس چھوٹی سی گھریلو تقریب میں چند پراسرار اجنبی چہرے اسکے رشتہ داروں کو شک میں ڈال سکتے تھے۔ نادیہ اور بھائیوں نے اس کے مزاج میں کچھ چڑچڑاپن محسوس کیا تھا وہ معمولی بات پر ناراض ہونے لگتا تھا۔ کبھی کبھی گہری سوچوں میں گم ہو جاتا تھا۔ دشمن ملک میں ان کی خفیہ سرگرمیاں اس کے ذہن پر بے پناہ دباؤ ڈال رہی تھی، وہ اب مسلسل خوف وہراس کی وجہ سے نفسیاتی مریض بنتا جا رہا تھا"

"تمام دن کام کرنے کے بعد رات کے اندھیرے میں وہ اپنے مکان کے ایک کمرے میں خفیہ رپورٹوں اور معلومات کا خلاصہ تیار کرتا پھر ان کا خفیہ زبان

(code)

میں ترجمہ کر کے تل ابیب ٹرانسمیٹ کرتا۔ اکثر صبح ہونے تک اپنے ڈارک روم میں مائیکرو فلم کی کاپیاں بناتا رہتا تھا۔ اس سب کچھ کے علاوہ اس کا ایک وسیع حلقہ احباب تھا۔ وہ ان دوستوں کے ساتھ کاک میں پارٹیاں اور فنکشن اٹینڈ کرتا۔ بقول کوہن اس کی زندگی ایک مشین کی مانند تھی جو چوبیس گھنٹے چلتی رہتی تھی۔ کام کی زیادتی اور دشمن ملک میں اکیلے خطرناک مشن کی تکمیل سے اس کے ذہن پر شدید نفسیاتی دباؤ پڑ رہا تھا، ایسے میں اس کی شخصیت میں تبدیلی ایک قدرتی امر تھا۔ اپنے خاندان سے اس نے اپنی سرگرمیوں کا ذکر نہیں کیا۔ ان کیلئے وہ

یورپ میں مقیم تھا لیکن کبھی کبھار اس کی زبان سے ایسا جملہ نکل جاتا تھا کہ گھر والے شک میں پڑ جاتے تھے۔ مثلاً ایک دن اس کی ماں نے کہا کہ وہ اس کیلئے ایک خاص شامی ڈش تیار کرنے والی ہے تو کوہن نے کہا ارے چھوڑو اسے تو میں روز کھاتا ہوں۔ اس پر ماں نے کہا تم تو یورپ میں رہتے تو پھر شامی ڈش تمہیں کہاں سے ملتی ہے۔ ایک دوسرے موقع پر وہ اپنے بھائی مورس کے گھر اس کی بیٹی کیلئے ایک گڑیا لے کر گیا۔ فرانس کی بنی ہوئی

تھی۔ بھائی نے پوچھا کیا تم حال ہی میں پیرس گئے تھے؟ تو کوہن نے بغیر سوچے سمجھے جواب دیا، نہیں میں تو کافی عرصے سے پیرس نہیں گیا ہوں۔ اس بات پر

مورس شک میں پڑ گیا۔ تو پھر یہ گڑیا کہاں سے آئی ہے تمہارے پاس؟ اس بات پر وہ اچانک برہم ہو گیا کیا مطلب ہے تمہارا کیا میں جھوٹا ہوں۔ اپنے کام سے کام رکھو لیکن مورس کو پہلے ہی کوہن کی سرگرمیوں کے متعلق شک تھا۔ اتفاق سے مورس بھی موساد کا اہل کار تھا۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں بطور ریڈیو آپریٹر ملازم تھا۔ اسے دمشق میں اپنے ٹاپ ایجنٹ کے متعلق تو پتا تھا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ اس کا اپنا بھائی ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

موساد نے یہ بات اس سے ہمیشہ چھپا رکھی تھی لیکن کچھ عرصہ پہلے چند ایسے اتفاقات رونما ہوئے جس سے مورس کو شک ہونے لگا کہ دمشق سے خفیہ پنامات بھیجنے والا ایجنٹ اس کا اپنا بھائی ہے مثلاوہ کبھی کبھار اپنی نشریات میں ذاتی پیغامات بھی شامل کر لیتا تھا۔ جیسے بیٹی کو سالگرہ مبارک بیوی کو شادی کی سالگرہ مبارک وغیرہ موریس نے محسوس کیا کہ بالکل یہی تاریخیں اس کے بھائی کی بیٹی اور بیوی کی سالگرہ کی ہیں۔ اس کے علاوہ اب کوہن کی اسرائیل آمد

کے بعد دمشق سے ریڈیو پیغامات کا سلسلہ بھی بند تھا۔ اس سے مورس کو یقین ہو گیا تھا کہ دمشق میں کام کرنے والا اسرائیلی جاسوس اس کا اپنا بھائی ہے۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے بھائی کو بتا دے کہ وہ اس کے راز سے واقف ہو چکا ہے مگر وہ ایسا کر کے اس کی خود اعتمادی کو ٹھیس پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔ کوہن کے ایک دوسرے بھائی افرائم نے بھی بعد میں کسی سے کہا کہ اسے کوہن نے قیمتی جوتے تحفے میں دیے تھے بقول اس کے یہ ترکی میں خریدے گئے تھے مگر جب میں نے جوتے کے اندر ایک سٹیکر دیکھا جو عربی میں لکھا ہوا تھا تو میں خاموش ہو گیا۔ ایلی کی طبیعت اور مزاج

میں تبدیلی کو نادیہ نے سب سے زیادہ محسوس کیا تھا۔ وہ کچھ دن تو خاموش رہیں آخر ایک دن اس نے مسکراتے ہوئے اسے کہا۔ مجھے تمہارے متعلق سب کچھ پتہ ہے بلکہ تمہارے بیونس آئرز جانے سے پہلے ہی مجھے معلوم ہو چکا تھا کہ تم کسی ادارے کیلئے کام کر رہے ہو۔ ایلی کوہن بھی بیوی کے اس اچانک انکشاف پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا۔ موساد کے اعلی افسروں نے اس کی اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے اسے مزید چھٹیاں گزارنے کا مشورہ دیا بلکہ انہوں نے اسے اجازت دی کہ اگر وہ دمشق جانا نہیں چاہتا تو انہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا، وہ پہلے ہی اسرائیل کیلئے بہت کچھ کر چکا ہے۔ "میں ایک آخری بار دوبارہ جاؤں گا۔" ایلی کوہن نے اپنے باس کو کہا۔ میں نے ابھی دمشق میں کافی کام نپٹانے ہیں پھر میں واپس آ جاؤں گا۔ دو دن جانے سے پہلے وہ نادیہ اور بچوں کو لیکر سمندر کے کنارے گیا۔ رات کو انہوں نے بحیرہ روم کے ساحل پر ایک ریستوران میں کھانا کھایا۔ اس نے کھانے کی میز پر بڑے افسردہ لہجے میں نادیہ کو کہا۔ میں تم لوگوں سے ہمیشہ دور رہتا ہوں مگر اب بالکل نہیں چاہتا۔ میں اس قسم کی زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔ مجھے اس مرتبہ آخری بار جانے دو۔ وعدہ کرتا ہوں کہ واپس آ کر پھر بھی تم لوگوں سے دور نہیں ہوں گا ایک دن کیلئے بھی نہیں۔

جنوری 1965ء

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

شب کا آخری پہر تھا اور دن کا اجالا آہستہ آہستہ تاریکی کو چیر رہا تھا۔ باہر ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی شروع ہو چکی تھی۔ ایلی کوہن ایک موٹی چادر اوڑھے اپنے بستر پر اپنے ٹرانسمیٹر کے قریب بیٹا ہوا تھا۔ وہ تل ابیب سے کسی اہم اطلاع کا انتظار کر رہا تھا۔ گذشتہ شام ایک دعوت کے موقع پر اسے کرنل حاتم کی زبانی پتہ چلا تھا کہ صدر حافظ نے اپنی سیکرٹ سروس کے اعلی حکام کیساتھ ملکر

ایک اہم فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے فلسطینیوں کے مختلف دھڑوں کو ایک منظم تعلیم میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا تھا، اور انہیں شام کے ملٹری اداروں میں تربیت دینے کا بھی انتظام کر لیا تھا۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ہی یہ رپورٹ موساد نے اسرائیلی وزیر اعظم کے ڈیک تک پہنچا دی تھی۔ ایلی نے اپنی کلائی گھڑی پر نگاہ ڈالی تو صبح کے آٹھ بج چکے تھے۔ اسنے اپنے ریسیور کی سوئی مقررہ فریکوئنسی پر سیٹ کر دی کیونکہ اب چند ہی لمحوں میں اس کا تل ابیب سے ریڈیائی رابطہ ہونے والا تھا، کہ اچانک اس کے فلیٹ کا دروازہ کوئی بری طرح کھٹکھٹانے لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دل کی دھڑکن خطرے کو

محسوس کرتے ہوئے تیز ہو گئی۔"

"اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا مضبوط چوبی دروازہ دھڑام سے ٹوٹ کر گر پڑا اور آٹھ مسلح کمانڈوز اندر گھس آئے۔ ان کے ہاتھوں میں پستول اور سٹین گنیں تھیں۔ وہ سادہ لباس میں تھے۔ کوہن نے جونہی اپنے ٹرانسمیٹر کو چھپانا چاہا، دو آدمیوں نے اس کی کن پٹی پر پستول رکھ دیے۔ خبردار اگر تم نے اپنی جگہ سے حرکت کی ان آدمیوں نے چیخ کر کہا۔"

اس کے چند لمحوں بعد ایک شخص جس نے یونیفارم پہن رکھا تھا اس کے قریب آیا۔ کوہن نے اسے فور پہچان لیا۔ محکمہ انسداد جاسوسی

Counter-intelligence

کا چیف، کرنل احمد سویدانی تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی کوہن کا جاسوسی کیریئر اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ایلی کوہن اور دیگر متعلقہ تصاویر نیچے دی جا رہی ہیں۔

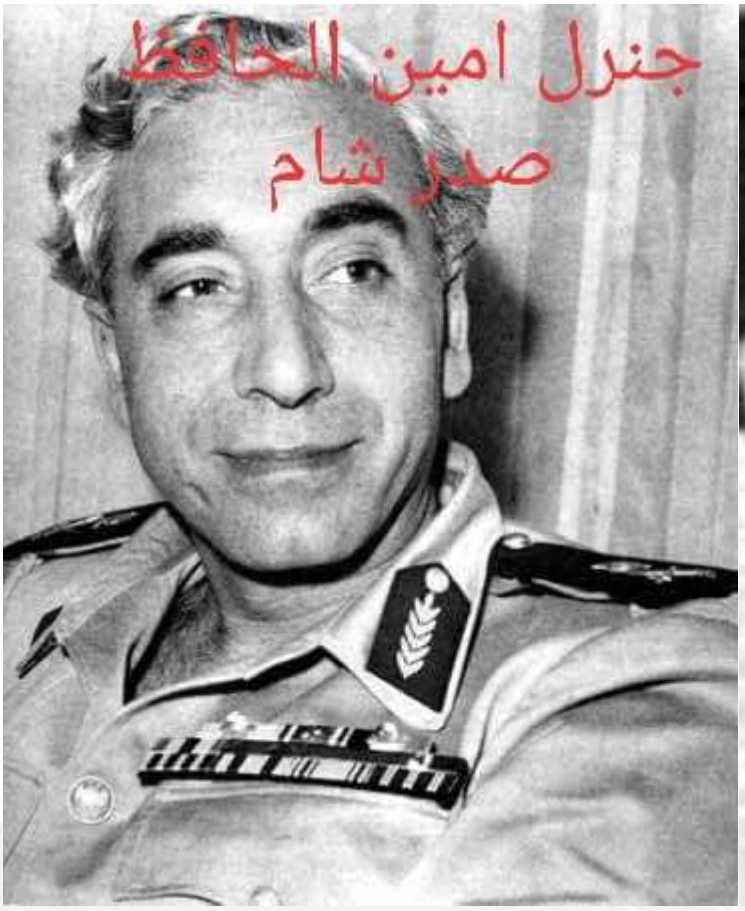

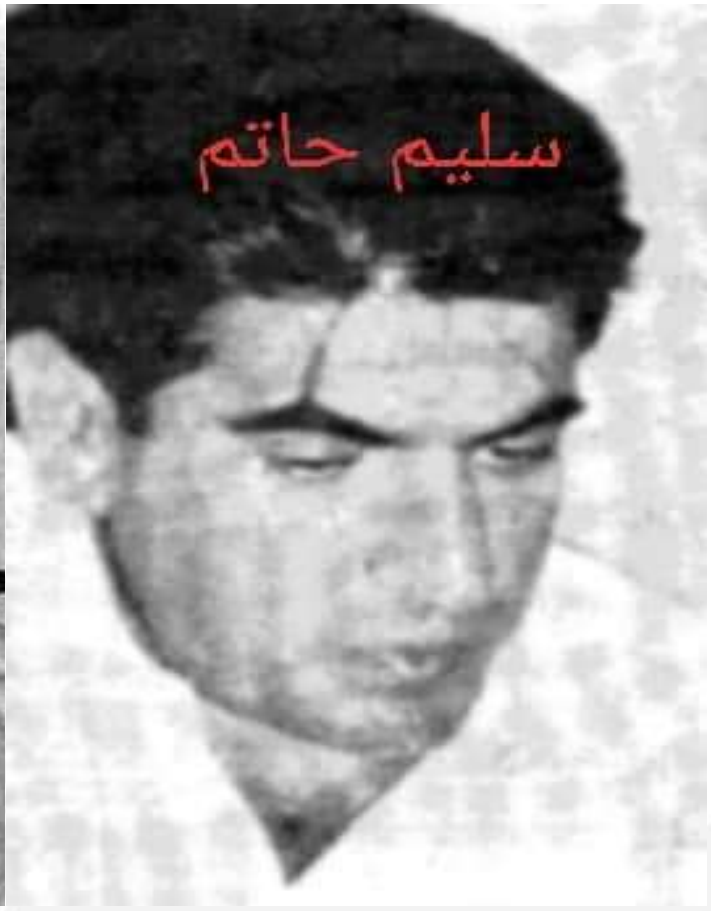

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

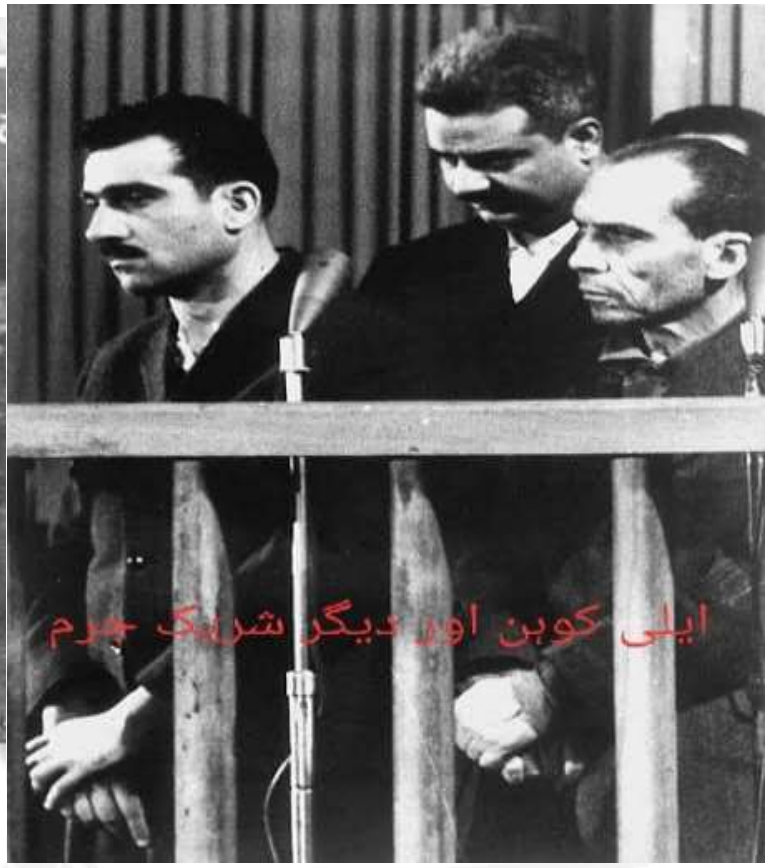

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

" اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب----

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ----

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

کرنل احمد نے ایک لبنانی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ وہ بہت پہلے ہی کمال امین کے متعلق شک میں تھا میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی تھی بلکہ اس کے پاس آنے جانے والے تمام افراد پر بھی میری نظر تھی۔ میں نے بذات خود اس کے ٹرانسمیٹر کا ایریل اس کے مکان کی چھت پر دریافت کیا تھا۔ ہم نے کافی عرصہ اس کی ڈاک چیک کی اور ٹیلی فون کالیں ٹیپ کیں۔ اسکے وی آئی پی دوستوں کی فہرست سے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسرائیل کا خطرناک جاسوس ہے۔ لیکن شاید یہ کرنل سفید جھوٹ بول رہا تھا۔ یہ ڈرامائی گرفتاری بلکل ایک حادثہ تھی، ایک اتفاق تھا۔ اس کا کرنل سویدانی کی خفیہ نگرانی سے کوئی تعلق نہیں تھا اور نہ ہی اس نے کوئی ایسی غلطی کی تھی"

"ہوا یوں کہ کوہن کی رہائش گاہ کے قریب بھارتی سفارت خانہ تھا۔ اس کے ریڈیو آپریٹرز مسلسل کئی مہینوں سے شکایت کر رہے تھے کہ دہلی کے ساتھ ان کی معمول کی ریڈیو کمیونیکیشن میں کوئی شخص خلل ڈال رہا ہے۔ شام کے متعلقہ محکمے نے بھارتی سفارت خانے کی درخواست پر عمل کرتے ہوئے بے حد کوشش کی مگر جدید آلات کی غیر موجودگی میں وہ اس غیر قانونی نشریات کا سراغ لگانے میں ناکام ہو گئے۔ آخر انہوں نے دمشق میں مقیم روسی سیکرٹ سروس

(KGB)

کے ماہرین سے مدد کی درخواست کی۔ روسیوں نے فوراً ایک جدید ترین مشین

Mobile radio direction finder

کی مدد سے بھارتی سفارت خانے کے آس پاس گلیوں میں چھان بین شروع کی۔ آخر کار آدھی رات کے قریب انہوں نے ایلی کو ان کی نشریات پکڑیں۔ مگر وہ اس قدر مختصر دورانیے کی تھیں کہ اس کی سمت کا تعین کرنا ممکن نہیں تھا۔ آخر بڑی تگ و دو کے بعد روسی ماہرین نے دو عمارتوں کی نشان دہی کرتے ہوئے کہا کہ انہی میں سے ایک عمارت سے یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ایلی کو ان کی رہائش گاہ ان میں سے

ایک عمارت میں تھی۔ شامی سیکرٹ سروں کے اہل کاروں نے ان کی تلاشی لینا شروع کی۔ ایلی کوہن اس حادثے سے بالکل بے خبر اپنے کام میں مصروف تھا اپنی گرفتاری سے دو دن پہلے اس نے تل ابیب کو پیغام دیا کہ بار بار بجلی کی غیر متوقع بریک ڈاون کی وجہ سے اسے اپنے پیغامات نشر کرنے میں دقت ہو رہی ہے۔ وہ بجلی کی عدم موجودگی میں اپنا ٹرانسمیٹر بیٹری کی مدد سے چلاتا تھا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جب وہ اچانک گرفتار ہوا، اس روز بھی اس کے علاقے میں بجلی منقطع ہوئی تھی۔ وہ مجبوراً اپنی نشریات کیلئے بیٹری استعمال کر رہا تھا۔ اسے دریافت کرنا اب بے حد آسان تھا۔ کیونکہ پورے ایریا میں بجلی کی عدم موجودگی کی وجہ سے کہیں بھی ریڈیو سسٹم آن نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو وہ صرف اور صرف ایلی کوہن کا تھا جو بیٹری کی مدد سے چل رہا تھا۔ عمارت کی صحیح نشان دہی ہونے کے بعد روسیوں نے شام کے محکمہ سراغ رسانی

کے افراد سے کہا کہ وہ عمارت کی چھت کی تلاشی لیں۔ وہاں ٹی وی اینٹینا کا ایک جنگل تھا لیکن تھوڑی دیر کی (Counter-Intelligence)

تلاش کے بعد انہوں نے ایک اینٹینا کیساتھ منسلک ٹی وی کی عام تار کے نیچے ایک باریک دھاتی تار دریافت کی جو بل کھاتی ہوئی سیدھی ایلی کوہن کے فلیٹ کے روشن دان میں جا رہی تھی"

"کرنل احمد سویدانی نے فور وائرلیس پر صدر کو اس دریافت کی اطلاع دی۔ صدر حافظ یہ خبر سن کر بہت پریشان ہوا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کمال امین، اس کا دیرینہ دوست اسرائیلی جاسوس ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ اس بات سے بھی بے حد خوفزدہ تھا کہ اپوزیشن اس واقعہ سے اچھا خاصا فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ کرنل سویدانی نے صدر کو مشورہ دیا کہ نے الحال کوہن کو چند دن زیر نگرانی رکھا جائے تاکہ اس کے باقی ساتھی بھی گرفتار کر لیے جائیں لیکن صدر نے کہا کہ نہیں، اسے فوراً حراست میں لے لو لیکن گرفتاری کی خبر فی الحال صیغہ راز میں رکھی جائے۔ سویدانی جب دروازہ توڑ کر

اس کے فلیٹ میں داخل ہوا تو اس نے ایلی کوہن کا گریبان سے پکڑ کر کہا سور کے بچے بالآخر ہمارے ہاتھ آ گئے ہو نا اب بتا تم کون ہو تمہارا اصل نام کیا ہے اور کس ملک کے جاسوس ہو؟ ایلی کوہن نے ایک ہاتھ سے اپنا گریبان چھڑاتے ہوئے بڑے اطمینان سے کہا میرا نام کمال امین ہے

اور میں ارجنٹینا سے ہجرت کر کے یہاں آیا ہوں۔ خیر اس کا تو میں پتہ چلا لوں گا۔ کرنل نے غراتے ہوئے کہا لیکن ذرا انتظار کرو مرنا تو تمہیں میرے ہاتھوں ہی ہے لیکن اس سے قبل تم سب کچھ اگل دو گے۔ تم اپنے سارے راز ہمارے حوالے کر دو گے۔ اپنے تمام شریک جرم ساتھیوں کے نام بتاؤ گے۔ تم یہ تمنا کرو گے کہ اگر اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوتے تو اچھا ہوتا۔ جب کرنل غصے سے چلا رہا تھا تو اس کے دوسرے ساتھی فلیٹ کی تلاشی لے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس افسر نے بآواز بلند کہا کہ اسے دو سر اٹرانسمیٹر بھی مل گیا ہے۔ اس کے علاوہ انہیں نہانے کے صابن میں پوشیدہ وافر مقدار میں طاقتور دھماکہ خیز مواد اور سائنائیڈ کی گولیاں بھی ملیں۔ کرنل نے دھماکہ خیز مواد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہ کس مقصد کیلئے تم نے رکھا تھا۔ ایلی کوہن نے دھیمے لہجے میں کہا ای تخریب کاری کیلئے نہیں بلکہ خطرے کی حالت میں ان ٹرانسمیٹروں کو تباہ کرنے کیلئے تھا۔ تین دنوں میں سکیورٹی والوں نے کوہن کے فلیٹ کا ستیاناس کر دیا۔ درجنوں آدمیوں نے اس کی چھت دیواروں اور فرش کو ادھیڑ ڈالا۔ صوفہ سیٹوں اور بیڈ کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا نیا فرنیچر آری سے کاٹ ڈالا، وہ مزید جاسوسی مواد اور ان افراد کی لسٹ ڈھونڈ رہے تھے جو اس جرم میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یونین کے ساتھی تھے۔ انہوں نے اس عرصہ میں کوہن پر کوئی تشدد نہیں کیا۔ صرف کرنل اپنے ایک ساتھی عدنان کے ہمراہ مسلسل کئی گھنٹے اس پر سوالات کی بارش کرتا رہا تمہارے اور ٹرانسمیٹر کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس یہ دو تھے میرا ان سے کام

خوب چل رہا تھا تیسرے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے بعد کرنل نے اسے کہا کہ وہ تل ابیب کیساتھ اپنا رابطہ دوبارہ قائم کر کے انہیں پیغامات بھیجنا شروع کرے لیکن اس بار کوہن کے پاس کرنل سویدانی کے لکھے ہوئے پیغام تھے۔ وہ دراصل اس طرح سے موساد کو روک کر دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ اپنے ایجنٹ سے کس قسم کی مزید معلومات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کوہن نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہی کیا جو شامی چاہتے تھے۔ اس کے ارد گرد

تین چار ریڈیو ایکسپرٹ بھی کھڑے تھے جنہوں نے اس کے خصوصی کوڈ سٹم کو بغور چیک کیا لیکن ایک اہم چیز جسے شامی ماہرین بجھ نہ سکے وہ کوہن کی پیغام ٹیپ آؤٹ کرنے کی مخصوص سپیڈ تھی جو اس کے ہیڈ کوارٹر کے درمیان پہلے سے طے شدہ تھی۔ کوہن نے اپنی رفتار میں جونہی تبدیلی کی تو موساد کے ہیڈ کوارٹر میں کھلبلی مچ گئی۔ انہیں سگنل مل چکا تھا کہ ان کا جاسوس بالآخر پکڑا گیا ہے کچھ دیر بعد تل ابیب سے جواب موصول ہوا، تمہارا پیغام مل چکا ہے۔ کرنل سویدانی نے کوہن کو کئی بار یہ پیغام نشر کرنے کو کہا کہ مجھے مزید احکامات دیں لیکن تل ابیب سے ہر بار یہی جملہ موصول ہوتا، "میسج ریسیوڈ"

ادھر موساد کے ہیڈ کوارٹر میں کہرام مچا ہوا تھا۔ کمیونیکیشن کے شعبے میں آپریٹرز اس کے پیغام کی ٹیپ بار بار پلے کرتے رہے۔ موساد کے چیف کو انتہائی عجلت میں گھر سے بلایا گیا۔ کوہن کی ٹیپنگ روم میں تبدیلی واضح سگنل تھا کہ اب اس کا جاسوسی کیریئر اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے اور بدترین تشدد اس کا منتظر ہے۔"

"رات کو موساد کے چیف نے وزیر اعظم لیوی ایشکول کو یہ خبر دی۔ وہ اس وقت اپنے بیڈ روم میں محو خواب تھا۔ اسے اسکی بیوی مریم نے جگا کر یہ خبر سنائی۔ دوسری صبح کرنل نے کوہن کو ایک اور کوڈڈ پیغام بھیجنے کو کہا۔ تل ابیب سے جواب موصول ہوا کہ تمہارا رات اور صبح کا پیغام مل چکا ہے مگر سمجھ میں نہیں آرہا۔ آج شام دوبارہ بھیجو لیکن کوہن کو پتہ تھا۔ دراصل اس جملے میں تل ابیب اسے کہہ رہا تھا کہ اپنے ہوش و

حواس قابو میں رکھے اور دیکھو آگے کیا ہوتا ہے۔ کرنل سویدانی سمجھ رہا تھا کہ موساد کا ہیڈ کوارٹر اس کی چال کے نرغے میں آگیا ہے۔ وہ ریڈیائی دھوکے کے اس پراجیکٹ کو ہفتوں جاری رکھنے کے موڈ میں تھا۔ لیکن صدر امین الحافظ اس کھیل کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے کرنل سویدانی سے خطرہ تھا کہ وہ اس واقعے کو سکینڈل بنا کر اسکے خلاف پھیلا سکتا ہے۔ صدر نے حکم دیا کہ اسے فوراً ملٹری ہیڈ کوارٹر کی جیل منتقل کر دیا جائے۔ آخر کار 24 جنوری کو کرنل سویدانی نے ایلی کوہن کو ایک آخری پیغام بھیجنے کو کہا، جو کچھ اس قسم کا تھا،

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

" To the P.M of Israel & chief of the secret service in Telaviv. Kamal & his friends are

our guest in Damascus. you will hear of their fate very soon. signed: the

counter-espionage service of syria."

چند ہی لمحوں بعد دمشق سے پہنچنے والا یہ مراسلہ وزیر اعظم لیوی ایشکول کے ڈیسک پر پڑا تھا۔اس کے ایک گھنٹے بعد ریڈیو دمشق نے اسرائیلی جاسوس کی گرفتاری کی خبر نشر کر دی۔اس خبر سے جہاں موساد کے چیف پریشان ہوئے وہاں دمشق میں کئی اہم عہدوں پر فائز شامیوں کو اپنی زندگی کی فکر لاحق ہو گئی۔صدر نے اپنے قریبی دوستوں اور خود اپنی ذات کو بچانے کی خاطر کرنل سلیم حاتم اور صلح کو ایلی کوہن سے پوچھ گچھ کیلئے اسکے بھیجا۔ کرنل سویدانی نے ان دو افسروں کی آمد پر خوشی کا اظہار نہیں کیا کیونکہ وہ اس واقعے سے درپردہ سیاسی فائدہ اٹھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔چند

گھنٹوں بعد صدر بذات خود ملٹری ہیڈ کوارٹر پہنچا تو قیدی کو اسکے سامنے پیش کیا گیا۔صدر کو کسی تعارف کی ضرورت نہیں تھی۔اس کے سامنے کھڑا شخص

وہی ارجنٹائنی عرب تھا جسے اس نے بیونس آئرز میں دوست بنایا تھا اور اسے دمشق بلا کر اس پر اس قدر اعتماد کیا تھا۔یہ شخص کئی مرتبہ صدارتی محل میں اس کا ذاتی مہمان بن کر آیا تھا۔وہ اسے بھائی سمجھتا رہا تھا وہ ایوان اقتدار میں اس قدر اندر گھس چکا تھا کہ چند ہی دنوں میں ملک کا وزیر دفاع بننے والا تھا۔"

" تھوڑی دیر کیلئے دونوں آدمیوں نے خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر ایلی کوہن نے سکوت کو توڑ کر گلوگیر آواز میں کہا،

"I am Elli Cohen from Telaviv, a soldier in the Israeli army."

بعد میں صدر الحافظ نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا،"میں نے بذات خود اس قیدی کا انٹرویو کیا۔پہلے میری سکیورٹی سروس اسے حقیقی عرب مسلمان سمجھ رہی تھی جسے اسرائیل نے ہماری جاسوسی کرنے بھیجا تھا

مگر میں نے اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کٹر یہودی ہے پھر میں نے اسے نماز سنانے کو کہا تو وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔"

"اس کے بعد وہ سب کچھ تو ہوتا ہی ہے جو ایک جاسوس کے پکڑے جانے پر ہوتا ہے،ایک بدترین تشدد سے ایلی کوہن کو گزرنا پڑا۔ایلی کوہن کی گرفتاری کے بعد پولیس نے پانچ سو کے قریب شامی مردوں اور عورتوں کو حراست میں لیا۔ان افراد میں وہ سرکاری سیکریٹریاں،ایئر ہوسٹس اور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کال گرلز بھی شامل تھیں جو اثر کوہن کے فلیٹ کا چکر لگایا کرتی تھیں۔ معاذ ظہیر الدین، جارج سیف اور دیگر اعلی شخصیات کو بھی پولیس نے راتوں رات گھروں سے گرفتار کر کے جیل میں ٹھونس دیا تھا۔"

"اپنے ایجنٹ کی زندگی بچانے کیلیئے اسرائیل نے عالمی سیٹ پر زبردست تگ و دو کی۔ اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا، "جدید اور مہذب ملک جاسوسوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے۔ وہ انہیں اپنے گرفتار شدہ جاسوسوں کے تبادلے میں چھوڑ دیتے ہیں یا کچھ عرصہ قید میں رکھ کر

خاموشی کیساتھ رہا کر دیتے ہیں۔"

"اسرائیل نے سیاسی اور سفارتی سطح پر کوششیں تیز کرتے ہوئے مختلف ملکوں کے سفیروں، تاجروں اور سربراہان مملکت کو شام پر دباؤ ڈالنے کی اپیلیں کیں۔ ایک وین پر ایک خصوصی فوجی عدالت میں مقدمی شروع ہونے والا تھا۔ وقت تیزی سے کھسک رہا تھا اور اسرائیل اسکی جان بچانے کیلیئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔ کئی ملکوں کے مشہور وکیلوں نے شام سے درخواست کی کہ انہیں ایلی کوہن کی طرف سے مقدم لڑنے دیا جائے۔

فرانس کے دو وکیل تو دمشق بھی پہنچ گئے۔ وہ بطور آبزرور اس کاروائی میں بیٹھنا چاہتے تھے۔ ان میں سے ایک وکیل

Mercier Jacques

نے فرانس میں کئی قوم پرست الجزائری لیڈروں کا مقدمہ لڑا تھا۔"

"مقدمے کی تمام کاروائی بند کمرے میں ہوئی۔ جرح کے کچھ منتخب حصے ٹیلے ویژن پر بھی دیکھائے گئے۔"

"آٹھ مئی کو عدالت نے اسے جاسوسی کے جرم میں سزائے موت کا حکم سنایا۔ اس کے شریک جرم معاذ ظہیر الدین کو پانچ سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ عدالت کے اس فیصلے کے بعد ایلی کوین کی جان بچانے کیلیئے اسرائیل نے اپنی کوششیں اور بھی تیز کر دیں۔ نادیہ پیرس گئی جہاں وہ شامی سفارت خانے میں شامی سفر کیساتھ ملی اور اپنے شوہر کی زندگی بچانے کیلیئے درخواست کی مگر سفیر نے اپنی معذوری کا اظہار کیا۔ پوپ جان پال، ملکہ ایلزبتھ، کینیڈین پرائم منسٹر، انٹر نیشنل ریڈ کراس اور درجنوں دوسری تنظیموں اور افراد نے شامی حکام سے رحم کی اپیلیں کیں۔ بیونس آئرز سے عیسائی راہب کارڈینل الفریڈو جو کہ خود بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا نے صدر الحافظ کو ایک خط میں اپیل کی کہ موت کی آغوش میں جانے والے

ایک بیمار شخص کی آخری خواہش کے طور پر ہی ایلی کوہن کو معاف کر دیا جائے۔ اسرائیلی ریڈیو نے متعدد گرفتار شدہ شامی جاسوسوں کی فہرست کا اعلان کیا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اور پیشکش کی کہ کوہن کے بدلے میں ان تمام کو رہا کر دیا جائے گا۔ ایک فرانسیسی ڈاکٹر مورس جس نے چند ماہ پہلے صدر امین الحافظ کے گردوں کا ایک پیچیدہ آپریشن کیا تھا، نے صدر کو ایک خط لکھا۔

" In the name of the life i i have given you, I ask you to Spare ELI Cohen" "

حتی کہ سویت بلاک سے بھی دبی زبان میں اپیل ہوئی کہ

" To be reasonable"

لیکن دمشق نے پوری دنیا کیلئے اپنے کان بند کر لیے تھے۔ اس کی بڑی وجہ وہ طاقتور انتقامی جذبہ تھا جو اسرائیل کے خلاف یہاں موجزن تھا۔ کوہن نے خوفناک حد تک اس ملک کو نقصان پہنچایا تھا بلکہ شام کے وہ تمام منصوبے اور عزائم خاک میں ملا دیے تھے جس کے تحت وہ اسرائیل کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ مثلاً ابھی چھ ماہ قبل نومبر 1964ء میں اسرائیلی مارٹر اور توپ خانہ اچانک شام کے دریائے اردن پر جاری آبی منصوبے پر حملہ آور ہوا۔ انہوں نے محض چند گولے فائر کئے اور واپس اپنے اڈے پر آ گئے، کیونکہ ایلی کوہن نے اس منصوبے کے متعلق اس قدر تفصیلی معلومات اور نقشے فراہم کیے تھے کہ اسرائیلیوں کو شام کے بلڈوزروں، پمپ سٹیشنوں اور دوسری تنصیبات کو تباہ کرنے میں ایک گھنٹہ بھی نہیں صرف ہوا۔ شام کو سارا پراجیکٹ ملتوی کرنا پڑا اور یوگوسلاویہ کی فرم

کروڑوں ڈالر کے نقصان کے بعد واپس چلی گئی۔"

ایک فرنچ ملٹری آفیسر، جو صدر کا ذاتی دوست بھی تھا ایک خصوصی فلائٹ سے دمشق پہنچا۔ وہ ایلی کوہن کی زندگی خریدنے آیا تھا۔ اس کی جیب میں ایک ملین ڈالر کا چیک اور ایک خط تھا جس میں شام کیلئے لاتعداد ٹریکٹرز، بلڈوزر، طبی آلات اور ایمبولینس گاڑیوں کا پکا وعدہ درج تھا۔ صدر حافظ نے اس فرانسیسی افسر کو صدارتی عمل میں گھسنے ہی نہیں دیا۔ مالی پیشکش کا راز کسی طرح فاش ہوا تو دنیا بھر کے اخبارات نے کوہن کو بلین ڈالر سپائی کا خطاب دیا۔ اسرائیل کا جب یہ پلان بھی ناکام ہوا تو مشیروں نے اسرائیلی وزیر اعظم کو شام پر براہ راست حملہ کرنے کا مشورہ دیا لیکن اس پلان کو بھی رد کر دیا گیا۔ سترہ مئی کو رات کے دس بجے ریڈیو سٹیشن نے اعلان کیا کہ مجرم کو بہت جلد چوک شہداء پر پھانسی دے دی جائے گی۔ یہ چوک روایتی طور پر اسی کام کیلئے مشہور تھا۔ اس شب انتہائی پریشانی کے عالم میں اسرائیل نے ویٹی کیم کیساتھ ٹیلیفون پر رابطہ کیا، پوپ اس وقت نیند کی آغوش میں تھا تاہم اس کے نائب کارڈیال نے وعدہ کیا کہ وہ تھوڑی دیر میں پوپ کو جگا کر سب کچھ بتا دے گا۔ تاکہ وہ دمشق کو ایک بار پھر اپیل کرے۔ ادھر میں اسی لیے فرانسیسی صدر ڈیگال نے بھی جاگ کر فون پر صدر امین سے رحم کی درخواست کی لیکن اسرائیل کی ہر کوشش ناکامی سے دوچار ہوتی گئی۔ اٹھارہ مئی، رات کے دو بجے دمشق کی المعزہ جیل کے بھاری آہنی دروازے ایک جھٹکے کیساتھ کھول دیے گئے۔ ٹرک کی تیز ہیڈ لائٹوں میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چار مسلح فوجیوں کے ہیولے نظر آئے جو ایک قیدی کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے۔ٹرک کی طرف چلتے ہوئے ایلی کوہن نے اچانک ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔اسے گھسیٹ کر ٹرک پر چڑھایا گیا۔وہ اب چلنے پھرنے سے معذور ہو چکا تھا"

شہداء چوک پر اسے اپنی بیوی کے نام خط لکھنے کی اجازت دی گئی۔اس نے لکھا،

" To my dear wife nadia and family, I ask you to remain united.I beg Nadia to forgive me. I ask you to take care of your self & the childrens and to make sure that they are brought up correctly. Look after yourself & see that the childerns lack for nothing. stay on good terms with my family. I want you to remarry so that children will not grow up Fatherless. I give you total liberty to do so. I beg of you not to waste time crying for me. Always think of the future. I send my last kisses you, sophie, Iris & shaul, as well as the rest of the family. Dont forget to pray for t

memory of my father and for my own soul. To all of you my last Kisses & Shalom.

ELI Cohen: 18.05.1965

گارڈز نے ایلی کوہن کو چوک کی طرف چلنے کا کہا۔چوک کے مرکز کو چاروں اطراف سے فلڈ لائٹوں نے منور کیا ہوا تھا،ہزاروں مرد،عورتیں اور بچے پھانسی کا یہ منظر دیکھنے جمع ہو چکے تھے۔مالدار طبقوں کی کئی خواتین نے تو قیمتی زیورات اور فر کوٹ پہن رکھے تھے۔مجمع پر گہری خاموشی چھا چکی تھی چوک کے آس پاس تمام عمارتوں پر پولیس اور آرمی کے کمانڈوز نے مورچے محال

لئے تھے۔ہجوم کے اندر بھی خفیہ اداروں کے اہل کار منڈلا رہے تھے۔دوسری طرف ممکنہ اسرائیلی حملے کے پیش نظر سرحدوں پر بھی پہرہ سخت کر دیا گیا تھا۔ایلی کوہن نے پھانسی کے چبوترے پر چڑھتے وقت کسی کا سہارا لینے سے انکار کر دیا تھا۔موقع پر موجود صحافیوں نے دیکھا کہ اسکا چہرہ انتہائی زرد ہو چکا تھا۔ابو سلیم،دمشق کا سرکاری جلاد تھا۔اس نے ایکی کوہن کے سر اور چہرے کو ایک تھیلے میں ڈھانپ کر ہاتھ پیچھے باندھ دیے۔اس کے "چند ہی لمحوں بعد جلاد نے اس کے پیروں تلے سے تختہ کھینچ لیا۔اس کے ساتھ ہی ایلی کوہن کا کام تمام ہو گیا۔اس وقت صبح کے 3:35 بجے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"ایک بڑے پوسٹر پر عربی میں اسکی سزائے موت کے بارے میں تفصیل درج تھیں۔ اسے اسکی لاش کیساتھ نتھی کیا گیا تھا۔ اگلے چھ گھنٹوں کے دوران ہزاروں افراد اس کی جھولتی لاش کے قریب سے گذرتے رہے۔ دمشق ٹی وی وقفوں وقفوں سے بچانسی کا یہ منظر نشر کر رہا تھا۔ ایلی کوہن کو دمشق کے یہودی قبرستان میں دفنایا گیا۔ اسرائیل کے تمام سینی گاگز

(synagogues)

میں یہودیوں نے اس کی روح کیلئے عبادت کی۔

غیر ملکی اخبار نویسوں کو انٹرویو دیتے ہوئے نادیہ نے کہا۔ ہماری گورنمنٹ نے میرے شوہر کو پانے کیلئے جتنی کوشش کی شاید دنیا میں کوئی ملک اپنے ایجنٹ کیلئے اتنا کچھ نہیں کر سکتا۔ نادیہ کو ایلی کوہن کا آخری خط سفارتی ذرائع سے پہنچا دیا گیا تھا۔ اس نے اپنے شوہر کی وصیت پر عمل کرنے کی کوشش کی ماسوائے دوبارہ شادی کے۔ اس کے پاس آج بھی وہ خط پڑا ہوا ہے۔ ایک انتہائی نجی محفل میں موساد کے اہل کار اپنے آنجہانی ایجنٹ کی یاد میں اکھٹے ہوئے تو ادارے کے نئے سربراہ میر امیت نے ایک مختصر سی تقریر میں کہا۔

" In our Job there are moments when we all have to remind ourselves of our human limitations. ELI never accepted that he had any limitations. he was idealist, he always tried to do more. he went further than any body else."
(Ref: The billion dollars spy by David E. Hoffman.
Million dollar spy by Mushtaq jaddon.)

"اور یہیں یہ کہانی ختم ہوتی ہے۔" سر جھکائے مسلسل ٹہلتے حمید نے ڈائس کے پیچھے رک کر کہا۔

پوری کلاس دم سادھے یہ سب سن رہی تھی۔

ایک گہرا سانس لینے کے بعد حمید نے ایک طائرانہ نظر کلاس پر ڈالی اور نظر کلاس کے پیچھے جاتے ہی وہ چونکا۔ کلاس کے پیچھے ایک کرسی پر سر امتیاز دلچسپی سے حمید کی طرف دیکھ رہے تھے۔ نیکسٹ پیریڈ ان کا ہی تھا۔

"سر! آپ کب آئے؟" حمید نے سر کو مخاطب کیا تو ساری کلاس پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی۔ سب اتنے گم تھے کہ کسی کو احساس ہی نہ ہوا کہ سر کب آئے۔

بیٹا! اپنی بات جاری رکھو، مجھے اس مقصد سے دلچسپی ہے جس کے لیے تم نے یہ سب بتایا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حمید نے سر کی طرف دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھری، وہ کہنے لگا، "اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم نے شروع شروع میں ہی کہا تھا،

"It is essential that we strike and crush Pakistanis, enemies of Jews and Zionists by all disguised and secret plans."

"یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم یہودیوں اور صیہونیوں کے دشمن پاکستانیوں کو تمام خفیہ منصوبوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کچل دیں اور تباہ کر دیں۔"

"یہ موساد کا تعارف کروادیا ہے آگے چل کر یہی موساد پاکستان سے ٹکرائی، وہ سب کیسے ہوا؟ بتانا یہ مقصود ہے، پاکستان سے اتنی دشمنی کیوں بتانا یہ مقصود ہے۔"

چیخیں مارتی مدیحہ نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلتی چیخیں رک گئیں، تیز تیز سانسوں کے ساتھ اس نے اپنے پیچھے موجود سیف الماری کے کھلے دروازے کو غصے سے ہاتھ مار کر بند کر دیا۔

الروح کی باتوں نے ایسی کیفیت اور ایسا ماورائی و خوفناک ماحول پیدا کر دیا تھا جو مدیحہ کی رگ رگ میں سرائیت کر گیا تھا۔

انتہائی زور سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ مدیحہ کی امی ابو دروازے میں کھڑے تھے۔

"کیا ہوا بیٹی؟" نائلہ نے اپنی بیٹی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں امی، وہ ایک برا خواب دیکھ لیا تھا۔" مدیحہ نے فوراً اپنے ابو کے بولنے سے پہلے کہا۔ اور یہ واقعی اس کے لیے ایک بھیانک خواب کی طرح تھا۔

"ادھر آؤ، ہمارے کمرے میں سو جاؤ۔" عدنان نے مدیحہ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ابو! میں اب ٹھیک ہوں۔" مدیحہ نے فوراً جواب دیا۔

چند لمحوں کی تکرار کے بعد مدیحہ کے امی ابو چلے گئے تو مدیحہ بے اختیار گہرا سانس لے کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔

چند لمحے لیپ ٹاپ کو دیکھ کر ہچکچاتے ہوئے اٹھایا اور آن کر کے چیٹ اوپن کی جہاں الروح کا ایک نیا میسج آیا ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اوہ! تم تو ڈر گئی۔"

"بہت زیادہ۔" مدیحہ نے ریپلائی کیا۔

الروح: "حالانکہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں تھی۔"

مدیحہ: "آپ نے جو کچھ کہا وہ سب ٹھیک تھا تو ڈر تو لگنا تھا۔"

الروح: "وہ تو معمولی بات تھی، صرف اندازہ تھا۔"

مدیحہ: "اندازے اتنے پرفیکٹ کیسے ہو سکتے ہیں۔"

الروح: "کتنی لڑکیاں ہیں جو رات کو سوتے وقت یا اکیلے میں دوپٹہ یا چادر لیتی ہیں؟"

مدیحہ یہ پڑھ کر حیران بھی ہوئی اور خود پر غصہ بھی آیا۔ واقعی اکثر لڑکیاں اپنے گھر میں یا رات کو سوتے وقت ڈوپٹہ سائیڈ پر رکھ دیتی ہیں۔

مدیحہ: "آپ کو کیا کہوں، ڈرا ہی دیا تھا۔"

الروح: "بس عام روٹین کی زندگی میں بھی ہم ایسے ہی عام سی چیزوں کو، باتوں کو خود پر سوار کر لیتے ہیں حالانکہ حقیقتاً ان کی اتنی اہمیت نہیں ہوتی۔ وقت تو گزر جاتا ہے اب چاہے ہنس کر گزارو یا رو کر۔ ماضی آپ بدل نہیں سکتے، مستقبل کی خبر نہیں، لیکن 95 فی صد ہماری سوچیں ماضی یا مستقبل کی طرف جاتی ہیں، حال جس میں ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں ادھر سوچ ہی نہیں جاتی۔ کل یہ ہوا تھا، آئندہ یہ کرنا ہے، فلاں وقت ایسا ہوا تھا، فلاں وقت ایسا ہو گا۔ انسان اگر محاسبہ کرے تو حیران رہ جائے گا کہ واقعی اکثر اس کا ذہن ماضی یا مستقبل میں الجھا رہتا ہے۔ حالانکہ یہ ہی سوچیں اگر حال پر مرکوز کر دی جائیں تو انسان بہت کچھ کر سکتا"

مدیحہ: "آپ کے پاس بہت علم ہے۔"

الروح: "میرے پاس وہ علم نہیں جو زیادہ ضروری ہے، جسم کا علم ہے، روح کا نہیں۔"

مدیحہ کافی دیر اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی مگر اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کا کیا مطلب بنتا ہے۔ اس سے پہلے وہ کوئی اور میسج کرتی ایک اور میسج آیا، "تمہیں سمجھ نہیں آئی۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بے اختیار مدیحہ کے ذہن میں یہ ابھرا، اس بندے کے اندازے بڑے پرفیکٹ ہوتے ہیں۔

مدیحہ:"جی نہیں آئی۔"

الروح:"انسان کیا ہے؟ کسے کہتے ہیں؟"

مدیحہ الجھ گئی۔ اتنا آسان اور کامن سا سوال، لیکن اسے سمجھ نہیں آئی کہ کن الفاظ میں اس کا جواب دے کہ انسان کیا ہے؟ کسے کہتے ہیں۔ اس نے کوشش کی لکھنے کی اور لکھا، "انسان اشرف المخلوقات ہے، دوسرے جانداروں کی نسبت اسے عقل و شعور سے نوازا گیا۔۔۔"

الروح:"ٹھیک ہے مگر یہ ہے کیا؟ کس چیز سے بنا ہے؟"

مدیحہ:"مٹی سے بنا ہے۔"

الروح:"بس؟"

مدیحہ:"مجھے نہیں پتہ آپ بتا دیں۔"

الروح:"تمام جانداروں کی طرح انسان بھی دو چیزوں کا مجموعہ ہے ایک جسم اور ایک روح کا، یہ دونوں چیزیں ملتی ہیں تو وجود بنتا ہے۔ جسم وہی، سارے اعضا ٹھیک سے پرفارم کر رہے ہوتے ہیں مگر ایک دم سے دل، دماغ اور ساری مشینری بند ہو جاتی ہے، جی کیا ہوا؟ جی، روح نکل گئی۔ یہاں ایک المیہ ہے۔"

مدیحہ:"کیسا المیہ۔"

الروح:"جسم مٹی سے بنا ہے، مٹی ایک مادہ ہے۔ المیہ یہ ہے کہ دنیا کے 90 فی صد علوم مادہ کے گرد گھومتے ہیں، فزکس، کیمسٹری، بیالوجی وغیرہ سب کے سب مادہ کے گرد گھومتے ہیں لیکن روح اور روح سے متعلقہ چیزوں کا نہ ذکر کیا جاتا ہے اور نہ سمجھا جاتا ہے۔"

مدیحہ:"روح کا علم کیسے؟ یہ تو پوشیدہ چیز ہے، یہ چیز تو مشاہدے میں آ ہی نہیں سکتی تو اس کا علم کیسے؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

الروح:"ایٹم کو دیکھا ہے کبھی؟انتہائی چھوٹا سا ذرہ، دیکھا نہیں لیکن علامات کو نوٹ کیا گیا، اس کی وجہ سے ہونے والے تغیرات کو نوٹ کیا گیا اور اس ذرے کو ایٹم کا نام دے دیا، یہی انتہائی چھوٹا سا ذرہ بڑے بڑے دھماکوں کا راز بتلا گیا۔ روح کو بھی دیکھا نہیں جا سکتا، مگر اس کی علامات اور تغیرات کا مطالعہ کر کے بہت سے رازوں کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔"

مدیحہ:"مجھے اتنی مشکل زبان سمجھ نہیں آتی، آسان الفاظ میں سمجھائیں۔"

الروح:"دیکھو جسم کا خمیر مٹی ہے اور مٹی کیا ہے؟اس پر غور کرو جو مٹی کا خمیر ہو گا وہی اس جسم کا بھی، زمین سے جڑی بوٹیاں، گھاس پھونس خود بخود اگتا ہے فصل اگانی پڑتی ہے زبردستی، زمین کا سینہ چیر کر، ہل چلانا پڑتا ہے، زمین کی سگی اولاد یعنی ان جڑی بوٹیوں کو ختم کرنا پڑتا ہے، یہ سب کرنا پڑتا ہے اور ایسا کرنے کے لیے ایک انسان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح جسم کی مٹی سے گند، جڑی بوٹیاں ختم کرنے کے لیے روح کو ڈالا گیا جو جسم کی خواہشات اور مرضی کے خلاف گناہوں کی جڑی بوٹیوں کو ختم کر کے اس سے نیکی کی فصل حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتی ہے۔"

مدیحہ:"لیکن ایسے انسان بھی ہیں جو کسی خدا کو نہیں مانتے، کافر ہیں لیکن ان میں اچھائیاں بھی پائی باتی ہیں۔"

الروح:"کیا ساری زمین کی مٹی ایک جیسی ہے؟صحرا، پہاڑ، میدانی علاقوں، ساحلی علاقوں، کیا ان سب علاقوں کی مٹی ایک جیسی ہے؟یقیناً نہیں۔ اسی طرح جڑی بوٹیوں پر خوشنما پھول بھی کھلتے ہیں، تو ایسے انسانوں کی مثال اسی طرح ہے، کہ ہیں تو جڑی بوٹیاں لیکن چند خوبیوں کے پھول بھی ہیں۔"

مدیحہ:"لیکن اس مٹی میں بہت سے خزانے ہیں، معدنیات، سونا ہیرے، جواہرات وغیرہ۔"

الروح:"اور یہ سب خزانہ کب ملتا ہے؟تب ملتا ہے جب اس مٹی کو کھودا جاتا ہے، اندر اترا جاتا ہے اسی طرح انسان کے اندر بھی بہت کچھ چھپا ہوتا ہے جو خود کو کھوجتا ہے وہ کچھ نہ کچھ پا لیتا ہے۔ میں نے پہلے کہا ہے جس چیز کو سمجھنا ہے تو پہلے اس چیز کو سمجھیں جس سے وہ چیز وجود میں آتی ہے۔"

مدیحہ:"روح کیا ہے؟بے سکونی کیوں ہوتی ہے؟اس حوالے سے بھی وضاحت کر دیں۔"

اچانک سکرین پر ویڈیو کال آنے کا آپشن آنے لگا، مدیحہ نے لیپ ٹاپ کے کیمرے کو کوور کیا تا کہ ادھر کی فوٹیج ادھر نہ جائے اور فوراً کال ری سیو کر لی۔

ایک نیم اندھیرے کمرے میں ایک ہیولا سا ایک کرسی پر بیٹھا نظر آیا جس کی پیٹھ کیمرے کی طرف تھی۔

مدیحہ سمجھ گئی یہ کال نہیں کی گئی بلکہ لاعلمی میں ویڈیو کال کے بٹن پر کلک ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

وہ ہیولا اس بات سے بے خبر کرسی پر جھولتا ہوا فون پر کسی سے بات کرنے پر مصروف تھا۔

مدیحہ کو آواز کلیر نہیں آ رہی تھی مگر ایک لفظ اس نے واضح طور پر سنا تھا اور وہ لفظ تھا، "نحل۔"

سمیع تھک ہار کر کمرے میں داخل ہوا اور سامنے پڑے صوفے پر گرنے کے انداز میں لیٹ گیا۔ ایک ملازم اندر داخل ہوا اور کہنے لگا، "صاحب کھانا لگاؤں آپ کے لیے؟"

"نہیں خان! بس پانی لا دو۔" سمیع کے کہنے پر خان سر ہلاتے ہوئے گیا اور تھوڑی دیر بعد پانی لیے حاضر ہو گیا۔

سمیع پانی پی ہی رہا تھا اسی دوران ملک وسیم اندر داخل ہوا۔

"کچھ پتہ چلا؟" آتے ہی ملک وسیم نے پوچھا۔

سمیع نے نفی میں سر ہلا دیا۔

کچھ ثانیے کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"آپ کو اتنی پریشانی کیوں ہے؟ آپ کیوں وجہ جاننا چاہتے ہو کہ نحل نے قتل کیوں کیا؟ آپ کو تو خوشی ہونی چاہیے کہ اسے پھانسی ہونے جا رہی ہے۔" سمیع نے ملک وسیم کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"تم اور میں نحل کو بچپن سے جانتے ہیں، مجھ سے برداشت نہیں ہوا، جیسا بھی تھا وہ میرا اکلوتا بیٹا تھا۔ جب تک یہ سارا معاملہ نہیں ہوا تھا تب تک مجھ پر بدلے کا جنون تھا۔ ایک پل کے لیے بھی نحل کا خیال ذہن میں نہیں آیا کہ آخر کوئی تو وجہ ہو گی کہ اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا حالانکہ وہ بچپن میں کچھ عرصے کے لیے میرے بیٹے قیصر کے ساتھ کھیلتی بھی رہے۔ مانا کہ اس کے بعد لمبے عرصے تک وہ ہم سے دور رہے لیکن ان کے بارے میں خبر تو ملتی ہی رہتی تھی۔ نحل ایک سلجھی ہوئی اور عقلمند لڑکی تھی، مجھے اب وجہ چاہیے، تجسس ہے یا جو جو بھی ہے، جو ہو چکا وہ واپس نہیں آ سکتا ہے لیکن کم سے کم جرم کی وجہ بھی پتہ ہونی چاہیے۔" ملک وسیم نے خلا میں کسی غیر مرئی چیز کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے قیصر نے کوئی ایسی حرکت کرنے کی کوشش کی ہو، اس کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی ہو یا ایسا ہی کچھ، جس کی وجہ سے وہ انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئی ہو۔" سمیع نے غور سے ملک وسیم کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بالکل نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔" ملک وسیم کے چہرے پر ایک اضطراب کی لہر ابھری اور بے اختیار انہوں نے جواب دیا۔

"ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟" سمیع نے کہا۔

اپنے اضطراب پر قابو پاتے ہوئے ملک وسیم نے کہا، "میں جانتا ہوں کہ تم ایسا کیوں کہہ رہے ہو۔ قیصر کا کردار اچھا نہیں تھا مانتا ہوں لیکن وہ اس طرح کسی کے ساتھ زور زبردستی کرنے کی کوشش نہیں کر سکتا۔ میں اس کا باپ ہوں اتنا تو جانتا تھا اسے۔"

کافی دیر دونوں کے بیچ خاموشی چھائی رہی۔

"میں تفتیشی افسر سے مل چکا ہوں اسے بھی وجہ کا نہیں معلوم، بقول اس کے نحل نے بس اتنا کہا کہ ذاتی رنجش تھی جس کی بنا پر ایسا کیا۔ نحل کی کچھ سہیلیوں کو کریدنے کی کوشش کی ہے لیکن وہاں سے بھی کچھ نہیں پتہ چل سکا۔ میں کل پھر کوشش کروں گا۔ امید ہے اس وجہ تک ہم پہنچ جائیں گے۔ آپ سے زیادہ مجھے اس وجہ معلوم کرنے کا تجسس ہے۔" سمیع نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہیں نحل میں کچھ نہ کچھ دلچسپی ہے، میں اس دلچسپی کا رنگ تو نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ہمیشہ سپاٹ سا رہنا والے چہرے کا رنگ نحل کی وجہ سے بدلتا ہے۔" اب کی بار ملک وسیم نے غور سے سمیع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

سمیع کو پتہ تھا کہ ملک وسیم اس حوالے سے سوال ضرور کرے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ۔ غیر اختیاری طور پر اس کے چہرے کے تاثرات مقدمے کے دوران ملک وسیم نے نوٹ نہ کیے ہوں۔ اس لیے اس کے سپاٹ چہرے پر کوئی تاثرات نہیں ابھرے، وہ آگے کی طرف جھکا اور کہنے لگا، "اب بھی نحل کی ہی بات ہو رہی، کیا میرے چہرے پر کوئی رنگ نظر آیا؟"

"مجھے پتہ ہے تم عام آدمیوں کے برعکس اپنے جذبات پر بہت قابو رکھتے ہو لیکن کبھی کبھی غیر معمولی حالات سے میں نے تمہارے چہرے کا رنگ بدلتا دیکھا ہے اور یہ اتفاق نہیں ہو سکتا کہ ایسے ہر موقع کا تعلق نحل سے ہے۔" ملک وسیم نے سنجیدگی سے کہا۔

"رنگ کئی ہو سکتے ہیں، نفرت کے، حسد کے، بدلے کے، رشک کے، محبت کے، بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں رنگ بدلنے کی لیکن آپ جانتے ہیں مجھے ذاتی معاملات ڈسکس کرنا انتہائی برا لگتا ہے۔ اس لیے میں اس معاملے میں کوئی بات نہیں کر سکتا اور امید ہے آپ بھی اس موضوع کو طول نہیں دیں گے۔" سمیع نے سپاٹ لہجے میں کہا اور صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔

"میں امید کرتا ہوں کل تک ہم وجہ ڈھونڈ لیں گے۔" ملک وسیم نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سمیع اٹھا اور لائٹ آف کر کے سرخ رنگ کی ایک مدھم سی لائٹ جلا دی۔ اندھیرے کمرے میں ہلکی سی سرخی پھیل گئی۔

سمیع بیڈ پر لیٹ گیا۔ مدھم سرخ روشنی میں چہرے کے نقوش واضح نہیں تھے اگر واضح ہوتے تو دیکھنے والے کو پتہ چلتا کہ سپاٹ سا چہرہ اب سپاٹ نہیں ہے، نرم سے تاثرات پر کرب اور افسردگی کی لہریں دوڑ رہیں تھیں۔ سمیع نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔ سونے کی کوشش تھی یا پھر کچھ خواب دبانے کی۔

حمید نے ایک گہرا سانس لیا اور ایک طائرانہ نظر سب پر ڈال کر بولنے گا، "ایک طرف موساد کی اتنی بڑی بڑی کامیابیاں عربوں کے خلاف اور دوسری طرف یہ موساد جب پاکستان سے ٹکرائی تو ناکام ہو گئی۔"

"یہ اتفاق نہیں ہو سکتا پاکستان اور اسرائیل دونوں آگے پیچھے وجود میں آئے۔ دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، نہ یہودیت مذہب کی بنیاد پر کوئی ملک وجود میں آیا اور نہ مدینہ کی حکومت کے بعد کوئی ریاست اسلام کے نظرے کی بنیاد پر وجود میں آئی سوائے پاکستان کے۔"

"کیا یہ اتفاق ہو سکتا ہے کہ صدیوں میں ایسا اب جا کر ہوا ہے اور یہ اتفاق نہیں بلکہ آنے والے معرکے کا میدان تیار ہو رہا ہے۔"

"یہ بات کوئی راز کی بات نہیں رہی کہ بھارت اور اسرائیل پاکستان پر حملے کرنے کی کئی سازشیں کر چکے ہیں۔ یہ ساری سازشیں ناکام رہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ 1984 کے آخر میں آنجہانی اندرا گاندھی نے اسرائیل کے ساتھ مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کرنے کی سازش کی تھی۔ دو ممتاز امریکی صحافیوں ایڈریان لیوائے اور کتھرین سکاٹ کلارک

(Adrian levy and Catherine Scott Clark)

نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ میں بھی انکشاف کیا تھا کہ بھارتی فوج کے چند سینئر افسروں نے فروری 1983 میں اسرائیل کا خفیہ دورہ کیا تھا اس دورے میں بھارتی فوجی افسروں نے اسرائیل کے ساتھ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو ملیامیٹ کرنے کے لئے فوجی سازوسامان مانگا تھا اس دورے میں بھارت اور اسرائیل نے مل کر کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری کو تباہ کرنے کی کوشش کی تھی۔"

حمید جو پہلے کرسی پر بیٹھ چکا تھا کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر نہ جانے کس سوچ کی وجہ سے سختی سی چھا گئی۔ کلاس کے سامنے ٹہلتے ہوئے وہ آگے کہنے لگا، "اس وقت پاکستان حالت جنگ میں تھا۔ افغانستان میں روس آ چکا تھا۔ گرم پانیوں تک رسائی کے خواب کی وجہ سے روس کا اگلا ٹارگٹ پاکستان

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

تھا۔ پاکستان اس چیز کو سمجھتا تھا اگر روس کو افغانستان میں نہ روکا گیا تو پاکستان کو بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ پاکستان پوری طاقت اور قوت سے روسی انٹیلیجنس ایجنسی

KGB

سے جنگ میں مصروف تھا۔ اس موقع سے اسرائیل اور بھارت موقع اٹھانے کی کوشش نہ کرتے، یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنی توانائیاں پاکستان مخالف منصوبوں میں صرف کیا"

"بھارت اور اسرائیل کے پاکستان مخالف اس منصوبہ سے اگلے ہفتہ اسرائیلی طیاروں نے بھارت کے ہوائی اڈوں سے اڑ کر کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری کو تباہ کرنا تھا۔ اندرا گاندھی نے اس ناپاک منصوبہ کی منظوری بھی دے دی تھی۔ اس دور میں آئی ایس آئی

(ISI)

نے وہ تاریخ رقم کی جس کی وجہ سے دنیا آئی ایس آئی کو دنیا کی سب سے طاقتور ایجنسی ماننے پر مجبور ہو گئی۔"

آئی ایس آئی کے بہترین نیٹ ورک کی وجہ سے پاکستان کو اس منصوبے کی اطلاع بالکل اسی طرح مل چکی تھی جس طرح چند روز قبل بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ سے راجھستان کے ہوائی اڈوں سے پاکستان پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی جو پاکستان نے پھر ناکام بنادی۔ انڈریان لیوائے اور کیتھرین سکاٹ کلارک کے مطابق پاکستان کو جب بھارت اور اسرائیل کے گٹھ جوڑ کا علم ہوا تو پاک بھارت کشیدگی انتہا تک پہنچ گئی تھی۔ دونوں صحافیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اس صورت حال میں امریکی محکمہ خارجہ نے بھارت کو خبردار کیا تھا کہ بھارت اور اسرائیل نے ایسی حرکت کی تو امریکہ جوابی کاروائی کرے گا۔

حالانکہ پاکستان بھرپور رد عمل کے طور پر تیار ہو چکا تھا۔ اسرائیل اس سے پہلے مصر اور عراق کی طرف سے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کی کوششوں کو ناکام بنا چکا تھا۔ مشہور کتاب

The Islamic Bomb

میں مصر اور عراق کے ایٹمی پروگراموں کو سبوتاژ کرنے کی اسرائیلی کوششوں کی تفصیل موجود ہے۔ مصر کے صدر جمال عبدالناصر نے سویت یونین کی مدد سے مصر کو ایٹمی طاقت بنانے کی کوشش کی تھی۔ مصر کے ایٹمی سائنسدانوں کو سویت یونین نے تربیت دی تھی یہ سائنسدان مصری بندر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گاہ اسکندریہ کے قریب ایٹمی ریسرچ پروگرام پر کام کر رہے تھے کہ اسرائیل کی خفیہ ایجنسی موساد نے تینوں سائنسدانوں کو قتل کروادیا تھا۔ جس سے صدر جمال عبدالناصر کا ایٹمی قوت بننے کا خواب پورا نہ ہو سکا اسی کتاب

The Islamic Bomb

میں عراق کی ایٹمی قوت بننے کی کوششوں کو ناکام بنانے کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ عراق نے فرانس کے ساتھ ایٹمی ریسرچ ری ایکٹر کے حصول کا معاہدہ کیا تھا۔ کتاب "دی اسلامک بم" کے مطابق جب ایٹمی ری ایکٹر فرانس کی بندرگاہ سے عراق بھیجنے کیلئے لوڈ کیا جارہا تھا تو اچانک اس پلانٹ میں دھماکہ ہوا اور یہ پلانٹ تباہ ہو گیا اور یہ کاروائی بھی موساد نے کی تھی۔ دوسری مرتبہ 1981 میں اسرائل طیاروں نے عراق کے اوزیراک

Osirak

کے ایٹمی پلانٹ کو فضائی حملہ میں تباہ کر دیا تھا۔ عراقی ایٹمی ری ایکٹر تباہ کرنے کی پوری کہانی مشہور کتاب

Two minutes over Baghdad

میں موجود ہے اسرائیل کا خیال تھا کہ جس طرح اس نے مصر اور عراق کو ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے نہیں دی اسی طرح وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو بھی ابتدا ہی میں فضائی حملہ کر کے ختم کر دے گا۔ بھارت اس مذموم منصوبے کے لئے اسرائیل کو اپنے فاروڈ بیسیز

Forward Basis

دینے کی پیشکش کر چکا تھا۔ جب پاکستان کو اس خوفناک گٹھ جوڑ کا پتہ چلا تو اس نے بھارت کو پیغام دیا کہ اگر اس نے یہ حرکت کی تو پاکستان اس کے بھابھا اور ٹرامبے کے ری ایکٹر تباہ کر دے گا۔"

"اس مقصد کے لیے پاکستان نے امریکہ کو مجبور کیا کہ

F-16

طیارے پاکستان کو دیے جائیں۔ امریکہ اس وقت پوری طرح پاکستان کی ہر بات ماننے پر مجبور تھا کیونکہ روس کو شکست کھاتے دیکھنا امریکہ کی دیرینہ اور بہت بڑی خواہش تھی۔"

"پاکستان کے پاس 1983 میں ایف 16 طیارے آچکے تھے۔ پاک فضائیہ کے سابق سربراہ ائیر چیف مارشل انور شمیم خان نے راقم کو اس کی تفصیلات ایک آف دی ریکارڈ انٹرویو میں بتائی تھیں انہوں نے بھارتی ائیر چیف کو 1984 میں پیغام دیا تھا ایف 16 بھارت کی دونوں تنصیبات تباہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کر کے واپس پاکستان لوٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔2010 میں ائیر مارشل انور شمیم نے پاک فضائیہ کے بارے میں اپنی یاداشتوں کے حوالے سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ جب 1984 میں بھارت اور اسرائیل کا پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر حملہ کرنے کا مذموم منصوبہ سامنے آیا تو انہوں نے اس وقت وزیر خارجہ صاجزادہ یعقوب خان سے درخواست کی کہ وہ کسی مناسب موقع پر بھارت کو پیغام دیں کہ پاکستان اپنی ایٹمی تنصیبات کے خلاف حملے کا بھرپور جواب دے گا۔ حالیہ دنوں میں بھارت اور اسرائیل کی طرف سے ایک مرتبہ پھر پاکستان پر مشترکہ حملے کا منصوبہ سامنے آیا ہے پاکستان کے دونوں دشمن مل کر اسے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں بھارتی طیاروں نے بالاکوٹ کے جنگل میں جو بم پھینکے وہ بھی اسرائیل میں بنے ہوئے "تھے اسرائیل اور بھارت دونوں کا گٹھ جوڑ پاکستان کی نظر میں ہے پاکستان کو دونوں کے پاکستان کے خلاف بغض کا بھی علم ہے۔

"پاکستان کو مشن کی اطلاع ملنے پر اور پاکستان کے شدید رد عمل کی توقع رکھتے ہوئے کئی بھارتی رہنما اس مشن کی مخالفت کرنے لگے۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اسرائیل تو واپس چلا جائے گا اور اس مشن کا سارا ملبہ اور نقصان بھارت کو اٹھانے پڑے گا۔ شدید مخالفت اور انہی مضبوط دلائل کی وجہ سے بھارت پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔"

"اسرائیل پھر بھی کوششیں کرتا رہا کہ کسی طرح اس مشن کو پورا کر سکے۔ اس کے لیے ایک پاک فضائیہ کے پائلٹ جسے کورٹ مارشل کر کے پاک فضائیہ سے نکال دیا گیا تھا اس کو تیار کیا گیا تاکہ آپریشن ڈائمنڈ کی طرز پر جس میں اسرائیل نے عراق کا اس وقت کا ایک جدید فائٹر طیارہ مگ 21 چرا کر اسرائیل لے گیا تھا، ایسے ہی پاکستان کے اس پائلٹ کے ذریعے اس مشن کو پورا کیا جائے۔"

"لیکن آئی ایس آئی موساد کے ان ہتھکنڈوں سے واقف تھی اس لیے بروقت اس پائلٹ اور سہولت کاروں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔"

"مختصر طور پر بتاؤں تو 1980 کی دہائی میں پاکستان اور خصوصاً آئی ایس آئی نے یہ کارنامے سرانجام دیے۔

"نمبر 1: موساد اور بھارت کے منصوبوں کی بروقت خبر رکھتے ہوئے انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا۔"

"نمبر 2:

KGB

اور روس کو شکست دیتے ہوئے افغانستان کے اندر ہی ٹوٹنے پر مجبور کر دیا"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"نمبر3:امریکہ کی اس خواہش کا کہ روس کو شکست کو،اس بات کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاری امداد کے ذریعے اپنے ایٹمی پروگرام کو مکمل کیا، اسلحے کو اپ گریڈ کیا اور اس وقت کے جدید ترین طیارے

F-16

کو حاصل کیا"

"نمبر4:امریکی انٹیلیجنس ایجنسی سی آئی اے کو اور امریکہ کو بیوقوف بناتے ہوئے اپنے مطلب کے لیے استعمال کیا۔روس کی لازمی شکست،پاکستان کی سلامتی کا باعث تھی لیکن پاکستان نے امریکہ کی روس سے رقابت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک تیر سے دو شکار کیے۔اس بات کا اعتراف بعد میں امریکہ اور سی آئی اے کے اعلیٰ عہدے داروں نے بھی کیا کہ پاکستان نے ہمیں بیوقوف بنایا۔"

"نمبر4:ویسے تو پاکستان اسرائیل کی شدید مخالفت کرتا رہا ہمیشہ ہی لیکن روس کے خلاف پاکستان نے اسرائیل سے بھی حصہ بٹورا اور مطلب پورا ہونے پر،واپس اسرائیل کو آنکھیں دکھانے لگا،پاکستان کے صدر اور فوجی عملے کے صدر جنرل جنرل ضیاء الحق نے آئی ایس آئی کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ اسرائیل کے موساد کے ساتھ معاملتوں کے لیے ایک خفیہ ڈائریکٹوریٹ قائم کرے۔یہ انٹلی جنس دفاتر دونوں ممالک کے سفارت خانوں میں بنائے گئے جو واشنگٹن ڈی سی میں واقع تھے جہاں موساد،آئی ایس آئی اور سی آئی اے نے مل کر مخالف سوویت کارروائی کو جاری تھا،جس کا علامتی نام آپریشن سائیکلون رکھا گیا تھا۔اس تعاون کے حصے کے طور پر اسرائیل نے سوویت ساختہ ہتھیاروں کو افغان باغیوں کو فراہم کیا تھا جو سوویت یونین سے افغانستان میں لڑ رہے تھے اور اسی طرح اسرائیل پاکستانی فوج کو بھی ہتھیار فراہم کر رہا تھا۔"

"دشمن کو دشمن کے خلاف استعمال کرنا ایسا ہی ہے جیسے خنزیر کا شکار کرنے کے لیے کتے کا استعمال کرنا۔اس معاملے میں آئی ایس آئی نے امریکن

CIA

اور اسرائیلی موساد کے ساتھ یہ کر دکھایا تھا۔"

"نمبر5:

Mosad,Raw,KGB,CIA

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہ تمام خفیہ ایجنسیوں ایک معاملے میں ایک ساتھ تھیں اور وہ معاملہ یہ تھا کہ پاکستان نیوکلیئر پاور نہ بن سکے۔اس کے لیے پاکستان کے نیوکلیئر پلانٹس ڈھونڈنے اور تباہ کرنے کی سرتوڑ کوششیں کیں۔یہ آئی ایس آئی اور پاک آرمی کی کامیابی تھی کہ ایسی کوششوں کو نہ صرف کامیاب بنایا گیا بلکہ کامیابی سے پاکستان کو نیوکلیئر پاور بنایا گیا۔"

"یہ سارا ماضی تھا لیکن اب موجودہ حال میں سب بدل چکا ہے، طور طریقے بدل چکے ہیں۔اب یہ ہائبرڈ جنگوں کا دور ہے اور بدقسمتی سے یہاں دشمن نقصان کرنے میں کامیاب ہو رہا ہے۔باقی پھر سہی۔"حمید اتنا کہہ کر واپس آکر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

حسب معمول کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ایسے لاپروہ ہو گیا جیسے کچھ کہا ہی نہ ہو۔

"ویل ڈن بوائے، کافی اچھی کوشش تھی مگر افسوس تمہاری ذہن اچھے طریقے سے واش کیا گیا ہے۔"سر امتیاز نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ساری کلاس چونک کر حیرانی سے سر کی طرف دیکھنے لگی۔

"تم بتانا بھول گئے کہ اسی آرمی نے بنگال میں کیا کیا؟ تم بھول گئے یہی آرمی پاکستان کے پیچھے رہنے کی وجہ ہے جو بار بار مارشل لگایا گیا۔بیٹا! حقائق سے نظریں نہیں چراتے۔"سر امتیاز کے لہجے میں واضح طنز تھا۔

حمید نے نظریں اٹھا کر سر امتیاز کی طرف گھورتے ہوئے کہا،"اس ملک کی بقا اللہ کے حکم سے ہے مگر اس بقا کا ایک بہت بڑا ذریعہ آرمی ہے۔مانا کہ ہر جگہ پرفیکشن نہیں ہوتی، نہ آرمی میں ہے۔بہت سے بلینڈر ہوئے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بقا کی وجہ مضبوط آرمی ہے ورنہ عراق، شام اور لیبیا جیسے ملکوں کا حال کسے سے چھپا نہیں۔"

"تم غلط ہو، بلوچستان میں آرمی نے آپریشن کیا، فاٹا میں پختونوں کا مارا، اپنے ہی عوام پر گولیاں برسائیں۔"سر امتیاز نے خفگی سے تیز لہجے میں کہا۔

"جب اپنے ہی جسم کا کوئی حصہ کینسر پھیلا رہا ہو تو اسے کاٹ دینا بہتر ہوتا ہے تاکہ باقی بدن سلامت رہے۔غداروں کو بخشا نہیں جاتا۔"حمید کے لہجے میں بھی سختی آرہی تھی۔

"یو شٹ اپ، اب تم مجھے حقیقت دکھاؤ گے۔یہ بال ایسے ہی سفید نہیں ہو گئے۔تمہاری عمر سے زیادہ تجربہ ہے میرا۔"سر امتیاز کے لہجے میں کاٹ تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اس کا جواب میں عملی طور پر دوں گا "سر!"۔ ابھی میں چپ ہو جاتا ہوں۔" حمید نے سر کے لفظ پر زور دیتے ہوئے پر اسرار سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ دانش کو حمید کے چہرے پر ایسے خوفناک تاثرات نظر تھے آئے کہ اسے بے اختیار ریڑھ کی ہڈی میں ایک خوف کی جھر جھری محسوس ہوئی۔

سر امتیاز نے بنا کوئی ریمارکس دیے بنا لیکچر شروع کر دیا۔ یہ پہلی اور آخری بحث تھی جو حمید اور اور سر امتیاز کے درمیان ہوئی۔ اس کے بعد جو ہوا کچھ ہی عرصے بعد، وہ عملی تھا۔ وہ عمل جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

اسی دن پہلی بار حمید کو ریڈور میں نحل سے مخاطب ہوا۔

نحل حمید سے کچھ بات کرنا چاہ رہی تھی۔ حمید کو ریڈور میں ہڈ سر پر ڈالے تیزی سے چلتا ہوا جا رہا تھا۔ نحل کو اس کے قریب آنے کے لیے تھوڑا بھاگنا پڑ رہا تھا۔ حمید کے تیز رفتاری میں کمی آئی تو نحل نے دل ہی دل میں شکر کیا ورنہ اسے عجیب لگ رہا تھا تیز تیز قدموں میں تھوڑا بھاگتے ہوئے کافی سٹوڈنٹس اسے دیکھ رہے تھے۔

اس سے پہلے وہ حمید کے قریب پہنچ کر کچھ کہتی۔

بنا پیچھے دیکھے مسلسل چلتے ہوئے حمید نے کہا، "جی مس نحل؟ آپ کو کوئی کام ہے مجھ سے؟"

"کوئی خاص نہیں مگر مجھے لگتا ہے تم وہ نہیں ہو جو دکھتے ہو۔" نحل نے قدرے ہانپتے ہوئے کہا۔

اس سوال سے بھی حمید نہ رکا، نہ پیچھے مڑا۔

اسی طرح چلتے ہوئے حمید کا جواب سنائی دیا، "تمہیں ٹھیک لگتا ہے۔"

آواز سے نحل کو محسوس ہوا، حمید نے یہ بات مسکراہٹ کے ساتھ کہی ہے۔

اس جواب نے ایک بار نحل کے چلتے قدم روک دیے۔ مگر اس جواب کے ساتھ ہی حمید کے قدم تیز ہو گئے۔

جب تک نحل کچھ کہتی حمید اس سے تھوڑا دور جا چکا تھا۔

نحل کا دل چاہا وہ چیخ کر پوچھے، "پھر تم کون ہو؟" مگر آس پاس چلتے پھرتے دوسرے سٹوڈنٹس کو دیکھ کر اس نے یہ چیخ اپنے اندر دبا لی۔

تجسس نحل کی کمزوری تھی۔ حمید میں اس کا تجسس انتہا کا بڑھ چکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اندھیرے کی وجہ سے مدیحہ کو پشت کیے اس بندے کی نہ شکل نظر آ رہی تھی نہ نین نقوش کا پتہ چل رہا تھا۔

اس نے جیسے ہی کرسی گھمائی، الروح کی نظریں اپنی سکرین پر پڑیں۔ مدیحہ کو ایک ہاتھ کا ہیولا اٹھتا نظر آیا اور ہلکی سیاہ سکرین مدیحہ کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

مدیحہ نے فوراً میسج کیا، "یہ نحل کون ہے؟ کیا تمہاری بیوی یا گرل فرینڈ؟"

الروح کا جواب آیا، "تمہیں دیکھنا ہے نحل کو؟" میسج کے ساتھ ہی منہ چڑانے والا ایموجی بھی تھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہ ہے کون؟" مدیحہ نے جلدی سے ٹائپ کیا۔

الروح: "کوئی بہت خاص ہے۔"

"دکھاؤ پھر میں اس خوش قسمت لڑکی کو دیکھنا چاہتی ہوں جو آپ کے دل کے بہت قریب ہے۔" مدیحہ نے بے صبری سے میسج کیا۔

اسے شروع سے پی الروح کی شخصیت میں ایک عجیب سی کشش محسوس ہوتی تھی۔ اس کی ہر بات اسے اپنی روح میں اترتی محسوس ہوتی تھی۔ وہ جاننا چاہتی تھی الروح کون ہے؟ کیسا دکھتا ہے؟ اتنا علم اس کے پاس کیسے ہے؟

"الروح: "میرے دل کے قریب لڑکی کو دیکھنا چاہتی ہو؟ تم ڈر جاؤ گی اس کی تصویریں دیکھ کر، ویڈیوز دیکھ کر؟

مدیحہ نے پرجوش ہو کر جلدی سے لکھا، "ہاں! دیکھنا چاہتی ہوں، جلدی بھیجو اور جتنی بھی خوفناک ہوئیں میں نہیں ڈروں گی۔" ساتھ ہی مدیحہ نے بھوت کی شکل والا ایموجی بھیج دیا اور مسکرانے لگی۔

مدیحہ الروح کی ذات میں اتنا کھو چکی تھی، روح والا سوال ہی بھول گئی۔

الروح: "اوکے میں بھیج رہا ہوں۔"

مدیحہ: "ویٹنگ۔"

مدیحہ گردونواح سے بے خبر ہو کر سکرین کو گھوری جا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

چند لمحوں بعد ہی تصاویر آنا شروع ہو گئیں۔

مدیحہ نے ایسی تیزی سے کلک کیا مبادا کہیں غائب نہ ہو جائے۔

پہلی تصویر آتے ہی مدیحہ کو شدید شاک لگا۔ بے اختیار اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی۔ اسی کوشش میں کرسی پیچھے کی طرف جھولی۔ مدیحہ پیچھے گرنے سے بال بال بچی۔

پہلی تصویر میں مدیحہ اپنے کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی برش کر رہی تھی۔ شیشے میں مدیحہ کا واضح چہرہ نظر آ رہا تھا۔

اپنے کمرے میں اپنی ہی ایسی تصویر دیکھ کر جو اس نے یا کسی اور نے کبھی بنائی ہی نہ ہو۔ ایسا شاک تھا جو مدیحہ کو سنبھلنے نہیں دے رہا تھا۔ کس نے؟ کب؟ کیسے؟ بنائی مدیحہ کو بالکل اندازہ نہیں تھا۔

کانپتے ہاتھوں سے مدیحہ نے کی بورڈ پر تیر کے نشان پر کلک کیا۔

مدیحہ اپنے بیڈ سے ٹیک لگائے گود میں کچھ رکھے پڑھ رہی تھی۔

وہ پودوں کو پانی دے رہی تھی۔

وہ کچن میں آٹا گوندھ رہی تھی، آٹے والے ایک ہاتھ سے چہرے پر آئی بالوں کی ایک لٹ پیچھے کرنی کی کوشش کر رہی تھی۔

مدیحہ، دودھ پیتی بلی کے پاس بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

مدیحہ کا زمین و آسمان گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

یہ سب اس کی تصویریں تھیں۔ تصویریں بھی ایسی جو کوئی کیسے بنا سکتا تھا؟ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ؟ بہت سارے سوالوں نے مدیحہ کے ذہن میں دھاوا بول دیا۔

نیو میسج آیا۔

الروح: "کہا تھا نا ڈر جاؤ گی۔" ساتھ بھوت اور قہقہے لگانے والے ایموجی کا استعمال کیا گیا تھا۔

اور واقعی مدیحہ ڈر، پر اسرار، عجیب و غریب سچویشن میں کانپ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اس کا دل چاہ رہا تھا وہ الروح کو پکڑ کر جھنجھوڑے اور چیخ چیخ کر پوچھے، "یہ سب کیا ہے؟ کیسے ہے؟

مگر اس کے کانپتے ہاتھوں نے بڑی مشکل سے ایک ہی فقرہ ٹائپ کیا، "تم کون ہو؟"

الروح کا جواب آیا، "میں تمہاری روح ہوں"

اس سے آگے مدیحہ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے جلدی سے لاگ آؤٹ کیا۔ اور لیپ ٹاپ کو شٹ ڈاؤن کیے بنا فولڈ کیا اور بیڈ پر پھینک دیا۔

مگر الروح کا ایک آخری میسج جس میں اس نے صرف قہقہے لگاتے ایموجی بھیجے تھے، اس کی نظروں کے سامنے گھومنے لگے۔

مدیحہ نے آس پاس دیکھا اور یوں محسوس ہوا جیسے سارا کمرہ اور تمام چیزیں قہقہے مار کر ہنس رہی ہیں۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ سے نکلنے والی چیخوں کو دبایا اور بھاگ کر اپنے کمرے سے باہر باہر نکل گئی۔

اگلا سارا دن سمیع کا مختلف لوگوں سے ملتے ہوئے گزرا۔

پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر سے ملا۔ نحل کی جیل پر معمور اہلکاروں سے ملا۔ نحل کے ساتھ دینے والی لڑکی کا پتہ لے کر ملنے کی کوشش کی لیکن اس نے ملنے یا بات کرنے سے ہی انکار کر دیا۔

اب تک کی بھاگ دوڑ اسے فضول محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کسی سے بھی کوئی کام کی بات حاصل نہیں کر سکا تھا۔

ایک پارک میں بینچ پر بیٹھا سمیع اپنے ہاتھوں میں ایک وزیٹنگ کارڈ کو گھما رہا تھا۔ کارڈ گہرے سرخ رنگ کا تھا اس پر صرف ایک نام اور ایک نمبر لکھا تھا۔

سمیع نے کارڈ کو دیکھا جس پر ایک نام لکھا تھا، "الروح"۔ نیچے ایک فون نمبر لکھا تھا۔

سمیع کے ذہن میں وہ منظر چلنے لگا، جب یہ کارڈ اس تک پہنچا۔

وہ پولیس اسٹیشن میں ایک پولیس اہلکار سے بات کر رہا تھا۔ اس کی نظروں کے سامنے ایک شخص کو پولیس والے گرفتار کر کے لائے اور سمیع کے سامنے حوالات میں قید کر دیا۔ سمیع نے ایک نظر اس مفلوک الحال شخص کو دیکھا جو چرسی لگ رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بے ترتیب، الجھی ڈاڑھی اور بال۔ وہ شخص سمیع کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اس کے پیلے دانت ظاہر ہوئے تو سمیع نے کوفت سے بے اختیار منہ دوسری طرف کیا اور اہلکار سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔

اہلکار تھوڑی دیر کے لیے کسی کام سے باہر گیا تو سمیع کی نظر ایک بار پھر اسی شخص پر پڑی۔

جو سلاخیں پکڑے بڑی دلچسپی سے سمیع کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سمیع کو اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ مسکرانے لگا اور سمیع کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

سمیع نے نظر انداز کر کے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

اپنی پیٹھ پیچھے سمیع کو ایک گھمبیر آواز سنائی دی۔

"میرے پاس وہ راستہ ہے جس سے تم کامیاب ہو سکتے ہو۔ ورنہ جس کام کے پیچھے ہو اس کا پتہ نہیں چلا سکو گے۔"

سمیع نے بے اختیار پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ شخص اپنے ایک ہاتھ کے ناخن سے دوسرے ہاتھ کے بڑھے ہوئے ناخن کو کاٹ رہا تھا۔

سمیع اپنی جگہ سے اٹھا اور سلاخوں کے قریب اس شخص کے پاس کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں کیا پتہ؟ میرا کون سا کام ہے؟" سمیع نے کہا۔

اس شخص نے بجائے جواب دینے کے، اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر سمیع کی طرف بڑھایا۔

"یہ رکھ لو، جب لگے کہ کسی بھی طریقے سے کام نہیں ہو رہا تو اس نمبر پر رابطہ کر لینا، کام ہو جائے گا۔"

سمیع نے فینسی سے کارڈ کی طرف دیکھا اور خاموشی سے پکڑ لیا۔ دل ہی دل میں سوچنے لگا، "میں بھی بیوقوف ہوں جو اس چرسی کی بات پر دھیان دے رہا ہوں۔ خیر باہر جا کر پھینک دوں گا یہاں پھینکنا مناسب نہیں۔"

"اوکے، شکریہ۔" سمیع نے کہا اور واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"باہر جا کر پھینکنا مت اور نہ میری بات کو ایک چرسی کی بات سمجھنا۔" سمیع کو اپنے پیچھے سے آواز آئی۔

سمیع فوراً پیچھے مڑا اور اس شخص کی طرف دیکھنے لگا۔

"بندہ کوئی عام نہیں، گہرا ہے۔" سمیع کو پہلی بار یہ احساس ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اہلکار واپس آیا تو سمیع خاموشی سے اس کی طرف بڑھ گیا۔

اب پارک میں بیٹھا سمیع اس کارڈ کو گھور رہا تھا۔

"کوئی اور راستہ تو بچا نہیں، چلو اسے ہی کال کر دیکھتے ہیں۔ شاید کوئی معجزہ ہو جائے۔" یہ سوچتے کوئے ہی سمیع نے بڑی بے دلی سے کارڈ پر موجود نمبر ملا کر کان سے لگا لیا۔

جیسے ہی کال ریسیو ہوئی، سمیع نے ہیلو کہا۔

مگر جوابی جو بات سننے کو ملی، اس نے چونک کر سمیع کو بینچ کی ٹیک چھوڑ کر سیدھا بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

"جی مسٹر سمیع صاحب! فرمایئے بندہ آپ کی خدمت کیسے کر سکتا ہے؟" ایک مسکراتی ہوئی آواز آئی۔

"تم کون ہو؟ مجھے کیسے جانتے ہو؟" سمیع نے ایک توقف کے بعد پوچھا۔

"یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی، آپ کو کام سے مطلب ہے، آپ کام بتایئے کیا کام ہے؟" اجنبی کی آواز آئی۔

"پہلے جو پوچھا ہے وہ بتاؤ؟" سمیع نے اپنے سوال پر اصرار کیا۔

"پرسنل باتیں میں نہیں بتاتا، بس اتنا جان لیں کہ مجھے الروح کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ آپ نہ بھی بتائیں مجھے پتہ ہے آج کل تو آپ نحل کے پیچھے پڑے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی مسئلہ نہیں۔"

"یہ یقیناً کوئی فراڈ ہے۔ شاید اسی طرح تم لوگوں کو متاثر کرتے ہو۔ کسی کے ہاتھوں ایک کارڈ بھجوا دیا اور پھر اس کے متعلق ساری انفارمیشن حاصل کر کے اس کو متاثر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میرا نمبر کہیں سے لے کیا ہو گا۔ نحل کا سب کو پتہ ہے کہ ہمارے ساتھ اس کی ان بن ہے اور مسئلہ بنا ہوا، اس لیے یہ کوئی بڑی یا حیران کر دینے والی بات نہیں ہے۔" سمیع نے عقلمندی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

سمیع کو ٹک ٹک کی واضح آواز سنا دے رہی تھے۔ جیسے کوئی کچھ ٹائپ کر رہا ہو۔

اچانک اس اجنبی کا اونچا قہقہہ سنائی دیا۔

"سمیع نے بے اختیار موبائل کو کانوں سے دور کیا۔ اجنبی آواز سنائی دی، "یہ تم پر نہیں ہنس رہا، یہ کوئی اور معاملہ ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سمیع کے ہمم کے جواب میں وہ شخص کہنے لگاء

"چلومان لیا ایسا ہی ہے لیکن یہ کیسے پتہ کسی کو کہ فرسٹ سمسٹر میں تم نہر میں ڈوب رہے تھے تو تمہیں دانش نے بچایا تھا، یہ کیسے پتہ؟ تم کبھی کبھی لاشعوری طور پر دائیں کان کی لو کو مسلنے لگتے ہو۔ یہ تمہاری ایسی عادت ہے جو کبھی کبھی تم کرتے ہو۔ انتہائی توجہ سے نظر رکھنے والا بندہ ہی یہ جان سکتا ہے۔"

سمیع کے سپاٹ چہرے پر پہلی بار حیرانی کی لہر ابھری۔

یہ سچ تھا وہ اکیلا نہانے گیا تھا نہر پر، تیرنا نہیں آتا تھا، غلطی سے گہرے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ وہ تو شکر ہے دانش وہاں قریب کسی درخت کے نیچے بیٹھا پڑھ رہا تھا، اس نے دیکھ لیا اور بھاگ کر ڈوبتے سمیع کو بچایا تھا۔ اس وقت کوئی اور نہیں تھا۔

اس کے بعد نہ دانش نے اس بات کا ذکر کیا نہ سمیع سے کوئی بات کی اس حوالے سے کسی سے بھی۔ دانش کو سمیع اچھی طرح جانتا تھا۔ دانش تو ہی نہیں سکتا تھا۔ اور دوسری بات تو دانش نے بھی کبھی اتنا غور نہیں کیا تھا کہ سمیع دائیں کان کی لو شاذ و نادر سمیع پکڑ کر مسلتا ہے بے اختیاری میں۔

"تمہیں یہ سب کیسے پتا۔" سمیع نے بینچ سے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہ بھی پتا کہ سپاٹ چہرے والا سمیع سیکنڈ سمسٹر میں نحل نامی لڑکی کا دیوانہ ہو گیا تھا۔"

یہ سن کر ٹہلتے سمیع کے قدم یک دم رک گئے۔ یہ تو ایسا راز تھا جسے سمیع کے علاوا کوئی نہیں جانتا تھا۔

حیرانی سے سمیع نے تیزی سے چلا کر ہو چھا، "کون ہو تم؟"

الروح کے جوابی جواب نے بے اختیار سمیع کے چہرے کے رنگ بدل دیے تھے۔

الروح: "میں تمہاری روح ہوں۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ناولز کی دنیا
Novels Ki Duniya

ناولز کی دنیا

کے گروپ سے آپ کیا سیکھ سکتے ہیں

ناولز کی دنیا سے آپ مندرجہ ذیل پوائنٹس کو فالو کرکے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں کیونکہ یہ اردو ادب کا سب سے بڑا پلیٹ فارم ہے

- نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی اور سیکھنے کے لیے بہترین پلیٹ فارم
- ہر خاص موقع پر انعامی سرگرمیوں کا انعقاد
- اردو ادب کے بہترین اور شاہکار ناول
- آپ ایڈیٹرز سے کسی بھی وقت کسی بھی طرح کی ایڈٹ بنوا سکتے ہیں۔
- اچھا لکھنے والوں کو سیکھنے کے لیے ٹیم کے ساتھ کام کرنے کا سنہری موقع
- بہترین پوسٹیں کرنے والوں کے لیے پری اپرول
- بہترین اور سازگار ماحول
- تعاون کرنے والی انتظامیہ

مزید دلچسپ اور شاندار ناول پڑھنے کے لیے ہماری آفیشل ویب سائٹ کا وزٹ کریں

WWW.NOVELSKIDUNIYA.COM
WWW.NOVELSKIDUNYA.COM
Novels Ki Duniya
@ZOYATALIB77 (PAGE USER NAME)

اس دن کے بعد نحل کو کبھی موقع نہ مل سکا کہ وہ حمید کو مخاطب کر سکے۔ یہ کہنا درست ہو گا، حمید نے ہی ایسا موقع نہیں آنے دیا۔

کلاس میں کبھی کبھار بولنے والے حمید کو جیسے چپ لگ گئی۔ سر امتیاز سے بحث کے بعد اسے کبھی کسی نے کلاس میں بولتے نہیں سنا۔ حمید رجسٹر پر کچھ لکھتا نظر آتا یا پھر کھڑکی سے باہر جھانکتا نظر آتا۔

پہلے سمسٹر کے پیپرز ہوئے۔ سر امتیاز کے مضمون میں واحد حمید تھا جو فیل ہوا لیکن حمید کو دیکھ کر لگتا نہیں تھا کہ اسے پاس یا فیل کی کوئی فکر ہے۔ اس نے تو نوٹس بورڈ پر لگے رزلٹ کو دیکھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔ یہ دانش تھا جس نے حمید کو بتایا، "حمید صاحب! تم واحد ہو جو سر امتیاز کے مضمون میں فیل ہو۔"

جواباً حمید کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھری اور اس نے جواب دیا،

"who cares, revenge will be taken."

حمید زبان کا پکا تھا۔ اس نے ایسا بدلہ لیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

دوسرے سمسٹر میں 8 اکتوبر کا دن تھا۔ یہ دن نہ نحل بھول سکتی تھی، نہ اس کلاس کو کوئی بھی طالب علم۔

سر امتیاز لکچر شروع کر چکے تھے۔ وہ اکثر لیکچر دیتے دیتے ٹاپک سے ہٹ کر موجودہ ملکی حالات پر بات کرنا شروع کر دیتے تھے۔ اس دن بھی ایسا ہی ہوا۔

"بلوچستان کہنے کو تو پاکستان کا صوبہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہمیشہ سوتیلی اولاد والا سلوک ہوا ہے۔ معدنیات سے بھرپور یہ صوبہ ایسا بدنصیب ہے کہ اس کی دولت لوٹ لوٹ کر باقی صوبے کھا رہے ہیں اور یہ اتنی دولت ہوتے ہوئے بھی غریب ہے۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے 1971 میں بنگالیوں کے حقوق مارے گئے تو وہ اپنے حقوق کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور بالآخر اپنا الگ ملک بنا کر دم لیا۔ جہاں حقوق نہ دیے جا رہے ہوں وہاں حقوق چھین کر لینے کا سبق ہمیں اسلام بھی دیتا ہے۔" سر امتیاز بولتے جا رہے تھے اور زہر ذہنوں میں بھرتا جا رہا تھا۔

"کرتے جاؤ بکواس۔" اچانک تیز اور تلخی بھری حمید کی آواز کلاس میں گونجی۔

ایک دم سے کلاس میں سناٹا چھا گیا۔ پوری کلاس مڑ کر حمید کو دیکھ رہی تھی جو غصے سے سر امتیاز کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سر امتیاز کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں سننے میں غلطی ہو گئی ہو۔

"کیا کہا تم نے؟" سر امتیاز نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا، بکواس کرتے جاؤ۔" حمید نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاؤ ڈیئر یو؟ گٹ اپ اینڈ گٹ آؤٹ۔" سر امتیاز چیخ کر بولے۔

وہ ڈائس چھوڑ کر کلاس کے سامنے آ چکے تھے۔

"کیوں تمہارے باپ کی ذاتی یونیورسٹی ہے کیا؟ برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ تم جیسے لوگ کہتے ہیں بلوچستان کو حقوق نہیں دیئے جاتے اس لیے پسماندگی کے شکار صوبے میں نوجوانوں نے بندوقیں اٹھالیں۔ حقیقت میں بتاؤں؟ گیس کی رائلٹی، فنڈز، سب کچھ وہاں کے وڈیروں کو دیا جاتا ہے۔ وہ استعمال نہیں کرتے۔ اپنے وڈیروں اور نوابوں سے سوال کرنے اور پوچھنے کی تو عام لوگوں کی ہمت نہیں ہوتی اور نزلہ سارا حکومت پر گراتے ہیں کہ حکومت ایسی ہے۔ ان سے کیوں نہیں پوچھتے؟ ان کے خلاف کبھی احتجاج ہوا؟ آ جا کر سارا قصور، سارا احتجاج حکومت اور آرمی کے خلاف کیوں؟ بلوچ لبریشن آرمی، بلوچ ری پبلیکن آرمی، بلوچ لبریشن فرنٹ اور لشکر بلوچستان جیسی دہشت گرد تنظیموں کو چلانے والے باہر کیوں بیٹھے ہیں؟ پاکستان میں رہ کر کوشش کیوں نہیں کرتے؟"

"نواب اکبر خان بگٹی کا پوتا براہمداغ بگٹی، نواب خیر بخش مری کا بیٹا ہربیار مری اور سردار اختر مینگل کا بھائی جاوید مینگل برسوں سے پاکستان سے باہر بیٹھے ہوئے بلوچستان میں سکیورٹی فورسز کے خلاف کیوں لڑ رہے ہیں؟"

"کلبھوشن یادیو کہاں سے پکڑا گیا؟ وہ کیا کر رہا تھا؟"

"یہ باتیں تو تم نے کبھی نہیں بتائیں۔ یہ رخ کس نے دیکھانا ہے؟

حمید اپنی سیٹ سے کھڑا ہو کر سر امتیاز سے بھی اونچے لہجے میں مسلسل بات کرتے ہوئے کہا۔

سر امتیاز تو جیسے سن ہو چکے تھے۔

"تمہاری اتنی جرات، تم مجھ سے ایسے لہجے میں بات کرو۔" سر امتیاز نے حمید کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

حمید کے قریب جا کر انہوں نے حمید کے گریبان پر ہاتھ ڈالنا چاہا مگر اگلا ہی لمحہ سب کے لیے ایک دھماکہ ثابت ہوا۔

چٹاخ، چٹاخ کی آوازوں کے ساتھ کئی لڑکیوں کی دبی دبی چیخیں کلاس میں ابھریں۔ کچھ سٹوڈنٹ بے اختیار بوکھلا کر اپنی سیٹوں سے کھڑے ہو گئے۔

حمید کے دو زوردار تھپڑ سر امتیاز کے منہ پر پڑے۔ سر امتیاز لڑکھڑاتے ہوئے دو قدم پیچھے ہوئے۔

سب پر سکتہ طاری ہو گیا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھے اونچی آواز اور ہاتھ اٹھا کر خاموش کرا دو گے؟" حمید کی غصے میں بھری آواز نے جیسے سر امتیاز کے بدن میں پارہ بھر دیا۔

وہ غصے کے عالم میں کانپتے ہوئے حمید کی طرف بڑھے مگر اگلا لمحہ پچھلے لمحے سے زیادہ بدتر ثابت ہوا۔ کلاس والوں نے حمید کو صرف تھوڑا جھکتے ہوئے سر امتیاز کی طرف بجلی کی سی تیزی سے بڑھتے دیکھا اور سر امتیاز ہوا میں اچھل کر دو کرسیوں سے ٹکراتے ہوئے زمین پر جا گرے۔

اب کی بار تو شاید ہی کوئی لڑکی بچی ہو جس کی اس صورتحال کو دیکھ کر چیخ نہ نکلی ہو۔

دانش، سمیع اور دوسرے سٹوڈنٹس تیزی سے حمید کی طرف بڑھنے لگے۔

"بس! وہیں رک جاؤ! یہ تمہاری سوچیں سے زیادہ گھمبیر معاملہ ہے۔" حمید نے ایک انگلی ان کی طرف کرتے ہوئے اتنے تحکم اور رعب بھرے لہجے میں کہا کہ وہ سٹوڈنٹس وہیں رک جانے پر مجبور ہو گئے۔

سر امتیاز کھڑے ہوئے تو ان کی باچھوں اور ناک سے خون کی بوندیں نکل پڑیں تھیں۔

"سیکورٹی کو بلاؤ، اس کتے کا تو میں وہ حشر کروں گا کہ یہ ساری زندگی یاد کرے گا۔" سر امتیاز نے کلاس کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے چلاتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے وہ دروازے تک پہنچتے۔ دروازہ تیزی سے کھلا۔

"دروازے میں تین جوان مرد کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے باادب ہو کر سر امتیاز سے کہا، "سر! آپ نے سیکورٹی کو بلایا، ہم حاضر ہو گئے۔

"پکڑو اس لڑکے کو، پولیس کو بلاؤ، میں ابھی وائس چانسلر سے بات کرتا ہوں۔" سر امتیاز نے ان تینوں کی طرف پیٹھ کر کے حمید کی طرف منہ کرتے ہوئے چیختے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

جیسے ہی سر امتیاز نے پیٹھ ان کی طرف کر کے حمید کی طرف منہ کیا۔

اسی جوان نے جس نے پہلے سر امتیاز کو مخاطب کیا تھا، ایک زوردار ٹھوکر سر امتیاز کی پیٹھ پر ماری۔

سر امتیاز کی رفتار ٹھوکر کی وجہ سے تیز ہوئی اور وہ ڈائس سے جا کر ٹکرائے۔

سر امتیاز تیزی سے واپس مڑ کر ان جوانوں کو حیرت اور صدمہ بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ انہیں اب احساس ہوا کہ یونیورسٹی کی سیکورٹی میں آج تک ان جوانوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔

سر امتیاز کو سمجھ نہیں آ رہی تھی، یہ ہو کیا رہا ہے؟ پہلے چیختے چنگھاڑتے سر امتیاز کی زبان خاموش ہو چکی تھی۔

"سر! ہم سیکیورٹی والوں کو گھومنے پھرنے کا بڑا شوق ہے۔ آپ جو ٹور ڈیڑھ ماہ پہلے گرمیوں کی چھٹیوں میں لگا کر آئے ہیں، وہ جگہ اور لوگ ہمیں بہت پسند آئے ہیں۔ مسٹر حمید نے ایسی تصاویر اور ویڈیوز ہمیں دکھائی ہیں کہ ہم وہاں جانے کے لیے بے تاب ہیں۔ اسی لیے آپ کو لینے آئے ہیں تاکہ آپ ہماری رہبری کر سکیں۔ ان تینوں میں سے ایک دوسرے آدمی نے کہا۔

حمید کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ جبکہ یہ فقرہ سنتے ہی سر امتیاز کا رنگ فق ہو گیا۔

باہر راہداری سے آتی آوازوں سے پتہ چل رہا تھا کہ کافی لوگ وہاں بھی جمع ہو چکے ہیں۔

سر امتیاز نے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر ایسا لگا جیسے ان کی زبان اور الفاظ ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔

"چلو! تیسرا آدمی آگے بڑھا اور اس نے کالر سے پکڑ کر سر امتیاز کو تقریباً کھینچتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔

باقی دونوں بھی ان کے پیچھے بڑھنے لگے۔ واپس جانے سے پہلے ان تینوں نے حمید کی طرف دیکھ کر مسکراہٹیں اچھالیں اور ہاتھوں سے کچھ اشارے کیے۔

جواب میں حمید بھی مسکرایا اور کوئی اشارہ کیا۔

ان کے جانے کے بعد بھی کلاس میں سناٹا چھایا رہا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ جو کچھ پچھلے چند منٹوں میں ہو چکا تھا وہ سب کے لیے ناقابل یقین تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

راہداری میں موجود طلباب اس کلاس میں جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے جبکہ پوری کلاس ہونقوں کی طرح ایک دوسرے کے منہ تک رہے تھے سوائے ایک سٹوڈنٹ کے اور ظاہر ہے حمید تھا۔

"The battle of Waterloo was won on the playing fields of Eton."

یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں سب ٹیچرز کے ساتھ طلبا کی کثیر تعداد بیٹھی تھی۔ڈائس پر حمید موجود تھا۔اس نے پہلا فقرہ یہ بولا اور چپ کر گیا۔ تھوڑے توقف کے بعد کہنے لگا، "نپولین بوناپارٹ ایک بڑا کامیاب جنگجو تھا جس نے روس، مصر، آسٹریا اور نہ جانے کتنے ملکوں کو شکست دی اور آخر کار واٹرلو کی جنگ میں شکست کھا گیا۔اس کے مدمقابل ڈیوک آف ولنگٹن نے یہ فقرہ بولا تھا،واٹرلو کی جنگ ایٹن کے کھیل کے میدانوں میں جیتی گئی تھی۔" ایٹن برطانیہ میں ایک کالج تھا۔مطلب یہ کہ اس کالج کے سٹوڈنٹس کی وجہ سے نپولین جیسے جنگجو کو شکست ہوئی۔اساتذہ کے ہاتھ میں قوم کے معمار ہوتے ہیں۔وہ چاہے تو اس سے قوم کو بنا بھی سکتا ہے اور تباہ بھی کر سکتا ہے۔"

"مشرقی پاکستان کا بنگلہ دیش کا بننا ایک سانحہ تھا۔کیا آپ کو پتہ ہے کہ اس سانحے کی بنیاد بھی کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑی۔بنگالی مسلمان پڑھے لکھے کم تھے اور کالج، یونیورسٹیوں میں اکثر اساتذہ پڑھے لکھے ہندو یا کمیونسٹ تھے جنہوں نے 1948 کے بعد زہر گھول گھول کر ایک ایسی نسل تیار کی جو مکتی باہنی کے روپ میں سامنے آئی۔جس کی رگوں میں پاکستان سے نفرت دوڑتی تھی۔جنہوں نے سب سے زیادہ کردار ادا کیا یہ ملک توڑنے میں۔"

"آج بھی کچھ ملک دشمن عناصر ایسا ہی کرنا چاہ رہے ہیں۔میں یہاں کچھ مثالیں پیش کرنا چاہوں گا۔"

"کامسیٹس ایک سرکاری یونیورسٹی ہے اس کا پروگرام انچارج آفیسر شاہ خالد محمود سخت کابل نواز ہے اور روزانہ

TTP

میں شامل پاکستانی ممبرز کی تصاویر اور جنازے شیئر کرتا رہتا ہے۔یہیں پر بس نہیں شاہ خالد محمود افغانستان کی فنڈنگ یافتہ پی ٹی ایم کے سوشل میڈیا کا اہم رکن ہے جو پی ٹی ایم کے ریاست مخالف بیانیے کو سوشل میڈیا اور یونیورسٹی میں پرموٹ کرتا ہے۔"

"لمز یونیورسٹی جو اسلام بیزاری میں اور لادینیت میں سب سے آگے ہے اس کی پروفیسر ندا کرمانی جو کہ

پاکستانی نژاد امریکن باپ اور بھارتی نژاد امریکن ماں کے بطن سے پیدا ہوئیں، یہ ندا کرمانی دہلی سے تعلق رکھنے والی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

NGO

میں نوکری کرتی رہیں اور پھر اچانک پاکستان آگئی اور

LUMS

یونیورسٹی میں پروفیسر بن گئی۔

ایک دہلی بیسڈ این جی اوز کی کارکن اور لمز کی پروفیسر جو کہ بی ایل اے (بلوچستان لبریشن آرمی) میں جانے والے طالب علموں کو سپورٹ بھی کرتی ہیں ان کے مقاصد جاننے کے لیے پاکستان میں این جی اوز کا ماضی دہرانا ہو گا۔"

"این جی اوز کے فنڈز دہشت گردی اور پاکستان میں دہشت گرد علیحدگی پسند تنظیموں کے لیے ہمیشہ سے استعمال ہوتے آئے ہیں۔ "

"لمز کی پروفیسر ندا کرمانی سکیورٹی فورسز پر حملہ آور دہشت گردوں کو مزاحمتی گروپ کہتی ہیں۔اس سے لمز کی اس پروفیسر کی ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔"

"لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنس (لمز) کے ہی ایک اور اسسٹنٹ پروفیسر تیمور الرحمان ایک کمیونسٹ ہے، اور میرا جسم میری مرضی نظریے کو پروان چڑھاتے ہوئے لادینیت نظریوں کا پرچار کرتے ہوئے طلبا پر اثر انداز ہوتا ہے۔"

"اسی پروفیسر تیمور الرحمن نے یونیورسٹی کے طلباء و طالبات کا ایک گروپ تیار کیا اور پھر "رنگ" نامی این جی او کی معرفت سے طلباء و طالبات کے اس گروپ کو لے کر چناب نگر (ربوہ) میں قادیانیوں کے مرکز میں جا پہنچے جس کو مطالعاتی دورہ کا نام دیا گیا اس متنازعہ دورے میں قادیانی مرکز میں طلباء کو پروجیکٹر کے ذریعے قادیانیوں کی سرگرمیاں دکھائی گئیں طلباء کو قادیانیت کے متعلق لیکچر دیا گیا یہ سب مفت نہیں تھا اس کے پیچھے ڈالر گیم تھی جس کے ہرکارے لمز کے پروفیسر ز ہیں۔"

"اسی طرح شہداد بلوچ جو کے سکیورٹی فورسز کے ساتھ جھڑپ میں مارا گیا وہ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پاکستان سٹڈیز

NIPS

میں زیر تعلیم تھا،

NIPS

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

قائداعظم یونیورسٹی کے تحت کام کرتا ہے. اس کا سربراہ افغانستان نوازیے اور ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے کسی بھی حد تک جاتا ہے یعنی کابل نواز پشتون ہے۔"

"کابل نواز پشتون ہی وہ غدار ہیں جو کھاتے بھی پاکستان کا ہیں، کاروبار بھی یہاں ہیں اور بھونکتے، کاٹتے بھی پاکستان کو ہیں۔"

"دنیا میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان میں شورش کے لیے "را" بی ایل اے کی بھاری فنڈنگ کرتی ہے اور "را" کے مفادات کا تحفظ کابل کرتا ہے یعنی این ڈی ایس۔"

"افغانستان میں بی ایل اے کے دہشتگردوں کو سیف ہاوسسز دیئے جاتے رہے۔"

یہاں پہنچ کر حمید کے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ اور وہ کہنے لگا، "الحمدللہ بھارت کی یہ سرمایہ کاری افغانستان میں ڈوب چکی ہے۔ جس پر بھارت تڑپ رہا ہے۔ اس کے لیے میں طالبان کو تھینکس کہنا چاہوں گا۔"

"سی ایس پی آفیسر بنتے بنتے دہشتگرد کیوں بن رہے ہیں؟

آج یونیورسٹیز میں نوجوانوں کے برین واش ہوتے اور ان کو مرتے دیکھ کر مشرقی پاکستان کا ماضی تازہ ہو جاتا ہے"

"آج یونیورسٹیز میں کابل نواز ٹیچر، بھارت کی فنڈنگ یافتہ بی ایل اے کے لیے وہی سروسز فراہم کر رہے ہیں

جو مکتی باہنی کے لیے ہندو اساتذہ نے مشرقی پاکستان کی یونیورسٹیوں میں انجام دی تھیں ہندو اساتذہ نے طلباء کے زہنوں میں پاکستان کے لیے وہ زہر بھرا تھا کہ پاکستان ٹوٹنے اور بنگلہ دیش بننے کی ابتدا ڈھاکہ یونیورسٹی سے ہوئی تھی۔ جس طرح ایٹن کالج کے میدان نپولین کے خلاف تیاری میں استعمال کیے گئے تھے۔"

"وقت بدل گیا لیکن انداز نہیں بدلا جس طرح آج قومیت کا بیج بو کر نوجوانوں کا زہن پراگندہ کیا جا رہا ہے ویسے ہی مشرقی پاکستان میں ہندو اساتذہ نے خود دو قومی نظریہ اور پاکستان مخالف اور خاص کر کمیونسٹ لٹریچر تیار کیا نسلی اور لسانی بیج بوئے اور ان ہندو اساتذہ کی تیار کردہ نوجوان طلبا کی فصل کی آبیاری مکتی باہنی نے کی۔"

"سوویت یونین کی بدنام زمانہ انٹیلی جنس ایجنسی کے جے بی کے سابق ایجنٹ

Yuri Bezmenov

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

کہتے ہیں پاکستان کو توڑنے کے لیے ماسکو نے انڈین زمین استعمال کی مشرقی پاکستان کے طلبا کو بھارت لیجا کر ٹریننگ دی جاتی تھی یوری بزمینوف بتاتا ہے کہ مشرقی پاکستان میں یونیورسٹی کے طلباء اور اساتذہ کو ابتدائی طور پر شورش پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا گیا اساتذہ نے یونیورسٹیز میں پراپگنڈے کی ابتدا کی. ہم کل بھی سازشوں کا شکار تھے ہمیں معلوم تھا کہ بھارت نے ہمیں ہمارے ہی لوگوں کی مدد سے دو ٹکڑے کیا اور اس کی پشت پناہی امریکہ اور روس نے کی ہمیں آج بھی معلوم ہے کہ نسلی لسانی تنظیموں کا پشت پناہ کون ہے ہمارے اندر کے ہی لوگ ہماری درس گاہوں کی کرسیوں پر چڑھے بیرونی مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں۔"

"جیسا کہ ایک کیمونسٹ عمار علی جان جو کہ لاہور کی فارمین کرسچن کالج یونیورسٹی (ایف سی سی) میں پولیٹیکل سائنس کی تعلیم دیتا تھا طلبہ کے گروپس بنا کر ان میں پاکستان کی تاریخ، سیاست اور اداروں کا ایک مسخ شدہ نظریہ پیش کرتا پاکستان مخالف سرگرمیوں میں باقاعدگی سے حصہ لیتا رہا ایف سی سی نے متعدد بار اس کی سرگرمیوں پر اسے تنبیہ کی اور بالآخر گزشتہ سال اسے ایف سی سی یونیورسٹی سے نکال دیا گیا عمار علی خان کے کیس میں ثابت ہوتا ہے کہ یونیورسٹی انتظامیہ تمام کرتوتوں سے واقف ہوتی ہیں۔"

"ہماری جامعات ایسی ہی جونکوں اور سانپوں کی وجہ سے تیزی سے کمیونزم، لبرلزم، اور لادینیت کا شکار ہو رہی ہیں۔ شاید آپ نے نوٹ کیا ہو، لبرل ازم اور مذہب سے بیزاری بڑھتی جا رہی ہے اس ایک بنیادی وجہ بھی یہ ہی ہے۔"

"امتیاز بھی ایک ایسا ہی بندہ تھا جس کے رابطے ملک دشمن عناصر سے تھے اور اسی وجہ سے ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کی نشاندہی اور ان کا منہ توڑ جواب دینا ہر شخص کے ذمہ ہے پھر چاہے وہ طالب علم ہو، کولیگ ہو یا ادارہ ہو۔ امید ہے آپ سب اس ذمہ داری کو پورا کریں گے۔" اتنا کہہ کر حمید ڈائس چھوڑ کر سٹیج سے نیچے اترا اور باہر کی جانب چل پڑا۔"

اس دن ہی نحل کی آخری ملاقات اور بات حمید سے ہوئی۔

تیزی سے بھاگتے ہوئے نحل، یونیورسٹی کی پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے حمید کے پیچھے آ کھڑی ہوئی۔

"تم ایک سراب کے پیچھے کیوں بھاگ رہی ہو۔" حمید نے بنا پیچھے مڑے نحل کے بولنے سے پہلے کہا۔

"کچھ لوگوں کی زندگی سراب کی مانند ہوتی ہے اور سراب ہی سراب کو رد کر سکتا ہے۔" نحل نے تیز سانسوں میں کہا۔

"سراب لوگوں کو گمراہ کر کے رستے سے بھٹکا دیتا ہے۔" حمید نے پہلی بار مڑ کر نحل کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"جن کا راستہ اور منزل ہی سراب بن جائے، وہ کہاں جائیں۔" نحل نے آخری بار حمید کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

حمید لاجواب ہو گیا۔

"سراب کو منزل بنانے والا ساری زندگی بھٹکتا رہتا ہے۔ یہ وہ سچ ہے جو جھوٹ ہوتا ہے۔ نظر کچھ آتا ہے در حقیقت ہوتا کچھ اور ہے۔" حمید نے نحل سے نظریں ہٹا کر اپنے پاؤں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"زندگی بھی تو جھوٹ ہے، اس جھوٹ کو ایک سراب کو ساتھ ہی زندگی گزارنا زیب دیتا ہے۔"

یہ واضح اعتراف تھا لیکن ان ذو معنی الفاظ کا حمید نے نحل کو کبھی جواب نہیں دیا۔

"مجھے جانا ہے۔" یہ کہہ کر حمید واپس مڑا اور تیزی سے چلنے لگا۔

ایک پل کے لیے نمل کی نظریں حمید کے ہاتھ میں دبی چابی اور اس کے ساتھ جھولتی کی رنگ پر پڑی۔

"اب تو بتا دو تم کون ہو؟ اب نہیں آؤ گے یونیورسٹی؟ کہاں جاؤ گے اب؟" نحل نے نم آنکھوں سے ایک ہی سانس میں سوال پوچھے۔

"آگے کہاں جانا ہے، اس سوال کا جواب میرے پاس بھی نہیں ہے۔ اور اسی لاعلمی میں تمہارے تینوں سوالوں کا جواب ہے۔" یہ کہہ کر حمید نحل کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

نحل اس لاعلمی سے واقعی جان گئی کہ، "وہ کون ہے۔"

"اس کا کیا مطلب ہے تمہاری روح ہوں؟ تم ہو کون؟" سمیع نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس دو آپشنز ہیں، نمبر ایک: میرے بارے میں جان لو۔ نمبر دو: نحل نے وہ قتل کیوں کیا؟ اس بارے میں جان لو، اب آگے تمہاری مرضی۔" الروح کی لہجے سے پتہ چل رہا تھا، وہ اس صورتحال سے لطف اٹھا رہا ہے۔

"مجھے نحل کے بارے میں جاننا ہے، تم جاؤ۔۔۔" جذبات میں آکر سمیع کے منہ سے پورا فقرہ نکلتے نکلتے رہ گیا۔

"میں جاؤں بھاڑ میں۔" دوسری طرف سے ایک ہلکے سے قہقہے سے کہا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سمیع خاموش ہو گیا۔ اس کا بس چلتا تو فون میں گھس کر الروح کی گردن دبوچ لیتا۔

"خیر تمہیں نیکی کرنے کا موقع دے رہا ہوں ورنہ نحل کو پھانسی سے بچانا کوئی مشکل کام نہیں۔" الروح نے پراسرار سے آواز میں خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"وہ کیسے؟" بے اختیار سمیع کے منہ سے نکلا۔

"یہ تمہارا سر درد نہیں۔" الروح نے دوٹوک جواب دیا۔

واپس اسی تھانے جاؤ اور حوالات میں قید اس شخص سے کہنا، الروح کی امانت دے دو۔ وہ تمہیں میری رکھی گئی ایک امانت دے دے گا۔ اس سے تمہیں سارے حالات کا پتہ چل جائے گا کہ ہوا کیا تھا؟" الروح نے اتنا کہہ کر کال کاٹ دی۔

سمیع نے فوراً دوبارہ وہی نمبر ملایا لیکن اسے حیرت کا جھٹکا لگا جب آگے سے پیغام سنایا گیا، "آپ کا ملایا گیا نمبر کسی کے استعمال میں نہیں۔" اس نے حیرت سے فون کی طرف دیکھا اور کندھے اچکاتا ہوا واپس تھانے کی طرف چل پڑا۔

تھانے پہنچ کر ایس ایچ او کو ہاتھ سے سلام کرتے ہوئے وہ تیزی سے حوالات کی طرف بڑھا جہاں وہی میلا کچیلا سا شخص فرش پر لیٹا سو رہا تھا۔ قریب جا کر سمیع نے دو تین آوازیں لگائیں۔

اس شخص نے آنکھیں کھولیں اور پورا اٹھنے کی بجائے لیٹے لیٹے کہنیوں کے بل تھوڑا سا اوپر اٹھ کر سلاخوں کی طرف دیکھا۔

"مجھے الروح کی امانت چاہیے۔" سمیع نے سیدھا مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔

اس شخص نے بنا کچھ کہے، اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک یو ایس بی نکال کر سمیع کی طرف پھینکی۔

یو ایس بی پھسلتی ہوئی ایک سلاخ سے ٹکرا کر رک گئی۔

سمیع نے جھک کر یو ایس بی اٹھائی اور اس شخص کی طرف دیکھا جو پھر سے لیٹ کر آنکھیں بند کر چکا تھا۔

سمیع تیز رفتاری سے ملک ولا کی طرف روانہ ہوا۔

بیس منٹ بعد سمیع اور ملک وسیم صوفے پر بیٹھے ٹیبل پر موجود ایک لیپ ٹاپ کی سکرین کو گھور رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یو ایس بی فولڈر میں بس ایک ہی ویڈیو موجود تھی۔

آخر کار وہ لمحہ آ ہی چکا تھا جب قتل کی وجہ پتہ چلنی تھی۔ دونوں کے چہرے پر ہیجان کی وجہ سے سرخی چھائی تھی۔

سمیع نے ایک گہرا سانس لیا اور ویڈیو پلے کر کے فل سکرین کر دی۔

ویڈیو میں ایک نیلی انتہائی مدھم سی روشنی میں ایک سیاہ رنگ کا ہیولا کرسی پر جھولتا نظر آ رہا تھا۔ جس کا چہرہ واضح نہیں۔ بس اتنا پتہ چل رہا تھا کہ کوئی کرسی پر جھول رہا ہے۔

تین سیکنڈ کی ویڈیو کے بعد آواز آنا شروع ہوئی۔

" !ملک وسیم"

ملک وسیم بے اختیار اپنے نام پر چونکا۔

"والدین کو اولاد سے اتنا غافل نہیں ہونا چاہیے کہ انہیں خبر ہی نہ ہو کہ ان کا بیٹا کب کس پٹری سے اتر کر کسی اور پٹری پر چڑھ چکا ہے۔"

"آپ کے بیٹے پر ہماری نظر تھی۔ کچھ ہی دنوں میں اس کے خلاف کاروائی ہونے والی تھی لیکن اس سے پہلے ہی نحل نے آ کر اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ اس کی وجہ سے ہمیں بھی نقصان ہوا لیکن خیر جتنا مواد ہمیں مل چکا، اس سے امید ہے کچھ زیادہ محنت کر کے مقصد حاصل کر لیا جائے گا"

سمیع اور ملک وسیم دونوں اپنے ماحول سے بے خبر ہو چکے تھے۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد پھر آواز آنے لگی۔

"حال ہی میں ہماری توجہ ایک ایسے ایشو کی طرف ہوئی ہے جس کا ماضی، حال اور مستقبل پاکستان کی ملکی سلامتی کے خلاف کاروائیوں پر مشتمل ہے۔ شروع شروع میں ہم اسے ایک عام سا مذہبی معاملہ سمجھتے رہے لیکن اب جبکہ ہم نے تحقیق کی تو بہت انکشافات ہوئے جس کی وجہ سے ہم سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہم اب تک غفلت میں پڑے رہے۔"

سمیع جان چکا تھا، یہ الروح ہے جس سے اس کی بات فون پر ہو چکی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"آپ کا بیٹا ایک ایسے مذہبی گروہ کے ہتھے چڑھ چکا تھا جو ملکی سلامتی کے خلاف کام میں مصروف ہے۔ اس گروہ نے سات سال آپ کے بیٹے پر محنت کی، اور آپ کے بیٹے کی آخری دو گرل فرینڈز کا تعلق اسی گروہ سے تھا۔ جنہیں آپ کے بیٹے کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے سامنے لایا گیا اور آپ کا بیٹا آخر تک یہی سمجھتا رہا کہ وہ دونوں کو بیوقوف بنا رہا ہے مگر در حقیقت وہ بیوقوف بنتا رہا۔"

"میں براہ راست نحل اور آپ کے بیٹے قیصر کی طرف آتا ہوں۔ قیصر دین اسلام چھوڑ کر قادیانی ہو چکا تھا اور ان کے مقاصد کے لیے کام کر رہا تھا جس کے ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں۔ نحل کو بھی وہ اسی طرف لانا چاہ رہا تھا۔"

"پہلے پہل تو یہ ہی سمجھا جاتا رہا کہ قادیانی کے خلاف ایک سیاسی اور ذاتی مفاد کے لیے ایشو بنایا جاتا ہے، حالانکہ وہ ایک فرقہ ہے۔ ان سے اختلاف صرف نبوت کے سلسلے میں ہے کہ ان کا ماننا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو مسیح آنا تھا وہ مرزا غلام احمد ہی ہے۔ یہی سوچ شروع میں نحل کی تھی۔"

"لیکن جب قیصر نے نحل کو باقاعدہ قادیانی ہونے کی دعوت دی تو نحل نے وقت مانگا جو قیصر نے بخوشی دے دیا۔ نحل کو ایک پراجیکٹ کے سلسلے میں قیصر کی مدد درکار تھی اور قیصر نے مدد کی یقین دہانی کروائی جس کی وجہ سے ان کا ملاقات کرنا روٹین بن چکا تھا۔"

"نحل وقت لے کر گھر آئی تو وہ شش و پنج میں تھی کیونکہ قیصر نے اس "تبدیلی" کو اتنا معمولی دکھایا تھا کہ نحل کو محسوس ہی نہیں ہوا کہ یہ کوئی بڑی بات ہے۔ نحل کو پتہ تھا کہ ایک مسیح نے آنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی، تو ممکن ہے کہ قادیانی ٹھیک ہوں۔ ان کا کلمہ ایک، نماز ایک، روزہ ایک، کسی بھی چیز میں تو اختلاف نہیں سوائے بس ایک مسیح والے معاملے میں۔ یہ وہ سوچیں تھیں جو نحل کے ذہن میں ابھریں۔"

"اس شش و پنج کی کیفیت سے نکلنے کے لیے انہوں نے ایک عالمہ سے ملاقات کی اور اس سے سوال کیا، "آپ قادیانیوں کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ جب کہ صرف ایک مسئلہ پر اختلاف ہے۔" عالمہ نے جواب میں نحل کو وہ بریفنگ دی کہ نحل کے ہوش اڑ گئے۔"

"عالمہ نے نحل کو بتایا کہ ویسے تو بہت ساری وجوہات ہیں لیکن وہ صرف چند وجوہات سامنے رکھیں گی۔ عالمہ نے کہا، "قادیانی اللہ کی توہین کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، حضور کی توہین کرتے ہیں، اہل بیت کی توہین کرتے ہیں، صحابہ کی توہین کرتے ہیں، دوسرے انبیاء کی توہین کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہیں، حضرت مریم کی توہین کرتے ہیں، تمام مسلمانوں کو گالیاں نکالتے ہیں۔"

"نحل نے حیران ہوتے ہوئے کہا، "نہیں ایسا تو نہیں ہے۔ کیسے توہین کرتے ہیں؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

عالمہ نے کہا، "وہ ان عقائد کا اظہار سر عام نہیں کرتے کیونکہ وہ اقلیت میں ہیں انہیں پتہ ہے کہ ایسا کرنے سے مارے جائیں گے، اس لیے منافقت کرتے ہیں اور توہین کیسے کرتے ہیں وہ میں تمہیں بتاتی ہوں۔ جیسا ہمارے لیے قرآن ہے نا ایسے ہی قادیانیوں کے لیے ایک کتاب ہے جسے تذکرہ کا نام دیا گیا ہے۔ اگر وہ قرآن کا لفظ استعمال کرتے تو مسلمان ان پر ٹوٹ پڑتے۔ قرآن کے بہت سارے نام ہیں جیسے سورت عبس آیت 11 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، "کلا انھا تذکرۃ۔۔۔" تو یہاں اللہ تعالیٰ قرآن کو تذکرہ کے نام سے پکار رہے ہیں۔ اسی لیے مرزا قادیانی ملعون نے اس کتاب کا نام قرآن کے نعم البدل نام تذکرہ کے نام پر رکھا۔"

"اسی قادیانیوں کے قرآن یعنی تذکرہ کتاب کے صفحہ نمبر 152 پر مرزا ملعون اللہ تعالیٰ کی توہین کرتے اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے، میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔" اسی کتاب کے صفحہ 154 پر نعوذ باللہ لکھتا ہے، "میں اس وقت یقین کرتا تا کہ میرے اعضا میرے نہیں بلکہ اللہ تعالی کے اعضاء میں اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہوئیت سے قطعاً نکل چکا ہوں۔ اب کوئی شریک اور متنازع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالی میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں بس میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو مالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔"

"نحل بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور اس کے چہرے پر وحشت ناچنے لگی تھی۔"

"عالمہ نے مزید بولتے ہوئے کہا، "غرض اسی طرح کی مزید بکواسات اسی صفحے پر موجود ہے جیسا کہ میں نے آسمان پیدا کیا اور آدم کو پیدا کیا۔ اب تم ہی بتاؤ ایسے شخص کو اور ایسے شخص کو ماننے والا کو میں کیا کہوں؟" عالمہ نے نحل سے سوال کیا۔ مزید سنو اسی کتاب کے صفحہ 144 پر ملعون لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسا بیٹا دیا جس میں فلاں فلاں خصوصیات ہیں، ایسا سمجھ لو جیسے خدا زمین پر اتر آیا۔ نعوذ باللہ نعوذ باللہ خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ؟"

"اسی کتاب کے صفحہ 442 اور کتاب البشریٰ جلد ایک صفحہ 49 پر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے کہا کہ تو میرے بیٹے جیسا ہے۔" نحل بے اختیار چلا اٹھی، "بس کریں، میں نہیں یہ سب سن سکتی۔" عالمہ نے اس کی طرف دیکھا اور کہا، "یہ سب سننا، جاننا، پڑھنا ضروری ہے تا کہ ہم حقیقت سے واقف ہو سکیں، فتنے کے توڑ کے لیے فتنے کا جاننا ضروری ہے، ان تمام پوائنٹس کا پتہ ہونا ضروری ہے جن کی بنیاد پر ہم ان لعنتیوں پر لعنت بھیجنے کے حقدار

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

ہونے کا ثبوت دے سکیں۔ پلیز! بیٹھ جاؤ۔ نحل بیٹھ تو گئی لیکن اس کے بدن کی لرزش واضح نظر آ رہی تھی۔ اس نے تو یہ سب کچھ کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔"

"روحانی خزائن کتاب جلد 18 صفحہ نمبر 212 پر لعنتی شخص لکھتا ہے کہ میں ہی محمد ہوں (نعوذ باللہ)، میں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسرے کا عکس ہیں۔ پہلے بھی میں آیا تھا اور اب بھی وہی محمد میں ہوں۔ مجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔"

"کلمتہ الفصل کتاب صفحہ 105 پر بکواس کرتا ہے اور قرآن کریم کی ایک آیت کی غلط تشریح کرتے ہوئے کہتا ہے کہ قرآن پکار پکار کر کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار پھر دنیا میں آئیں گے۔ اب جب میں اچکا ہوں تو کسی قسم کا کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔"

"روحانی خزائن کتاب کی جلد نمبر 22 اور صفحہ 76 پر انبیاء کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں آدم ہوں، شیث ہوں، نوح ہوں، ابراہیم ہوں (علیہ السلام)، اور بہت سارے نبیوں کے نام لے کر آخر میں کہتا ہے، محمد ہوں احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں، مظہر اتم ہوں۔"

نحل نے اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا اور سسکیاں لینی لگی۔ یہ احساس شدت سے ہوا تھا کہ وہ کس طرف کو جانے لگی تھی۔

"روحانی خزائن کی جلد 11 صفحہ 291 پر شدید بکواس کرتے ہوئے لعنتی، دوزخی شخص لکھتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تین نانیاں تھیں جو زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ نعوذ باللہ نعوذ باللہ اسی گندے خون سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جو خود بھی ایک بدکردار شخص تھے۔"

نحل نے اپنے کان بند کر لیے۔

عالمہ کے چہرے پر بھی آنسو رواں تھے مگر وہ چپ نہیں ہوئی اور کہنے لگی، یہ سب باتیں کرتے ہوئے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے مگر جاننا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو ان کے اس مکروہ چہرے کا پتہ چل سکے۔"

"روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194 پر اہل بیت کی گستاخی کرتے ہوئے اشعار کی شکل میں کہتا ہے، کہ میرا اور حسین کا کیا مقابلہ، یہ اسلام پر مصیبت ہے کہ میں کستوری کی خوشبو اور وہ غلاظت کا ڈھیر ہے۔ نعوذ باللہ۔

اگلے شعر میں کہتا ہے کہ سو سو حسین (علیہ السلام) میری جیب میں پڑے ہیں۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میری بس ہو چکی ہے میں مزید نہیں بتا سکتی جو جو غلاظت اور گندگی بھری ہے ان زندیقوں میں۔ یہ صرف مثالیں دی ہیں۔ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو مدکاروں کی اولاد کہتا ہے گالیاں نکالتا ہے۔ میں کیا کیا بتاؤں جو جو بکواسات اس لعنتی شخص نے کیں۔"

"افسوس کی بات ہے کوئی ہمارے گھر والوں گالی دے تو خون کھول اٹھتا ہے مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے اللہ کی توہین کرنے والے، انبیاء کرام علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت، اصحاب اور خود ہمیں گالیاں اور ہم پر بھونکنے والوں سے ہم دوستیاں رکھتے ہیں، کاروبار کرتے ہیں اور ان کو پالتے ہیں۔ سوشل بائیکاٹ کا کہا جائے تو انسانیت جاگ جاتی ہے۔ سزائیں دینا، قوانین پر عمل درآمد کرانا حکومت کا کام ہے مگر جو ہم کر سکتے ہیں وہ تو کریں۔ ہر بستی، گاؤں، شہر میں چند گھرانے قادیانیوں کے ہوتے ہیں، ان کو دودھ دینے والا، اشیائے خوردونوش دینے والا، ان کے کاروبار کو فروغ دینے والے ہم مسلمان ہی ہیں۔ اس معاملے میں سوشل بائیکاٹ کا درس خود ہمیں اسلام دیتا ہے اور اسلام سے زیادہ انسانیت کا علمبردار کون ہو سکتا ہے؟" عالمہ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی۔"

"نحل نے کچھ نہیں کہا اور خاموشی سے اٹھ کر باہر کی طرف چل پڑی۔"

"اس کے بعد وہ قیصر کے پاس پہنچی اور اداکاری کرتے ہوئے کہنے لگی کہ وہ قادیانی ہونے کے لیے تیار ہے ویسے بھی اس کو مذہب میں کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ قیصر اس اداکاری کو نہ سمجھ سکا اور خوش ہو گیا۔ وہاں کچھ کتابیں پڑیں تھیں قادیانیوں کی جو نحل نے اٹھا کر نظر ڈالی اور واپس رکھ دیں۔ باتوں باتوں میں قیصر کھلتا گیا اور نحل اسے اس کے نظریات بیان کرنے پر اکساتی رہی۔ جب معاملہ برداشت سے باہر ہونے لگا تو نحل نے غصے سے چیخ کر قاسم کو برا بھلا کہا اور لعنتیں بھیجنی لگی۔ قیصر نے بھی جذبات میں آکر اپنے نظریات کے مطابق اپنی طرف سے نحل کو جذباتی و دماغی تکلیف دینے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی شروع کر دی۔ اسے اندازہ نہیں تھا وہ کتنی بڑی غلطی کر رہا۔ اس کا نحل کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا نحل کو پاگل کر گیا۔ اس نے شیشے کا جگ اٹھا کر قیصر کے سر پر مار کر ایک شیشے کی بوتل بھی سر پر دے ماری۔ بوتل ٹوٹ گئی اور آدھی بوتل نحل کے ہاتھ میں رہ گئی۔ جس کا نچلا سرا دو دھاری خنجر بن چکا تھا۔ نحل نے اسے خنجر کی طرح ہی استعمال کرتے ہوئے قیصر پر وار کرنا شروع کر دیے۔"

"وہ روتی جاتی تھی اور ساتھ ساتھ کہتی رہی، میں گناہ گار ہوں مگر مجھے حضور سے جھوٹی ہی سہی مگر محبت ہے۔ مجھے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جھوٹ ہی سہی محبت ہے، مجھے حضور سے محبت ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وہ روتی رہی اور چلا چلا کر یہی کہتی رہی اور وار کرتی رہی۔ قیصر کب کا جہنم واصل ہو چکا تھا مگر نحل دیوانہ وار وار کرتی رہی۔ اس کا اپنا ہاتھ زخمی ہو چکا تھا مگر اسے پرواہ نہ رہی۔"

ویڈیو میں موجود شخص خاموش ہو چکا تھا۔ ایک سی سی ٹی وی فوٹیج چلنا شروع ہو گئی۔ ایک کمرے کی چھت میں لگا کیمرہ پورے کمرے کو کوور کرتے ہوئے صرف ویڈیو ریکارڈ کر رہا تھا۔ شروع میں قیصر اور نحل باتیں کرتے نظر آئے پھر آہستہ آہستہ تلخی بڑھتی گئی اور جیسے الروح نے بتایا تھا ویسے ویسے سب ہوتا چلا گیا۔

ویڈیو کے بعد پھر وہی ہیولا سامنے آیا۔

"یہ ایک پہلو تھا جو نحل کے سامنے آیا اور نحل کی وجہ سے یہ پہلو بھی ہمیں پتہ چلا مگر ہم دوسرے پہلو کی وجہ سے قیصر کے پیچھے تھے اور وہ پہلو ملکی سلامتی کے متعلق تھا۔ اس پہلو کا نحل کو نہیں پتہ تھا۔ اب میں یہاں ایک ویڈیو کلپ دکھاتا ہوں جس میں آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ کیسے ملک و قوم سے غداری کر رہے ہیں۔"

ملک وسیم اور سمیع ایسے گم صم بیٹھے تھے جیسے ان کا کوئی وجود ہی نہیں ہو۔ ہر بات سے بے خبر، سکرین پر ٹکٹکی باندھے وہ انسان نہیں پتھر کے بت لگ رہے تھے۔

بت بنے ملک وسیم اور سمیع کے سامنے ویڈیو چلنے لگی۔

ایک آواز بیک گراونڈ میں ابھرنی لگی۔

"ملک پاکستان کے ساتھ غداری کا آغاز تو قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے ہی کر دیا تھا جو مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا اور قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ تھا۔ وہ پاکستان بننے کے خلاف تھا۔ ایک موقع پر اخباری نمائندوں کے اس سوال کہ "کیا پاکستان کا قیام عملی طور پر ممکن ہے" کے جواب میں کہا تھا کہ "سیاسی و معاشرتی نکتہ نگاہ سے یہ ممکن ہو سکتا ہے تاہم میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ملک کو تقسیم کرنے کی ضرورت نہیں۔"

(اخبار الفضل 12 اپریل 1947ء)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہی اخبار 18 مئی 1947ء کی اشاعت میں مرزا موصوف کا یہ بیان بھی لکھتا ہے کہ " یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستاں متحد رہے، اگر ہم ہندوستاں کی تقسیم پر راضی رہے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائیں"۔

"سر ظفر اللہ خان، جو پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے۔ قائد اعظم حسین سہروردی کو وزیر خارجہ بنانا چاہتے تھے مگر وائسرے نے ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ بنانے کے دباؤ ڈالا اور یہاں تک دھمکی دی کہ اگر اسے وزیر خارجہ نہ بنایا گیا تو اختیارات پاکستان کو منتقل نہیں کیے جائیں گے۔ قائد اعظم نے پاکستان نہ ہونے سے بہتر ایسا پاکستان لینا بہتر جانا جو ادھورا تھا۔"

"اسی ظفر اللہ خان کے ایک فیصلے کی وجہ سے کشمیر بھارت کی گود میں گیا، دریاؤں کا کنٹرول بھارت کے پاس گیا کیونکہ کشمیر سے ہی سارے دریا پاکستان میں داخل ہوتے ہیں، لاکھوں مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑی، لاکھوں شہید ہوئے، گورداسپور انڈیا کے پاس گیا۔"

"یہ فیصلہ گورداسپور کو تحصیل کی بنیاد پر تقسیم کرنا تھا۔"

"تاریخ مسئلہ کشمیر پیدا ہونے کے بنیادی اسباب میں قادیانیت کو بھی ایک سبب گردانتی ہے، مورخین کی نظروں میں قادیانیت کا کردار مسئلہ کشمیر کے موجدین میں سے ہے، جب تین جون 1947ء میں مسلم لیگ نے تقسیم پنجاب و بنگال کے منصوبے کو مان لیا تو 30 جون 1947ء کو سر ریڈ کلف کی سربراہی میں تقسیم کے لیے حد بندی کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا، کمیشن کے پنجاب کے اراکین میں دو غیر مسلم ممبران کے علاوہ جسٹس محمد منیر اور جسٹس دین محمد شامل تھے جبکہ مسلم لیگ کی طرف سے ظفر اللہ خان وکیل تھے، ظفر اللہ خان اگرچہ مسلم لیگ کے نمائندے تھے مگر دراصل وہ قادیانی نمائندہ بن کر رہے، انہوں نے گورداس پور کے حوالے سے حکومت پاکستان کی اجازت کے بغیر ایسی رائے پیش کی جس سے بھارت کو کشمیر پہنچنے کا راستہ مل گیا، قادیانی کشمیر کے حوالے سے اپنا ایک مختلف نقطہ نظر رکھتے تھے، چنانچہ تاریخ احمدیت جلد نمبر 6 میں مولف دوست محمد شاہد صفحہ نمبر 445 میں لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کو کشمیر سے دلچسپی اس لئے ہے کہ کشمیر ہمارا ہے اس میں اسی ہزار قادیانی بستے ہیں نیز وہاں مسیح اول کا مدفن ہے (قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی کی قبر محلہ یار خان سری نگر میں ہے) اور مسیح ثانی کی بڑی جماعت ہے اس لئے یہ ہمارا ہے، شاعر کشمیر پروفیسر نذیر انجم کے انکشافات کشمیر میں قادیانی کارگذاری کے حوالے سے ہوش ربا ہیں نیز ڈاکٹر عبد الغنی اصغر کی کتاب "کشمیر کا عروج وزوال" بھی لائق مطالعہ ہے۔"

"ہوا یہ تھا کہ طے پایا تھا کہ جن اضلاع میں مسلمان اکثریت میں ہیں وہ پاکستان کو دے دیے جائیں لیکن جب بات گورداسپور ضلع کی آئی تو کانگریس نے موقف اپنایا کہ گورداسپور کی تقسیم تحصیل کی بنیاد پر کی جائے۔ مسلم لیگ کا موقف یہ ہونا چاہیے تھا کہ نہیں ضلع کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے۔ وجہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

یہ تھی اس وقت گورداسپور کی 4 تحصیلیں تھیں۔ سوائے ایک تحصیل پٹھانکوٹ کے باقی سب تحصیلوں میں مسلمان اکثریت میں تھے۔ تحصیل پٹھانکوٹ میں ہندو زیادہ تھے۔ اگر ضلع کی بنیاد پر تقسیم کی جاتی تو گورداسپور پورا ضلع پاکستان کے پاس آتا مگر تحصیلوں کی بنیاد پر پٹھانکوٹ انڈیا کے پاس چلا گیا جس سے انڈیا کو کشمیر تک پہنچنے کا راستہ مل گیا کیونکہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

گورداسپور کی تحصیل شکر گڑھ، گورداسپور اور تحصیل بٹالہ میں مسلمان اکثریت میں تھے لیکن یہاں قادیانیوں نے ایک اور غداری کی۔ تحصیل بٹالہ میں ہی قادیان ہے اور انہوں نے پاکستان کی۔ بجائے انڈیا میں رہنا پسند کیا۔ اس طرح یہ تحصیل بھی پاکستان کے ہاتھ سے گئی۔"

"قیام پاکستان کے بعد سات ستمبر 1947ء کی اشاعت میں " الفضل" لکھتا ہے کہ قادیان کی نواحی بستیوں " لنگل، جھینی، کھارا، وغیرہ" کو ہدایت کی جاتی ہے کہ پاکستان میں کلیم نہ کریں، کیونکہ یہ بندوبست جلد ختم ہونے والا ہے اور وہ قادیان جلد واپس آئیں گے۔"

وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کا کردار پارلیمانی تاریخ کا منفی ترین کردار رہا چنانچہ مسلم لیگ کے سینیر رکن اسمبلی میاں افتخار الدین کا اسمبلی فلور پر بیان تاریخ کا حصہ ہے کہ جس میں انہوں نے کہا کہ "جناب عالی، ہمارا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کیا کر رہا ہے، یہ شخص لازمی طور پر برطانوی مفادات کا نگہبان ہے، ہمارا معزز وزیر خارجہ ہم سے بلکہ امریکہ سے بھی زیادہ برطانیہ کا وفادار ہے، یہ کشمیر کا مقدمہ نہیں لڑ رہا بلکہ مزید اس کو الجھا رہا ہے

(میاں افتخار الدین کی تقاریر مرتبہ عبد اللہ ملک صفحہ 206)

جون 1958ء میں صیہونی رسالہ نے ظفر اللہ خان کی اسرائیلی سفیر کے ساتھ تصویر چھاپی جس نے بہت سے حلقوں کو مضطرب کر دیا۔ فاضل کالم نگار نے دعوی کیا کہ قائد اعظم نے ظفر اللہ خان کو بیٹا تک کہا مگر دوسری جانب ذرا دیکھیے کہ بھارت کے مشہور اخبار " ہندوستان ٹائمز" میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی خود نوشت سوانح عمری جو انیس سو چونسٹھ میں شائع ہوئی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ظفر اللہ قادیانی نے ان کے سامنے قائد اعظم کو گالی دی اور کہا کہ اگر پاکستان بن گیا تو ہندوں سے زیادہ مسلمانوں کا نقصان ہو گا، وہ کہتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد ایک مرتبہ ملاقات میں میں نے ان سے اس بابت استفسار کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے اس بیان پر آج بھی قائم ہوں مزید یہ کہ ان موصوف نے قائد اعظم کا جنازہ پڑھنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ آپ مجھے مسلمان ملک کا کافر وزیر سمجھیں یا کافر ملک کا مسلمان وزیر۔

سجاد ظہیر کی کتاب " پنڈی کیس" پڑھ لی جائے تو طبیعت اجلی ہو جائے گی، 1951ء کی شب حکومت کا تختہ الٹنے میں میجر جنرل ظہیر احمد قادیانی کی صورت میں ملوث تھا، پاکستان ٹائمز 13 مئی 1973ء کے مطابق اپریل 1973ء میں بھی اسی جرم میں تین قادیانی فوجی افسر میجر فاروق آدم خان،

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

اسکوارڈن لیڈر محمد غوث اور میجر سعید اختر ملک گرفتار ہوئے۔ بڈھ پیر اٹک میں دو جولائی 1973ء کو مقدمہ قادیانی فوجی افسران کے خلاف چلایا گیا۔

جولائی 2009 میں فرینکفرٹ جرمنی میں ایک چیرٹی ڈنر میں قادیانی جماعت کے سیکرٹری برائے خارجہ امور احمد عبد الرزاق نے کہا تھا کہ " پاکستان کا ایٹمی پروگرام اس کینسر کی طرح ہے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

"انڈیا نے 1967 میں اپنا ایٹمی پروگرام باقاعدہ شروع کر دیا تھا۔ صدر ایوب نے اطلاعات ملنے پر کہ انڈیا ایٹم بم بنانے جا رہا ہے، کوشش کی کہ پاکستان بھی ایٹم بم بنائے۔ نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبد السلام کو کو 1960 میں ایٹمی کمیشن کا سربراہ بنایا گیا۔ 1960 سے 1970 کی دہائی تک سوائے مختلف ادارے قائم کرنے کے، پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ 1970 کی دہائی میں ہی جب بھٹو کو پتہ چلا کہ انڈیا ایٹم بم بنانے کے بہت قریب ہے تو انہوں نے ایٹمی کمیشن کی خفیہ میٹنگ بلائی جس میں بھٹو نے زور دے کر کہا ہر حال میں ایٹم بم بنانا ہے تو ڈاکٹر عبد السلام اور ان کی ہی تجویز پر ایٹمی کمیشن میں شامل کردہ ڈاکٹر منیر قادیانی نے واضح مخالفت کی۔ بہانہ بنایا گیا کہ پاکستان کے پاس وہ سہولیات ہی نہیں ہیں۔ البتہ ڈاکٹر عبد السلام خاموش رہے۔"

"جب قادیانیوں کا کافر ڈکلیئر کر دیا گیا تو احتجاجاً ڈاکٹر عبد السلام نے استعفیٰ دے دیا اور اپنے ساتھیوں سمیت پاکستان چھوڑ کر چلا گیا۔"

"یہی پروگرام جب ڈاکٹر عبد القدیر کے زیر نگرانی چلا تو انتہائی تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچا۔"

"صدر ضیاء الحق 1980 کی دہائی میں امریکہ گئے۔ امریکہ کے صدر ریگن نے وہاں صدر ضیاء الحق سے کہا، "آپ ایٹم بم بنا رہے ہو۔" صدر ضیاء الحق نے صاف انکار کر دیا۔"

صدر ریگن غصے میں صدر ضیا کو ایک کمرے میں لے گیا۔

"کمرے میں داخل ہوتے وقت صدر ضیا نے دوسرے دروازے سے تیزی سے نکلتے ڈاکٹر عبد السلام کو پہچان لیا۔

"ٹیبل پر کھوٹہ نیوکلیئر ری ایکٹر کا ماڈل بنا ہوا تھا۔ صدر ریگن نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا، "تو یہ کیا ہے؟"

"صدر ضیا نے موقف بدلا اور کہا یہ تو ہم پیس فل ایٹمی توانائی کے لیے کام کر رہے ہیں۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"بعد میں صدر ضیاء الحق نے ڈاکٹر عبد السلام کو گالی دیتے ہوئے کہا، "اس کتیا کے بچے کو کبھی میرے سامنے نہ آنے دینا، اس نے معلومات امریکہ تک پہنچائی اور اسی لیے اسے نوبل پرائز دیا گیا۔"

"یاد رہے کہ ڈاکٹر عبد السلام کو نوبل پرائز دو دوسرے سائنسدانوں کے ساتھ شریک کر کے دیا گیا تھا جس میں ایک سائنسدان کو اعتراض بھی ہوا کہ ڈاکٹر عبد السلام کو کیوں شامل کیا جا رہا ہے۔؟" ڈاکٹر عبد السلام نے خود ایک انٹرویو میں مانا کہ اس نے کوئی خاص کام نہیں کیا بلکہ کسی اور سائنسدان کے کام کو آگے بڑھایا ہے۔"

"عاطف میاں جسے عمران خان نے قومی اقتصادی کونسل میں شامل کیا تھا، وہ بھی قادیانی تھا۔ اس کا نام نوبل انعام کے لیے جا چکا تھا لیکن عوام اور مذہبی تنظیموں کے احتجاج کے باعث اسے نکال دیا گیا۔ یہ بات اب طے شدہ ہے کہ عاطف میاں آئی ایم ایف کے پے رول پر ہے۔ اگر اس اقتصادی کمیٹی میں رہتا تو شاید اس کی "خصوصی" خدمات کے بدلے نوبل انعام مل بھی جاتا لیکن نکالے جانے کے بعد اب تک تو اسے یہ انعام نہیں ملا۔"

"ملک وسیم! بظاہر انتہائی با اخلاق نظر آنے والے یہ قادیانی میٹھے زہر سے اس قوم اور ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں۔ آپ کا بیٹا بھی ان کا کارندہ بن چکا تھا جس میں سراسر قصور آپ کا ہے کیونکہ آپ نے اپنے بیٹے کو اتنی ڈھیل دی اور چیک اینڈ بیلنس نہیں رکھا۔"

"مودی اسرائیل جاتا ہے تو وہاں قادیانیوں کے بنے الخیر سنٹر پر جاتا ہے، اسرائیلی وزیر اعظم، نریندر مودی اور اسرائیل میں قادیانی سنٹر مل کر آپس میں میٹنگ کرتے ہیں۔ مودی کا اسرائیلی قادیانی سے کیا مفاد ہے؟ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔"

"اسرائیل، اے پروفائل" نامی کتاب میں آئی ٹی نامانی، ایک اسرائیلی مصنف انکشاف کرتا ہے کہ 300 پاکستانی قادیانی لڑکے اور 300 پاکستانی قادیانی لڑکیاں، اسرائیل میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ کیسے اور کیوں پہنچے؟"

"قیام پاکستان سے اب تک، اس مخصوص طبقے کی غداری کی بے شمار مثالیں ہیں۔ آپ کا بیٹا بھی ان کا آلہ کار بنا ہوا تھا۔ وہ نحل کے ہاتھوں نہ بھی مارا جاتا تو ہمارے ہاتھوں مارا جاتا۔ اب آگے آپ دیکھ لیں کہ آپ کو کیا کرنا ہے؟"

ویڈیو ختم ہو چکی تھی۔

ویڈیو ختم ہونے کے بعد بھی کافی دیر تک ملک وسیم اور سمیع اسی طرح گم صم بیٹھے رہے۔

"اب آگے کیا کرنا ہے؟" سمیع نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے بالآخر خاموشی توڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"کیا کرنا ہے؟" ملک وسیم نے سمیع کی بات دہراتے ہوئے خالی خالی نگاہوں سے فضا میں کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے کہا۔

"جو کرنا ہے وہ تمہیں بھی پتہ ہے۔" ملک وسیم نے جذبات سے خالی لہجے میں کہا۔

مدیحہ اس رات سو نہ سکی۔

صبح اس کی متورم اور سوجھی ہوئی آنکھیں، رات کی ٹینشن اور بے خوابی کی داستان سنا رہی تھیں۔

چند ہی سوالات تھے جو بار بار اس کے ذہن کی سرزمین پر ابھر رہے تھے۔

"الروح کون ہے؟"

"اس کے پاس میری تصویریں کیسے پہنچیں؟"

"وہ کیا چاہتا ہے؟"

"آگے کیا ہو گا؟"

"اگر یہ تصویریں وائرل ہو گئیں تو؟"

لیکن کسی سوال کا جواب نہیں تھا۔

سارا دن بھی اسی کیفیت میں گزر گیا۔ باقی سب گھر والوں کے سامنے طبیعت خرابی کا بہانہ بنایا۔

سارا دن سوچ سوچ کر سر درد شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔

یہی ہوتا ہے، بعض ہم اس قدر سوچتے ہیں کہ سر درد کرتا ہے اور ایسا درد محسوس ہوتا ہے، کوئی سوچ بھی آئے وہ درد لے کر آتی ہے، اس درد کو بڑھا جاتی ہے۔

ایک ہی حل نظر آ رہا تھا اور حل تھا، الروح کے پاس۔

الروح ہی اس کے سارے سوالوں کے جواب دے سکتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مگر اب اسے الروح سے خوف آنے لگا تھا۔یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اب بھی کہیں نہ کہیں سے مدیحہ کو گھور رہا ہو۔

سورج آہستہ آہستہ افق کے دریچے پر ابھر رہا تھا۔ سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ سڑکوں پر ٹریفک میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ ایسے میں ایک لڑکی تیز تیز چل کر قیدیوں سے ملاقات کے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔

جیسے ہی اس نے دروازہ کھول کر اپنے قدم اندر رکھے۔ اس کی نظر سامنے کرسی پر بیٹھی نمل پر پڑی۔ لڑکی نے بے اختیار گہرا سانس لیا اور نمل کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ کر نمل کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی، جہاں سنجیدگی، تھکان لیے مسکان میں بدل چکی تھی۔

"کیسی ہو؟" لڑکی نے پوچھا۔

"الحمدللہ، بالکل ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ عائشہ؟" نمل نے جواباً حال پوچھا۔

:میں بھی ٹھیک۔" عائشہ نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"یہ بات تمہیں عجیب لگے گی، لیکن اس بات نے میرے اندر جوش سے بھر دیا ہے جس کی وجہ سے میں دوڑی یہاں تک چلی آئی۔" عائشہ نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیسی بات؟" نمل نے قدرے حیرت سے پوچھا۔

"ایک شخص ایک خط دے کر گیا آج صبح سویرے، اس میں صرف ایک ہی ورق تھا جس پر لکھا تھا۔" عائشہ اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی جیسے سمجھ نہ آ رہی ہو اگلی بات کیسے کہے۔

"بولو بھی۔" نمل نے متجسس ہو کر پوچھا۔

"اس میں لکھا تھا کہ اپنی دوست نمل کو خوشخبری سنا دو کہ آج وہ آزاد ہو جائے گی اور لوٹ آئے گی۔" عائشہ نے بلند سرگوشانہ لہجے میں کہا جیسے بہت بڑا راز افشا کر رہی ہو۔

بے اختیار نمل کا قہقہہ بلند ہوا اور وہ ہنستی چلی گئی۔ جب کہ عائشہ منہ بنانے لگ گئی۔

"میں نے کوئی لطیفہ نہیں سنایا۔" عائشہ چڑ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"اومائی گاڈ!کافی دنوں بعد ہنسی آئی۔" نمل نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"مائی ڈیئر، جیسے کہتے ہیں نا کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، اسی طرح تم کسی کے مذاق کو سچ سمجھ کر دوڑی چلی آئی۔" نمل ہلکا سا طنز کیا۔

"یہ سچ بھی تو ہو سکتا ہے۔ میں تو تمہارے پاس دوڑی چلی آئی کہ تم پریشان ہو گی، یہ سن کر تھوڑی تسلی ہو جائے گی, لیکن تم نے تو مذاق اڑانا شروع کر دیا۔" عائشہ مصنوعی ناراضگی دکھانے لگی۔

"نمل نے مسکراتے ہوئے اپنی بہترین دوست کو دیکھا۔" ویسے یہ خط بھیجا کس نے؟

"عائشہ نے بھونیں چڑھائیں. "پتا نہیں، نیچے بس ایک نام لکھا تھا، "الروح۔

نمل نام سن کر چونکی اور جھک کر دونوں ہاتھوں میں اپنا سر پکڑ کر بڑبڑائی، "الروح"

سوچنے کے انداز میں ہی بڑبڑانے لگی، "یہ نام کہیں سنا ہے یا دیکھا ہے مگر یاد نہیں آرہا کہاں؟"

کافی دیر سوچنے کے بعد نفی میں سر ہلاتے ہوئے بے بسی سے عائشہ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے جیسے وہاں کچھ لکھا ہو۔

"نہیں یاد آرہا۔ کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور لکھا تھا؟"

عائشہ نے نفی میں سر ہلایا، "نہیں بس اتنا ہی لکھا تھا۔"

جب سے عائشہ ملاقات کر کے گئی تھی اس وقت سے نمل سوچ سوچ کر تھک گئی تھی لیکن اسے یاد نہ آسکا کہ الروح کا نام اس نے کب سنا اور کس سے سنا تھا۔ عصر کی نماز پڑھ کر وہ جائے نماز پر بیٹھی اس وقت بھی یہی سوچ رہی تھی۔

تالہ کھلنے کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

ایک لیڈی کانسٹیبل نے لاک کھولا۔ "باہر آجاؤ"

"اس وقت باہر بلانے کا مقصد؟" سوال ذہن کے دریچے سے لبوں پر آتا آتا رک گیا۔ نمل نے جائے نماز لپیٹ کر ایک کونے میں رکھا اور خاموشی سے باہر آکر لیڈی کانسٹیبل کے پیچھے چلنے لگی جس کا رخ سپرینٹنڈنٹ کے کمرے کی طرف تھا۔

جیل سپرینٹنڈنٹ کے کمرے میں پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھے سمیع اور ملک وسیم کو دیکھ کر نمل کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

لیڈی کانسٹیبل نے نمل کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا کہا تو نمل نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ اس نرم سلوک کی توقع نہیں تھی۔

سپرینٹنڈنٹ نے گلا کھنکھار کر نمل کی طرف دیکھا۔ "آپ کے خلاف کیس واپس لے لیا گیا ہے۔ تمام عدالتی اور قانونی کاروائی پوری ہو چکی ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

آپ کو باعزت رہا کیا جاتا ہے۔ مقتول کے وارثین نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔"

سپرینٹنڈنٹ کے الفاظ نے حیرت کی شدت سے نمل کو گنگ کر دیا۔ چند لمحے تو وہ خاموشی سے ٹیبل کو تکتی رہی۔

کافی دیر اسی طرح خاموشی رہی تو ملک وسیم نے بیٹھے بیٹھے اپنا پہلو بدلا۔

نمل چونکی اور کھڑی ہو گئی۔ "ٹھیک ہے میں اپنا سامان سمیٹتی ہوں۔" نمل نے اس تبدیلی کی وجہ پوچھنے اور اپنے امڈتے جذبات پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

ملک وسیم کھڑا ہوا اور نمل کے قریب آ کر ایک ہاتھ نمل کے سر پر رکھا۔ "بیٹی! مجھے معاف کر دینا، انجانے میں میری وجہ سے تمہیں بہت تکلیف ہوئی۔" نمل نے ملک وسیم کے پاؤں پر نظر جمائے رکھی جو بات کرنے کے بعد واپسی کے دروازے کی طرف اٹھ رہے تھے۔

نمل تیزی سے مڑی اور واپس جیل بیرک کی طرف بڑھنے لگی۔

سپرینٹنڈنٹ کے کمرے سے نکلنے کے بعد نمل کو اپنے پیچھے کسی کے چلنے کی آواز آئی اور وہ جانتی تھی کہ وہ کون ہے؟

سمیع نے اپنے آگے چلتی نحل کو دیکھا۔ "پوچھو گی نہیں، یہ تبدیلی کیسے آئی؟"

چلتے چلتے نمل کے قدم رک گئے۔ بنا پیچھے مڑے نمل کے ہونٹ ہلنے لگے۔ "میں صرف یہ جاننا چاہوں گی کہ تم لوگوں کو وہ وجہ کیسے پتہ چلی جس وجہ سے میں نے قتل کیا۔ کوئی تیسرا وہاں نہیں تھا تو کس نے بتایا؟"

نمل خاموشی سے تبدیلی آنے کی وجوہات کا تجزیہ کر چکی تھی۔

سمیع نے مایوسی سے گہرا سانس لیا۔ "الروح نامی کسی بندے نے ایک ویڈیو بھیجی جس میں سارا واقعہ ریکارڈ تھا۔"

"الروح" کے نام پر نمل بے اختیار گھومی اور سمیع کے چہرے پر نظریں جما کر اسے گھورنے لگی۔ "تم نے کوشش تو کی ہو گی کہ یہ الروح کون ہے؟"

نمل یہ سوال کرنے سے نہ رک پائی۔

سمیع نے گہری نظروں سے نمل کے چہرے کے تاثرات ٹٹولتے ہوئے پوچھا، "لگتا ہے تم پہلے سے ہی کچھ نہ کچھ جانتی ہو الروح کے بارے میں۔"

سمیع نے چھلا انگلی میں ڈالا اور کی رنگ، چابی کو گھمانے لگا۔

دونوں یونی کے زمانے سے ایک دوسرے کو ذہن کو پڑھتے ہوئے ایک دوسرے سے آگے رہنے کی کوشش کرتے تھے اور یہ بات دونوں جانتے تھے کہ دوسرا فریق اس معاملے میں برابر کا جوڑ رکھتا ہے۔

نمل واپس مڑی اور چلنے لگی۔ "لگ گیا پتا، تم بھی الروح کو اتنا ہی جانتے ہو جتنا کہ میں۔" چلتے چلتے نمل کے پاؤں کو یک دم بریک لگی۔ وہ انتہائی تیزی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سے گھومی اور سمیع کی انگلی کے گرد گھومتی چابی اور کی رنگ کو گھورنے لگی۔ ایک یاد ایک جھماکے سے اس کے ذہن میں آئی اور اس شدت سے آئی کہ وہ حال بھول گئی۔ جہاں موجود تھی وہ بھول گئی۔ کون سامنے، بھول گئی۔ وہ یاد میں کھو گئی۔ نہ صرف کھو گئی بلکہ نمل نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جیسے پوری کی پوری اس یاد میں اتر جانا چاہتی ہو۔

ایک منظر بند آنکھوں کے پیچھے پھیلتا جا رہا تھا۔

ایک پارکنگ کا منظر، ایک ہاتھ، اس ہاتھ میں بند ایک چابی، اس چابی سے جھولتی ایک کی رنگ، اس کی رنگ پر لکھا ایک لفظ، اور وہ لفظ تھا، "الروح۔"

سمیع حیرت سے رنگ بدلتی نمل کو دیکھ رہا تھا۔ جو پہلے اچانک تیزی سے مڑی، پھر کی رنگ کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلتی گئیں جیسے کوئی شاک لگا ہو، پھر اس کے چہرے کے تاثرات اور رنگ بدلے۔ پھر نمل نے آنکھیں بند کیں۔ اور اس کے ماتھے پر پڑے بل اس بات کو ثابت کر رہے تھے کہ وہ پوری شدت سے کسی یاد میں ڈوبنا چاہ رہی ہے۔

ایک جھٹکے سے نمل نے آنکھیں کھولیں۔ "کیا تم جانتے ہو الروح کو؟ کیا اس سے ملے ہو؟ کیا اس سے ملوا سکتے ہو؟" نمل ایک ہی سانس میں تیزی سے سوال کرتی گئی۔

" سمیع نے اچنبھے سے نمل کو دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔ "میں نہ ملا ہوں، نہ اسے جانتا ہوں۔

سمیع کو حیرت زدہ چھوڑ کر نمل تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

سارا دن بے چینی سے گزار کر مدیحہ ایک بار پھر لیپ ٹاپ کھولے "الروح" کے نام کو گھور رہی تھی۔

بالآخر اس نے کانپتے ہاتھوں سے میسج کیا، "تم کون ہو؟ کیا چاہتے ہو اور میری پکس تمہارے پاس کیسے؟"

چند لمحوں بعد ہی ریپلائی موصول ہوا، "میں تم سے ملاقات کروں گا اور اس وقت میرے چہرے کو دیکھتے ہی تمہیں ان سب سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔"

مدیحہ کو اس ریپلائی کی سمجھ نہیں آئی۔ جتنا وہ سمجھی وہ بس یہی تھا کہ وہ ملنا چاہتا ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"میں ہر گز ایسا نہیں کروں گی۔نہ کبھی ملاقات کروں گی۔مجھے پتہ ہے اب تم بلاک میل کرو گے لیکن غلطی کو مان لینا مزید غلطی سے بچاتا ہے اس لیے میں آج اپنی غلطی تسلیم کر چکی ہوں اور آپ سے آخری بار بات کر رہی ہوں۔اس کے بعد اپنا اکاؤنٹ ختم کر دوں گی۔" مدیحہ جذباتی ہو گئی۔

"کیا اس طرح اکاونٹ ختم ہونے سے تم اپنی تصاویر وائرل ہونے سے بچا سکتی ہو؟"اس ریپلائی نے مدیحہ کے ہوش اڑا دیے۔اس کے اندر کا ڈر اس کے سامنے آ رہا تھا۔

"پہلے میں کوشش کروں گی کہ کسی سے ہیلپ لینے کی کہ تم جیسے جانور کو کیسے روکا جائے اگر کچھ نہ کر سکی تو اپنے والدین کو بتا دوں گی۔یہ تصاویر میں نے نہیں بھیجی تمہیں۔جو بھیجتی ہیں ان کے ساتھ ایسا ہو تو انہیں خودکشی کی سوجھتی ہے،یہی واحد حل نظر آتا ہے لیکن میرا ضمیر مطمئن ہے باقی تعز من تشا،تم ہوتے کون ہو مجھے بدنام کرنے والے،کیا اللہ سے ڈر نہیں لگتا؟" مدیشہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"میں کل تم سے ملوں گا چاہے مجھے تمہارے گھر ہی کیوں نہ آنے پڑے اور میں ضرور آؤں گا یہ الروح کا وعدہ ہے۔" میسج کے ساتھ ہی مسکرانے اور آنکھ مارنے والا ایموجی تھا۔

مدیحہ نے غصے سے اپنا اکاؤنٹ ڈیلیٹ کیا اور لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔وہ بہت خوفزدہ ہو چکی تھی۔اگر وہ سچ میں آ گیا تو؟میں امی ابو سے کیا کہوں گی۔؟"اس طرح کی لاتعداد سوچیں اس کے ذہن پر دستک دے رہیں تھیں۔

اگلے دن فجر کی نماز کے بعد مدیحہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو بے اختیار اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔لیکن دعا کے بعد اسے طمانیت کا احساس ہوا اور وہ پر سکون ہو گئی۔

دس بجے کے قریب صوفے پر بیٹھی مدیحہ نے اپنی امی کی طرف دیکھا جو کافی خوش نظر آ رہیں تھیں۔"مدیحہ!اٹھو تیاری کرو،آج طیب کی تمام پسندیدہ ڈشز بنانی ہیں،ایک لمبے عرصے کے بعد طیب کو چھٹی ملی ہے،نہ جانے یہ آرمی والے اتنے سخت کیوں ہوتے ہیں۔"امی کی بات سن کر حیرت سے مدیحہ نے امی کی طرف دیکھا۔"اور یہ بات آپ مجھے اب بتا رہی ہیں۔" مدیحہ کے چہرے ہر اپنے بڑے بھائی کی آمد کی خبر سن کر خوشی چمکنے لگی۔

"لو ہمیں خود آج صبح پتہ چلا ہے۔"امی نے تیزی سے کچن کی طرف جاتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مدیحہ تیزی سے اچھل کر کھڑی ہوئی لیکن پھر افسردہ ہو کر بیٹھ گئی۔ "اگر بھائی کی موجودگی میں الروح آگیا تو؟ طیب بھائی تو ہیں بھی سخت، کیا بنے گا؟" اس سوچ سے مدیحہ کی ساری خوشی ماند پڑ گئی۔

باقی کا سارا وقت کام کرتے اور ان سوچوں کے آتے رہنے میں گزر گیا۔

دو بجے کے قریب طیب بھائی آ گئے۔ مدیحہ ہر سوچ کو بھول کر بھائی سے ملی۔

چار بجے کے قریب بھائی کے فون کی بیل بجی تو بھائی نے فون کان سے لگایا۔ کچن کی طرف بڑھتے ہوئے مدیحہ کے قدم بھائی کے منہ سے نکلے الفاظ سن کر رک گئے۔ "اچھا الروح بول رہے ہو، یہ کیسا نام ہے؟" وحشت سے مدیحہ نے پیچھے مڑ کر بھائی کی طرف دیکھا جو فون پر بات کرنے میں مصروف تھا۔ "ٹھیک ہے آجاؤ مل کر بتا دینا دکھا دینا جو بھی ہے۔" بھائی نے فون کاٹا مگر مدیحہ کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹی اور فرش پر گر گئی۔

"!بھائی نے چونک کر مدیحہ کی طرف دیکھا۔ "ارے! کیا ہوا مدیحہ

مدیحہ نے بھائی کی طرف دیکھا، "کچھ نہیں۔" یہ کہہ کر وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف دوڑ گئی۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ لاک کیا اور بیڈ پر گر گئی۔ دروازہ پر دستک ہوئی اور باہر سے آواز آئی۔ "دروازہ کھولو مدیحہ!" اس آواز کو وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ کئی ویڈیوز دیکھ چکی تھی وہ الروح کی۔ الروح آگیا۔ بے اختیار اس نے سوچا اور شاک کی حالت میں دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

"دروازہ کھولو مدیحہ!" اس بار بھائی کی آواز آئی۔

نہ چاہتے ہوئے بھی مدیحہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے دروازہ کھولا۔ اسے پتہ تھا ناچار یہ کرنا ہی پڑے گا۔

سامنے کھڑے بھائی پر اس کی نظر پڑی۔ وہ اکیلا تھا۔ مدیحہ نے تیزی سے آس پاس دیکھا اور بھائی کے پیچھے جھانکا مگر کوئی اور نظر نہ آیا۔

"کیا الروح کو ڈھونڈ رہی ہو؟" الروح کی آواز آئی۔ اگر مدیحہ نے اپنے بھائی کے ہلتے ہونٹ اور ان سے نکلتے یہ آواز نہ سنے اور دیکھے ہوتا تو اسے یقین ہی نہ ہوتا کہ یہ الروح کی آواز میں اس کا بھائی بول رہا ہے۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ مدیحہ کے چہرے کے اڑتے رنگ دیکھ کر ہنسنے لگا اور ہنستا چلا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مدیحہ آنکھیں پھاڑ کر اپنے بھائی کی طرف دیکھنی لگی۔ پھر یک دم اسے غصہ آنے لگا۔ "تم! تم ہی الروح ہو؟" مدیحہ نے غصے سے کہا۔

"ہاں، میں ہی الروح ہوں۔ دیکھ لو ملنے آگیا۔" بھائی نے ہنستے ہوئے کہا۔ مدیحہ سے برداشت نہ ہوا۔ وہ آگے بڑھی اور پوری شدت سے بھائی کے سینے پر مکے تھپڑ مارنے لگی۔ "آئی ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ یو۔" کی گردان کرتے وہ مسلسل مارتی چلی جارہی تھی۔ جبکہ اس کا بھائی مسلسل درد ہونے کی ایکٹنگ کیے جارہا تھا۔

مارتے مارتے مدیحہ کے اپنے ہاتھوں میں درد ہونے لگ گیا۔ جب ساری بھڑاس نکال۔ چکی تو بھائی کے سینے پر سر رکھ کر ہچکیاں لے کر رونے لگی۔

بھائی نے مدیحہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا، "اچھا بس بھی کرو، مجھے معاف کر دو۔ دیکھو تمہارا بڑا بھائی تم سے معافی مانگ رہا ہے۔" بھائی نے ایک ہاتھ سے مدیحہ کے آنسو صاف کیے اور اس کو بازو سے پکڑ کر مدیحہ کے کمرے میں لے آیا۔

"دیکھو معاف کر دو نا اب، اس کے بدلے تمہیں ایک راز بتاتا ہوں جو امی ابو اور کسی کو نہیں پتہ، صرف تمہیں بتا رہا ہوں۔ میں آئی ایس آئی کا ایجنٹ ہوں۔" بھائی نے مدیحہ کے کان کے پاس سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

مدیحہ نے خفگی سے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"دیکھو پتا نہیں کب ہمارے جیسے ایجنٹس کی موت آجائے۔ اس لیے رونا دھونا چھوڑ کر اس بھائی سے باتیں کر لو۔" بھائی نے ایموشنل بلیک میلنگ کرتے ہوئے کہا۔

موت کی بات سن کر مدیحہ نے ایک اور گھونسا بھائی کے سینے پر مارا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟" پہلا سوال مدیحہ کے منہ سے نکلا۔ بھائی نے مدیحہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "صرف ایک سبق دینے کے لیے۔ کبھی بھی سوشل میڈیا پر کسی کے اتنے قریب نہ ہو، کسی کو اپنے اتنے راز نہ دو کہ اسے موقع ملے ان چیزوں سے کوئی غلط فائدہ اٹھا سکے۔ مجھ سے باتیں کرتے کرتے تم نے انجانے میں گھر کی باتیں بتانا بھی شروع کر دی تھیں۔ شروع شروع میں جب تم نے باتوں باتوں میں فخریہ انداز میں میرے بارے میں بتایا، میرا بھائی آرمی میں ہے اور میرے یونٹ وغیرہ پوچھنے ہر بھی تم نے ساری ڈیٹیل بتا دیں جو تمہیں پتہ تھیں۔ اس وقت میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں اس حوالے سے تھوڑا سبق دیا جائے تاکہ آئندہ ایسا نہ کرو۔ تم نے اس شخص کے سامنے سب کچھ بتایا جسے تم جانتی بھی نہیں تھیں۔" بھائی نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

سنجیدگی سے کہا تو مدیحہ کو ندامت محسوس ہونی لگی۔ "لیکن آپ کی اسلامی ویڈیوز اور وہ سب پوسٹس کی وجہ سے آپ اتنے قابل اعتماد لگے۔" مدیحہ نے اپنا کمزور دفاع کرتے ہوئے کہا۔

"ڈیئر سسٹر! سوشل میڈیا پر لوگوں کا وہی چہرہ نظر آتا ہے جو وہ دکھانا چاہ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی اصلیت سے کوئی واقف نہیں ہوتا۔ یہاں سب اچھے بنتے ہیں۔ اگر کوئی اچھا لگتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں واقعی ہی وہ اچھا ہو۔ ایسے سینکڑوں واقعات میں دیکھ چکا ہوں جس میں ایسے ہی اعتماد کیا جاتا ہے مگر بعد میں بلیک میلنگ کے ذریعے مطالبات منوائے جاتے ہیں۔ چیٹس ہوتی ہیں، پسندیدگی بڑھتی ہے اور پھر تصاویر کا تبادلہ ہوتا ہے اور مکروہ چہرے اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔" بھائی سنجیدہ تھا۔

کافی دیر دونوں اس موضوع پر بات کرتے رہے۔ مدیحہ کو احساس ہوا کہ واقعی ہی وہ جذباتی ہو کر کئی ایسی باتیں بھی شیئر کر جاتی تھی جس نہیں کرنی چاہیے تھیں۔

اسی طرح ہوتا ہے ایسے کئی واقعات ہوتے ہیں مگر بدنامی کے خوف سے اکثر دبا دیے جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا ایک ایسا سچ ہے جو جھوٹ کی بنیاد بھی بن جاتا ہے۔ بظاہر بہت اچھے نظر آنے والے موقع پانے پر شیطان بن جاتے ہیں۔

گلے شکوے ہوتے رہے اور بھائی بہن کے درمیان محبت بڑھتی گئی۔

مدیحہ نے فخر سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا۔ "آرمی بہت اچھی ہے نا پاکستان کی، سب آپ جیسے ہوتے ہوں گے۔۔" طیب نے مدیحہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "کوئی بھی چیز پرفیکٹ نہیں ہوتی۔ ہر جگہ اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح آرمی بھی پرفیکٹ ہے یہ کہنا غلط ہے کچھ ایسے داغ ہیں آرمی پر بھی جو تاریخ میں درج ہو چکے ہیں۔ لال مسجد واقعہ اور بھی بہت سے ہیں لیکن اکثریت دیکھی جائے تو اچھی ہے۔ کرپشن آرمی میں بھی ہے لیکن دوسرے اداروں کی نسبت کم ہے۔ آرمی میں بھی غدار پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن کہہ سکتے ہو ایسا اکثر ہائی لیول پر ہوتا ہے لو لیول پر نہیں۔" طیب نے سنجیدگی سے کہا۔

مدیحہ حیرت سے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ "لیکن آئی ایس آئی نمبر ون ہے نا۔"

طیب نے سر ہلاتے ہوئے کہا، "انیس سو اسی کی دہائی میں واقعی ایسے کارنامے سرانجام دیے ہیں آئی ایس آئی نے جس کی وجہ سے یہ نمبر ون پر آئی لیکن آج کل دشمن بھی ایڈوانس ہو چکا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ دشمن آئی ٹی کے میدان میں آگے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آئی ایس ائی اپنا دفاع کر رہی ہے لیکن حقیقت سے آنکھیں چرانے سے حقیقت بدلتی تو نہیں نا۔" طیب نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

مدیحہ نے سوچتے ہوئے کہا، "بھائی آپ نے جسم کا بتایا تھا روح کا تو بتایا ہی نہیں۔" طیب مسکرایا۔ "روح کے بارے میں ہمیں اتنا ہی بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ کا امر ہے۔ یہ ایک غیر مرئی چیز ہے اس کو ہم دنیاوی پیمانوں پر نہیں ماپ سکتے جیسے تمام سائنسدان اس کے قائل ہیں لیکن وہ نہیں بتا سکتے یہ کیا ہے؟ کس مادے سے بنی ہے؟ وغیرہ وغیرہ لیکن یہ ہر ذی روح کے اندر موجود ہے۔ اس روح کو جسم کے اندر ڈال کر جسم کو ایک طرح سے حاکم بنا دیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جسمانی خواہشات کی شدت زیادہ ہوتی ہے۔ جسم نظر آتا ہے یہ ایک سچ ہے مگر در حقیقت یہ جھوٹ ہے اصل سچ روح ہے جو جسم کے مرنے کے بعد بھی فنا نہیں ہوتی۔ یہی روح ہے جو ہر غلط کام سے پہلے، کرتے وقت اور بعد میں بھی احساس کرواتی رہتی ہے کہ تم یہ کام غلط کر رہے ہو، جسم کو ٹوکتی ضرور ہے۔ اسے ہی ضمیر کا نام دیا جاتا ہے۔ دنیا بظاہر سچ ہے لیکن در حقیقت جھوٹ ہے۔ اب یہاں مقابلہ ہوتا ہے جسم اور روح کا۔ اگر ہم جسم کا زیادہ خیال رکھیں گے تو یہ روح پر غالب رہتا ہے یعنی جھوٹ سچ بن جاتا ہے لیکن اگر ہم روح کا خیال زیادہ رکھیں گے تو یہ جسم پر غالب آ جائے گی تب اس سب جھوٹ کی حقیقتیں کھلتی جائیں گی جو بظاہر سچ نظر آتے ہیں۔ اب روح چونکہ امر اللہ ہے تو اللہ کے امر اور حکم ماننے سے ہی یہ مضبوط ہوتی ہے۔ یہ ان ڈائریکٹ پروپورشن ہے اگر نفسانی و جسمانی خواہشات پر قابو پایا جائے تب روح کی طاقت بڑھتی ہے۔ اسی لیے سارے نبی ساری ولی نفسانی و جسمانی خواہشات کو ختم کرنے کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ یہ مر تو نہیں سکتیں لیکن انہیں کمزور کر کر روح کو حاکمیت دی جا سکتی ہے اور روح کی غذا جسم کی غذا سے الگ ہے۔" طیب نے بات ختم کی ہی تھی، امی آ گئیں وہ وہ چائے کے لیے ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھنے لگے۔

نمل نے کافی دنوں تک بہت کوشش کی الروح کو ڈھونڈنے کی لیکن ناکام رہی۔ زندگی معمول کی طرف لوٹ چکی تھی۔

نمل کا آج یونیورسٹی میں آخری دن تھا۔ فنکشن ختم ہو چکا تھا۔ سب اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ لیکن وہ اس کلاس روم کی طرف چل پڑی جہاں اس نے اس یونیورسٹی میں آ کر پہلے سمسٹر کی پہلی کلاس لی تھی۔ کلاس خالی تھی۔ کلاس کے دروازے میں کھڑی وہ خالی کرسیوں کو تکتی جا رہی تھی اور ذہن کے پردوں پر فلم چل رہی تھی۔ وہاں عائشہ بیٹھتی تھی۔ وہاں دانش بیٹھتا تھا، وہاں سمیع۔ اس کی نظریں گھومتی گھومتی کلاس کی آخری رو میں کھڑکی کے ساتھ رکھی خالی کرسی پر ٹک گئی۔ اور یہاں عبدالحمید بیٹھتا تھا، جس کا ایک اور نام، "الروح" سامنے آ چکا تھا۔ کلاس کے منظر فلم کی طرح ذہن کے دریچوں میں ابھر رہے تھے۔ سب ہنس رہے تھے۔ سر امتیاز کے لیکچر کے دوران حمید برہمی سے کھڑا سوال کر رہا تھا۔ دو آدمی اندر آئے سر امتیاز کو لے کر جا رہے ہیں۔ تمام منظر تیز رفتاری سے ابھر اور گم ہو رہے تھے۔ آخری کرسی پر آخری نظر ڈال کر نمل واپس مڑی اور گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ آنکھیں نم ہو ہی جاتی ہیں جب بھی اس جگہ سے جدا ہونے پڑے جہاں آپ نے کبھی وقت گزارا ہو، چاہے وہ ہوسٹل ہو، کلاس ہو سکول ہو یا کالج۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

گھر پہنچی تو نمل کی دوست عائشہ پہلے ہی پہنچی ہوئی تھی اس نے نعرہ لگا کر نمل کا استقبال کیا تو ایک مسکان افسردہ لبوں پر پھیل گئی۔

"تمہارا رشتہ آیا ہے اور آنٹی کو پسند ہے۔" عائشہ نے سیدھا نمل پر بم گراتے ہوئے کہا۔

"اوہو، میری بچی کو سانس تو لینے دو۔" ایک ادھیڑ عمر عورت نے آگے بڑھ کر نمل کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

نمل نے سوالیہ نظروں سے امی کی طرف دیکھا، "کیا یہ سچ ہے؟" امی نے اپنے چہرے کی خوشی چھپانے کی کوشش کی۔ "ہاں! آئے تھے مجھے تو وہ لوگ بہت اچھے لگے۔ لیکن ظاہر ہے تمہاری مرضی کے بنا کچھ نہیں ہو گا۔" یہ کہہ کر امی تو کچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ نمل عائشہ کے ساتھ ہی بیٹھ گئی جس کے خوامخواہ دانت نکل رہے تھے۔ "اچھا! جلدی سے بتا تجھے کوئی اعتراض تو نہیں یا کوئی اور پسند تو نہیں؟" عائشہ کو تجسس ہو رہا تھا۔ نمل نے دانت نکالتی عائشہ کے چہرے کو دیکھا تو بے اختیار مسکرانے لگی۔ "میں نے سب معاملہ اللہ اور اس کے بعد امی پر چھوڑا ہے۔ جیسے وہ مناسب سمجھیں کر دیں۔"

"مطلب ہاں ہو گئی۔" عائشہ نے نمل کی گردن میں بازو ڈال کر اپنی طرف کھینچ کر چیختے ہوئے کہا۔

ویسے نمل! تمہیں عجیب نہیں لگتا کہ ایک اجنبی سے شادی کرنا۔" نمل نے عائشہ کی طرف دیکھا۔ "عائشہ! میں نے جب سے ہوش سنبھالا تب سے ایک ہی دعا اللہ سے کرتی آئی ہوں کہ یا اللہ! مجھے وہ نصیب کرنا جو میرے لیے بہتر ہو، جو مجھے سمجھے۔ بے شک آپ کا چناؤ میرے چناؤ سے بہت بہتر ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے جو بھی میرا ہمسفر ہوا اچھا ہو گا۔"

چٹ منگنی پٹ بیاہ والی صورتحال کے مصداق نمل رخصت ہو کر اس اس شخص کے کمرے میں بیٹھی اس شخص کے آنے کا انتظار کر رہی تھی جس کی تصویر دیکھنے سے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ جو گھر والوں نے پسند کر لیا وہ اسے بھی پسند، بات۔ ختم۔ ایک ٹین ایجر لڑکی بار بار بڑی پر جوش ہو کر بار بار بھابی کہہ کر اس سے ہو چھتی رہی تھی کہ کسی قسم کی کوئی تنگی ہو کوئی چیز چاہیے ہو وہ سب پیش کر سکتی ہے بس بھابھی کوئی حکم کریں۔ اس چھوٹی سی نند کے چہرے پر جھلملاتے سچے اور پکے رنگ دیکھ کر نمل کو اطمینان سا ہوا۔

کمرہ کا دروازہ کھولا اور کسی کے چلنے کی آواز آئی۔ نمل کی نظریں اپنے ہاتھوں پر تھی۔

"السلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہ۔" آنے والے نے نرمی سے سلام کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

"وعلیکم السلام۔" ممناتی ہوئی آواز میں نمل نے جواب دیا۔

وہ شخص قریب آکر بیٹھا۔ اس نے ایک ہاتھ آگے بڑھایا اور نمل کے ماتھے کے اوپر بالوں کو پکڑ لیا۔

نمل گھبرا کر کسمسائی۔ پریشانی کے عالم میں اس نے سنا وہ شخص کچھ کہہ رہا ہے۔ غور کرنے پر نمل نے سنا وہ پڑھ رہا ہے،

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ (سنن ابی داؤد)

دعا پڑھ کر اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔

آہستہ سے اس نے گھونگٹ اٹھایا تو نمل نے دھیرے سے پہلی بار اپنے شوہر کے چہرے کی طرف دیکھا مگر چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا۔

"تم؟ تم یہاں کیسے؟" وہ مچل کر دور ہٹی اور دلہے کے روپ میں سامنے بیٹھے حمید کو دیکھنے لگی۔

"ارے بیگم، میں تمہارا شوہر ہوں۔" سامنے بیٹھا شخص مسکراہٹ دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میرا نکاح طیب سے ہوا ہے تم سے نہیں۔" نمل نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

طیب تھوڑی دیر تک محظوظ ہونے والے انداز سے نمل کی طرف دیکھتا رہا اور پھر کہنے لگا، "پیاری بیگم یہ ڈگری والی یونیورسٹی نہیں ہے یہ محبت والی یونیورسٹی ہے۔ آج ہمارے پہلے سمسٹر کا پہلا دن ہے۔ اور ان شاء اللہ ہم مل جنت کی ڈگری اچھے نمبرز سے لینے کی کوشش کریں گے۔" وہ اب ہنسنے لگا تھا۔ "وہ یونیورسٹی میں صرف ایک بہروپ تھا اور چونکہ آپ کا یہ شوہر نامدار آرمی میں ہے تو کچھ ایسے مشنز بھی ہوتے ہیں جہاں نام اور شناخت بدل کر کام کرنا پڑتا ہے"

نمل ساری صورتحال سمجھ گئی۔ اب اس کے چہرے پر پہلی بار شرم کے تاثرات ابھرے۔ طیب مسکراتا ہوا مسکراتی ہوئی محبت آمیز نظروں سے نمل کو دیکھ رہا تھا جبکہ نمل نظریں چرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس صورتحال کا تو خواب تک نہ دیکھا تھا مگر کچھ تعبیریں ایسی ہوتی ہیں جو حسین خواب دیکھنے سے پہلے ہی پوری ہو جاتی ہیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

طیب اٹھا اور نمل کی طرف دیکھتے ہوئے کہنا لگا، "بیگم وضو فرمالو۔ یاد ہے سر نے یونیورسٹی کے پہلے دن پہلے لیکچر میں سب سے پہلے کام نیت کا بتایا تھا تو نیت کر کر لیں، ٹٹول لیں اور صرف دو نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اس ابتداء میں مدد مانگ لیں ان شاء اللہ انتہا تک وہ ہمارے ساتھ ہو گا۔" یہ کہہ کر طیب تو وضو کرنے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ نمل مسکراتے ہوئے جیولری اتارنے لگی۔

طیب کی امامت میں دو نفل پڑھ کر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو خود بخود آنسو امڈ کر رخساروں پر بہنے لگے۔

یہ آنسو دعا بھی تھے، یہ آنسو شکر بھی تھے، یہ آنسو التجا بھی تھے، یہ آنسو ایک حسین انتہا کی خوبصورت ابتدا تھے۔ وہ دعائیں کہاں رد ہوتی ہیں جو لفظوں سے نہیں آنسوؤں سے کی جائیں۔

آگے بیٹھے طیب کے ہاتھ اٹھے تھے اور اس کے الفاظ نمل کے کانوں میں رس گھول رہے تھے۔

"اللهُمَّ بَارِكْ لِي فِي أَهْلِي، وَبَارِكْ لِأَهْلِيَ فِيَّ، اللهُمَّ ارْزُقْنِي مِنْهُمْ وَارْزُقْهُمْ مِنِّي، اللهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا إِذَا جَمَعْتَ فِي خَيْرٍ وَفَرِّقْ بَيْنَنَا إِذَا فَرَّقْتَ إِلَى خَيْرٍ۔"

ابتدا میں ہی ہر ابتدا کی ابتدا سے بھی پہلے کے مالک اللہ سے التجا کرتے ہوئے خوشیوں کی انتہا مانگ لی جائے تو ابتدا سے انتہا حسین ہو جاتی ہے۔ شادی کا پہلا دن بھی ایک ایسی ابتدا ہوتی ہے مگر صد افسوس اس ابتدا کی ابتدا ہی خدا کے حکم توڑ کر کی جائے تو حسین انتہا کیسے ہو؟ اس موقع پر کیا کرنا چاہیے اس سے اکثر دلہے بھی بے خبر اور دلہنیں بھی بے خبر ہوں گی تو برکتوں کی کہاں خبر رہے گی.

(ختم شد)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم---

"اَلسَلامُ عَلَیکُم احباب----

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ----

ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو)

اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے

"novels ki duniya "

اور

"website"

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیئے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کرلیں ---

شکریہ-----

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website 1 Or Another Website 2